24

ادب • اردو

گلزار خلیل

محمد خلیل الرحمن

-e-Khaleel

Muhammed Khaleel-ur-

Essays

بعونہ تعالےٰ

کتاب لاجواب جواب مضمون

گلزارِ خلیل

۱

جسکو

منشی محمد خلیل الرحمن صاحب ولد مولوی محمد نعیم اللہ صاحب مغفور خلف مولوی محمد سلیم اللہ صاحب مبرور ساکن منڈاور ضلع بجنور نے

بغرض فوائد طلبا و اہل ملک

ہندوستان کے اکثر مشہور اہل قلم اور لائق شخصوں کی قابلِ قدر تحریروں اور اپنے ذاتی مضامین سے

مرتب کیا

بریس مہر منیر بجنور میں حافظ محمد کریم اللہ و محمد محب اللہ کے اہتمام سے چھاپی گئی

مارچ سنہ ۱۹۰۶ء

اول مرتبہ

قیمت فی جلد ۶

فہرست مضامین کتاب ہذا

بعونہ تعالےٰ

کتاب لاجواب جواب مضمون

گلزار خلیل

جسکو

منشی محمد خلیل الرحمن صاحب ولد مولوی محمد نعیم اللہ صاحب مغفور خلف مولوی محمد سلیم اللہ صاحب مبرور ساکن منڈاور ضلع بجنور نے

بغرض فوائد طلبا و اہل ملک

ہندوستان کے اکثر مشہور اہل قلم اور لائق شخصوں کی قابل قدر تحریروں اور اپنے ذاتی مضامین سے

مرتب کیا

بہ پریس مہر نیمروز بجنور میں حافظ محمد کریم اللہ و محمد محب اللہ کے اہتمام سے چھاپی گئی

مارچ سنہ ۱۹۰۶ء

اول مرتبہ

قیمت فی جلد ۶

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین۔ والصلوٰۃ والسلام علے رسولہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین ؀

ہر شخص جو اپنے خیالات کو ملک کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہے۔ اکثر اوسکے دلمین دو قسم کے خیال گذرتے ہین۔ اول یہہ کہ وہ ہر دلعزیز بنے۔ دوسرے یہہ کہ غلطی واقع نہو۔ مگر یہہ دونون خیال غلط خیال ہین۔ غلطی انسان کے لیئے لازمی امر ہے جس سے بچنا نہایت مشکل۔ اور چونکہ انسانی طبائع مختلف ہین اسلیئے ہر ایک امر پر اتفاق آرا ممکن نہین۔ ہان وہ شخص نہایت مبارکی کی قابل ہے جسکے قلم سے بہت سی زبانین اتفاق رکھتی ہون۔

یہہ اول تجربہ ہے کہ مین ایک رسالہ کی ترتیب کے لیئے قلم اوٹھاتا ہون جسکے مضامین جسطرح بالکل جدید ہین اسی طرح بہت کچھ سے فراز ہمارے ملک کے عام مذاق سے بالکل مخالف ہین یعنی نہ اوسمین عشق و محبت کا ذکر ہے نہ شعر و شاعری کی فکر نہ تعجب خیز قصے ہین نہ حیرت انگیز افسانے نہ عبارت مین وہ رنگینی ہے نہ الفاظ مین وہ شوخی۔ روکھی پھیکی چند نثرین ہین گل و بلبل کی رنگین بیانیون سے سادہ۔ پروانہ و شمع کی چھیڑ چھاڑ سے عاری۔ جن سے غرض ہے کہ وہ عام طبائع پر اپنا مہذب اثر ڈالین۔

مین اس رسالہ کا نام **گلزار خلیل** رکھتا ہون اور اوسکو اپنے اہل ملک کے لیئے ایک خوشنما گلدستہ بنانا چاہتا ہون (اگر وہ اوسکے لیئے اپنی میزون پر کچھ جگہہ نکالین احسان ہے) جسمین وہ رنگ برنگ کے خوشنما پھول دیکھینگے اور یہی نہین کہ اوسکی سادہ روشون مین اوسکی ظاہری بہار ہی دلچسپی کے لیئے کافی ہو اوسکی طرح طرح کی خوش آیند خوشبوئین بھی ...

دماغون کو عطر آگین رکہینگی - یہہ پہول مینے چند منتخب باغون † سے چنے ہین جنکی ایک ایک پنکہڑی دیکہنے کی لائق - اونکی بہینی بہینی خوشبوئین سونگہنے کی قابل - وہ جس روش کو نکلینگے - ایک نیا سمان اونکی آنکہون کے سامنے بندہیگا

گلہاے رنگ رنگ سے ہے زینت چمن ۔۔۔ اے ذوق اس جہان کو ہے زیب اختلاف سے

شاید کوئی صاحب سمجہین کہ یہہ اپنی خوشہ چینیون کو بہی اونہین مین داخل کرتا ہے - نہین بلکہ پہولون کے ساتہہ کانٹے کیا نہین ہوتے ! گلدستہ کی دستہ بندی کیا گیاہ سے نہین کیجاتی - ! !

مے بزیرند بداز الطفیل نیکان ۔۔۔ رشتہ را لبس ندہد ہر کہ گہر میگیرد :

چونکہ اس کتاب کو طلبہ کی جماعت کا ایک بڑا حصہ (جنکو جواب مضمون مین امتحان دینا ہوتا ہے) دیکہیگا اسلیئے چند مفید اور ضروری باتین اونکے لیئے لکہنا ضروری سمجہتا ہون -

جواب مضمون کے سوال مین ہمیشہ شرط ہوتی ہے کہ بائیس سطرون سے کم ہو اس سے صاف ظاہر ہے کہ جسقدر طول ہوگا بہتر ہے - مضمون نویسی کی طاقت اور اوسکا ڈہنگ حاصل کرنا کثرت سے عمدہ عمدہ مضامین کی نظر سے گذرنے پر منحصر ہے اور جسقدر مطول مضامین دیکہے جائینگے اوسیقدر خیالات کو روشنی اور وسعت حاصل ہوگی -

رسالہ ہذا مین اگر کل مضامین مطول درج کیئے جاتے تو طوالت کا باعث ہوتے ورنہ کم مضامین درج ہوتے اسلیئے بعض مضامین کسیقدر طوالت سے لکہے گئے ہین - مختلف طبائع کے مضامین اسلیئے درج کیئے گیئے کہ اگر سب کے سب ایک ہی قلم کے ہوتے تو طلبا کو اردو انشاپردازی کی ایک ہی خاص طرز سے واقفیت حاصل ہوتی کیونکہ مختلف طور پر لکہنا ایک قلم کا کام نہ تہا - اسکے سوا چونکہ نقص سے انسان بہت کم بچ سکتا ہے اسلیئے ایک شخص کی تحریر مین جو برائی ہوگی وہ برابر چلی جائیگی - اور جبکہ اوسکو دوسرونکے لیئے ایک نمونہ پیش کرنا ہوتا ہے - اور طلبہ اوسکی تقلید کرنیکی غرض سے اوسکو اپنے سامنے رکہنے کی قابل سمجہتے ہین تو بیشک وہ تحریر جسطرح اپنی خوبیون کا سبق دیگی اوسیطرح اپنے عیوب بہی دوسرونکے اندر پیدا کیئے بغیر نرہ سکیگی - طلبہ کو چاہیئے کہ وہ ہر ایک مضمونکی

† اخبارات و رسالجات

نسبت سے کانٹون کو ہٹا کے پہول چُن لیتے ہین۔

کی مصدناق نہین — اور ہر ایک نمونہ مین جو عمدہ بات ہو اوسپر غور کرین۔

بعض عنوان دعوے کے طور پر بیان ہوتے ہین اور بعض عام طور پر۔ جو عنوان دعوے بن سکتے ہین اونکو اوسطرح ثابت کرنا چاہیئے جیسے اقلیدس اپنے دعوٗون کو ثابت کرتا ہے۔ دلیلون کے سلسلے سے اس امر کی کوشش کرنا کہ ہمارا دعوے کہانتک صحیح ہے۔ اقوالِ حکما۔ تواریخی واقعات۔ مشاہدات سے اپنے دلائل کو مضبوط کرنا۔ آخر مین نتیجہ نکالنا کہ جس بات کو ہم ثابت کرنا چاہتے تہے وہ ثابت ہو گئی۔

جو عنوان ایسے نہین ہوتے اونکے لیئے ان باتون کا خیال رکہنا چاہیئے (۱) اپنے خیالات کو ایک خاص قاعدہ کی موافق ترتیب دینا چاہیئے۔ اوس مضمون پر چند منٹ غور کرنا چاہیئے کہ وہ کتنے حصونمین منقسم ہو سکتا ہے۔ (۲) اوسکے اختلاف پر نظر کرنا چاہیئے۔ جسقدر باتین اوسکے موافق ہو سکتی ہون علیحدہ اور مخالف علیحدہ لکہنا چاہئین اوسکے بعد اس کا خیال کرنا چاہیئے کہ ہمنے اسکی نسبت کیا پڑہا یا سنا ہی جو کچہہ یاد ہو اوسکے نیچے لکہنا چاہیئے آخر مین اپنی رائے مع ثبوت لکہنا چاہیئے۔ خیالات کے اظہار کرنیسے پہلے اوس لفظ کا مخرج اور تعریف لکہو۔ اگر اوسکے فوائد و نقصان بیان ہو سکتے ہون تو دونون کو عام و خاص کی تفریق سے لکہنا چاہیئے۔ پہر اعتراضات اور اونکے جواب۔ عبارت مین مناسب الفاظ لکہے جائین۔ غیر مانوس اور اجنبی الفاظ سے پرہیز چاہیئے۔ فقط

العبد

ہمدان محمد خلیل الرحمن عفاعنہ المنان

القریشی المنداوری

علم

تعریف "علم" کے لغوی معنی "جاننا" اور تعریف "کسی شے کی صورت کا ذہن مین حاصل ہونا"

تقسیم علم کی قسمین (۱) زباندانی و علم ادب (۲) ریاضی (۳) منطق و بیان (۴) فلسفہ ذہنی و اخلاقی (۵) سیاست مدن (۶) تواریخ وجغرافیہ (۷) طبعی (۸) دینیات +

ضرورت (۱) انسان کی ابتدائی حالت محض نادانی ہے - یہہ ایک ایسی حالت ہے کہ اوسکو قائم رکہا جائے تو انسان تمام وحشی حیوانات سے بدرجہا بدتر سمجہا جانیکا مستحق ہو - کیونکہ قدرت نے دیگر حیوانات کو ایک معمولی حالت پر پیدا کیا ہے - جسمین ترقی کی امید نہ تنزل کا خوف - کسی جانور کے بچّے کو اوسکے ہم جنسون سے جدا رکہکر دیکہو اوسکی بول چال - طور طریقہ - حرکات وسکنات سب وہی ہونگے جو اوس جنس کے لیے مخصوص ہین - کوّا ہے تو وہی قائین کریگا - بیّا ہے تو ویسا ہی گھونسلا بنائیگا - دیکھو! کویل اپنے بیضے کوّے کے گھونسلے مین چھوڑ کر چلی جاتی ہے کوّا ہی اونسے بچّے نکالتا اونکو کہلاتا پلاتا پالتا پرورش کرتا ہے - کوّون ہی سے اوسکو صحبت اور اونہین مین رہنا

+ ان سب کی فروعات ہین ہر ایک کی تشریح اور باہمی تعلق اور درجہ بدرجہ فوائد لکہنا باعث طوالت ہے -

سے ہنا ملتا ہے کوئل کا نام و نشان بھی نہین پاتا مگر وہ جب بولتا ہے کوئل ہی کی بولی بولتا ہے - آخر اوسکو یہہ کسنے سکہلا دیا ؟ نیچر نے - بخلاف انسان کے کہ اوسکو اوس نیچرل اسکول مین جہان اور حیوانات کی متعدد دفعات نے اپنی دنیاوی معاشرت کا قانون جدا جدا سیکہا ہے ہرگز داخل ہونے کا موقع نہین دیا گیا (یہانسے یون نہ سمجھنا چاہیے اوس تعلیم نے حیوانون کو انسانون پر کچھہ عزت دیدی نہین بلکہ وہ ایک ابتدائی خواندگی ہے - انسان کو اسکے مقابلہ مین بے انتہا ترقی کا سامان گویا ایک کُتب خانہ کا کُتب خانہ مرحمت ہوا ہے - وہ سیکہا سکہلایا تو پیدا نہین ہوا مگر حیوانون سے کہین زیادہ سیکہہ سکنے کی صلاحیت رکہتا ہے) کسی انسان کو ابتداے عمر سے کچھ ایسے وحشتناک جنگل مین چہوڑ دیا جاے جہان وحشی جانورون کے سوا کسیکا گذر نہو - تو کیا اوسکا دماغ لارڈ بیکن کے سے فلسفیانہ خیالات کا چشمہ بنجائیگا ؟ نہین - بلکہ جن لوگون نے بن مانسون کو دیکہا ہوگا وہ خوب سمجھے ہونگے کہ اوسکو ایک ادنے حیوان سے بھی بدتر درماندگی اور وحشت ہوگی - اور وہ کچھ بھی انسانی فرائض ادا کرنیکے قابل نہوگا - اسلئے قدرتی طور پر یہہ جواب ملتا ہے کہ انسان کو جاننے اور سیکہنے کی حاجت ہے - ورنہ جب انسان ایسی حالت مین ترقی کے ایک غیر محدود راستہ پر ڈالدیا گیا تو اس جہالت کی اندہیاری مین علم کی لالٹین کے سوا اور کیا چیز ہے جسکے ذریعہ سے وہ اپنے سفر کے دشوار گذار راستونمین جابجا ٹہوکرین کہانے اور بدراہ ہونیسے محفوظ رہکر منزلِ مقصود پر پہونچنے کی کوشش مین سرگرم ہو -

(۲) "عقل" انسان مین جوہر لطیف ہے جس نے "اشرف المخلوقات" ہونے کا بیش قیمت تاج اوسکے سر پر رکہا - کہرے کہوٹے کے لیئے کسوٹی - واقف راہ ساتہی - شفیق اوستاد - تجربہ کار ناصح - اسکے لیئے جو خطاب تجویز کیا جاوے وہ بجا ہے - لیکن اگر علم نہین تو گوہر ہے مگر مٹی مین ملا ہوا آفتاب ہے مگر بدلی مین چہپا ہوا - آئینہ ہے مگر زنگ خوردہ - کمال عقل کے لیئے علم لازمی امر ہے

اور نقصانِ عقل عین نقصِ انسانی ہے اسلیئے علم کے بغیر انسان کامل نہین کہا جاسکتا یعنی انسان بننے کے لیئے علم نہایت ضروری ہے۔

فوائد علم روحانی خوشی کا باعث ہے۔ جو بات انسان کی سمجھ مین نہین آتی اوسکی اصلیت دریافت کرنیکی فکر مین طبیعت منقبض اور دل پژمردہ رہتا ہے۔ اور معلوم ہو جانے پر فرحت وشگفتگی حاصل ہوتی ہے۔+ علم ایک بہت بڑی قوت ہے جسکی نظیر نہین مل سکتی۔ ریلوے۔ دُخانی کلین۔ توپ۔ بندوق۔ تار برقی۔ اگ بوٹ۔ آلات جرِ ثقیل وغیرہ ہزار ہا مثالین موجود ہین جن سے بہت کچھ فائدے حاصل ہوتے ہین جو جسمانی طاقتون سے ممکن نہین۔ علم کے ذریعہ سے انسان خود کو اپنی ذات اور دوسرون کے لیئے مفید بنا سکتا ہے۔ دیکھو! پریس کی ایجاد سے کسقدر فائدے پہونچے۔ علم طب کے مدون ہو جانے سے دنیا کو کتنا آرام ہے۔ معاملات نظم ونسق دنیاوی کا مدار علم ہی پر منحصر ہے۔ خدا کو بھی علم ہی سے پہچانا ہے۔ علم ہی نے بتلایا ہے کہ علت العلل اور جہان کا کوئی خالق ضرور ہے جو ہر نوع معبود ہونیکا استحقاق رکھتا ہے بڑے بڑے فلاسفر قائل ہین کہ انسانی ہستی باوجود اسقدر ترقیات کے ناقص ہے اور ہمیشہ ناقص رہیگی۔ علم ہی کے باعث ہماری معاشرت کی اچھی سے اچھی صورتین جلوہ گر ہوتی جاتی ہین۔ روز بروز ہمارے لیئے آسانیان بڑھتی اور تکلیفین رفع ہوتی جاتی ہین۔ علم کے بیشمار فائدے اوس وقت خوب معلوم ہو سکتے ہین جب زمانہ حال کا اوس زمانہ سے مقابلہ کیا جائے جبوقت کہ امور تمدن اور طرز معاشرت کے مطلع پر جہالت کے بادل گھرے ہوے تھے اور اون غیر آریہ قومون کے حالات اور رسم ورواج دریافت کرنے سے جو ہند کے مختلف اطراف ومقامات مین جاگزین ہین۔

+ فیثاغورث جو یونانی حکما مین ایک بڑا حکیم گذرا ہے جب اوسنے دریافت کیا کہ "مثلث قائم الزاویہ مین مربع ضلع مقابل زاویہ قائمہ کا برابر ہوتا ہے مربعون باقی اضلاع کے کہ جن سے زاویہ قائمہ بنتا ہے" تو اوسنے اس خوشی مین سو بیل قربانی کیئے۔

دیکہو! جزائر انڈمن کے باشندے آدم خوار و برہنہ پائے گیئے - شادی غمی مین بدن کو گیرو اور سیاہ مٹی سے رنگتے آدمیون سے کوسون بہاگتے ہتے ۱۸۵۵ء مین برلش ملازمون نے بدقت تمام اسیقدر مانوس کیا اوڑلسیہ کے بہتی پوشون نے ۱۸۷۱ء مین انگریزون کی وجہہ سے کپڑے پہننا شروع کیئے - کہاندو نکا فرقہ (جو اوڑلسیہ کے کنارے ایک بلند پہاڑی پر آباد ہے) انسان کی قربانی کی رسم قبیحہ کا پابند تہا جو ابہی ۱۸۳۵ء مین برلش حکومت کے باعث موقوف ہوئی اسکے سوا اونمین اور بہت سی رسمین جاری ہتین جنکا بقیہ ابہی تک ہے - امریکا کے وحشی غلام اپنے آقا کے مرجانے پر درختون سے گر گر کر جان دیتے تہے - اگر ہم پچہلے زمانہ پر خیال کرین تو تنزل کے نہایت تنگ و تاریک اور گہرے غار سے نکلکر ترقی کے بالاخانہ پر بہت اونچے چڑہ گیئے ہین مگر اوپر کو خیال کرنیسے ابہی ہمکو بے شمار زینے طے کرنا باقی ہین آنے والی نسلین ہم سے بہی زیادہ بلندی پر پہونچینگی اور چونکہ علم ایک دریاے ناپیدا کنار ہے - یہہ ترقی کا جہاز بہی نہ رُک سکیگا بلکہ ہر دم اوسکی رفتار تیزی کی جانب مائل ہوتی جائیگی - علم دوامی زندگی بخشتا ہے جسقدر بڑے بڑے عالم گزر چکے ہین اونکے نام ہمارے دل کے نگینون پر کندہ اور اونکے کارنامے ہمارے حافظہ کے اوراق پر منقوش ہین - علم ہی کیوجہہ ہے کہ انسان نے تمام موجودات دنیاوی سے اپنی خدمت لی اور مخدوم ہونے کا اعزاز حاصل کیا۔ غرض

ہماری معاش اور معاد کی تکمیل علم ہی پر موقوف ہے *

اسباب حصول حصول علم کے لیئے یہہ زمانہ بہت مبارک زمانہ ہے (۱) کتب چہاپے خانون کی طفیل سے اس کثرت سے ہین کہ پڑہنے والونکو ڈہونڈتی پہرتی ہین - (۲) اوستاد جابجا ہر قسم کے مدرسے سرکاری طور پر اور انجمنون کے ذریعہ سے کہلے ہوے ہین - (۳) قانون گورنمنٹ کی طرف سے کوئی قومی امتیاز اور خصوصیت کی شرط نہین ہے - (۴) روپیہ پیسے کیطرف متعلق کوئی روک نہین - لیاقت کی موافق وظائف ملتے ہین - اوستادون کو کوئی تنخواہ نہین

دیناپڑتی - (۵) شوق مگر علم کا ماحصل نوکری قرار دینے اور کثرت امیدواران کے باعث نہ ملنے
کی وجہہ سے اوسکو ایک خاص صدمہ پہونچا ہے - علم بیقدری کی نظر سے دیکھا جاتا ہے - ہمتیں
ٹوٹتی جاتی ہین - جو سب سے بڑی غلطی ہے - علم کا نتیجہ تہذیب انسانی ہے اوسکی مدد سے ہر ایک
کام تکمیل پاتا ہے نہ یہہ کہ اسکی علت غائی صرف نوکری یعنی غلامی سمجھہ لیجائے - جب تک اعلے
درجہ کے ڈگری یافتہ اشخاص کثرت کے ساتھہ کوچہ بکوچہ نظر نہ آوینگے تب تک یون نہین کہا
جاسکتا کہ ہمارے یہان علم سے کوئی معتدبہ فائدہ حاصل ہوگا - کیونکہ ایسی ہی صورت مین مجبور
ہوکر ہمارے ملک کے ادنے و اعلے سب کام تعلیم یافتہ شخصون کے ہاتون مین آوینگے اور اونکے
علم کے باعث اعلے درجہ کی ترقی پاوینگے اور اوسیوقت امید کیجا سکیگی کہ ہمارا ملک بھی مہذب ممالک کی
تقلید کرسکیگا - چونکہ علم کی نسبت عمدہ خیالات کا قائم ہونا اوسکے حصول کا سب سے بڑا سبب ہے اسلئے
ہمارے اہل ملک کے دلونمین سے اون ناقص خیالات کا دور ہوجانا نہایت ضروری ہے جو
علم کے نتیجہ کے متعلق غلطی سے بیٹھہ ہوئے ہین اور شوق کو کم کرتے ہین - (۶) محنت - علم
حاصل کرنے کو مستقل طور پر بالاتصال محنت شرط ہے کیسا ہی مشکل کام ہو کوشش اور محنت سے
ضرور حاصل ہوجاتا ہے انگریزی مثل ہے "کوشش کرو - کوشش کرو اور پھر کوشش کرو"
اور بمقام شکر ہے کہ آجکل کی محنت وہ محنت نہین جو پہلے زمانہ مین اوٹھانی پڑتی تھی - زیادہ تر
محنت اون اسباب کے حاصل کرنے مین ہوتی تھی جنکا ذکر اوپر ہوا اور جو نہایت سہولت سے میسر
آسکتے ہین اونکے سوا اکثر کتابون کی شرحین - حاشئے - ترجمے ہوگئے ہین اور ہوتے جاتے
ہین جن سے پوری پوری مدد ملتی ہے -

تنبیہہ - یاد رکھنا چاہئے کہ ادھورا علم بجائے اسکے کہ کچھہ فائدہ پہونچاوے اکثر گمراہ کردیتا ہے -

تعلیم انسان کا اعلےٰ فرض ہے

یہہ فقرہ کہنے کو تو چند الفاظ کا مجموعہ ہے لیکن جو خیالات ذیل مین ہدیۂ ناظرین کرونگا اونسے ثابت ہوگا کہ اس فقرہ کے ثبوت مین کتنے دلائل پیش کیے جا سکتے ہین اسکے ثبوت کے لیئے ضروری ہے کہ پہلے تعلیم کی تعریف بیان کیجائے - اسمین کسیکو شبہ نہین کہ ہر ایک متنفس ایک ایسے عالم مین موجود ہے جسمین سوائے اُسکے اور بہت سے موجودات انسان و غیر انسان موجود ہین - یعنی موجودات کے وجود مین تو کسیکو کلام نہین - موجودات کے متعلق جتنے واقعات ہین اُنکی اکتساب کو تعلیم کہتے ہین اور یہہ واقعات تین طرح کے ہو سکتے ہین -

اول یہہ کہ کیا کیا موجود ہے - ؟

دوم یہہ کہ اون موجودات کے خواص کیا ہین ؟

سوم یہہ کہ اونکے روابط و ضوابط + باہمی کیا ہین - ؟

ہستی کا لفظ گویا ان تمام چیزون پر صادق ہوتا ہے - انمین سے قسم اول کے تو حواس خمسہ کے ذریعہ جانی جاتی ہے - اور قسم دوم و سوم مین سے بعض حواس خمسہ کے ذریعہ اور اکثر عقل و فکر یا قوت نظری کی وساطت سے - علی العموم قسم دوم و سوم کے واقعات سے اگاہی حاصل کرنے کو تعلیم کہتے ہین اور یہہ کسی حد تک صحیح بھی ہے -

مینے اپنے دعوے مین بیان کیا ہے کہ "تعلیم انسان کا اعلےٰ فرض ہے" جب تعلیم کی تعریف بیان

+ اگر بہایت غور سے دیکھا جائے تو صرف چند ہی اشیا کے چند خواص ایسے ہین جو روابط و ضوابط باہمی نہ کہلا سکین ورنہ جن اوصاف کو عام طور پر خواص کسی شے کے کہتے ہین وہ روابط و ضوابط باہمی ہی ہوتے ہین -

ہوئی توچاہئے فرض کے معنی بہی بیان کیئے جائین کیونکہ جب تک یہہ بیان نکیا جائے کہ محمول و موضوع کے معنی کیا ہین تب تک یہہ کیونکر ثابت ہو کہ انمین تعلق موجبہ ہے یا سالبہ ؟

فرض کا لفظ کئی جگہہ استعمال کیا جاتا ہے - ہر صورتمین فرض اوس کوشش کی ضرورت کا نام ہی جو کسی مقصد کے حاصل کرنیمین کیجائے اور چونکہ مختلف حالات مین ہمارے مختلف مقاصد ہوتے ہین اسیلئے فرض کا لفظ کئی جگہہ استعمال کیا جاتا ہے - مثلاً یہہ کہا جاتا ہے کہ "سچ بولنا انسان کا فرض ہے" اسکے یہہ معنی ہین کہ انسان کے لیئے نظام سلطنت کا قائم رکہنا ضروری ہے اور سچ بولنا اس قیام نظام کے حصول کی کوشش ہے - پس جب قیام نظام سلطنت ہمارا مقصود ہے تو سچ بولنا بلحاظ اس مقصود کے ضروری ہے یعنی سچ بولنا بلحاظ اس مقصد کے فرض ہے -

مینے بیان کیا ہے کہ ہر ایک شخص کا ایسے عالم مین موجود ہونا جسمین سوا اوسکے اور بہت سی چیزین انسان وغیر انسان موجود ہین - مانا گیا ہے - اگر سوا اسے ایک وجود کے کوئی اور وجود دنیا مین نہو تو کوئی چیز یا کوئی کام اس وجود کا مقصد یا مدعا ہو سکے - اور اگر کبہی وہ اپنی فعل کو کہین بہی تو وہ کام خاص اسی وجود سے متعلق ہو سکتا ہے - اس صورتمین بہی اگر اوسکو اعلے درجہ کا حکیم نہ مان لین تو یہہ ضروری ہے کہ اوسکو اوس خاص فعل کرنیکے طریق معلوم ہون - لیکن جب صورتمین انسان ایک ایسی کثیر التعداد موجودات کے درمیان اپنی زندگی بسر کرتا ہے اور قوت فعل ارادی اوسکو حاصل ہے تو ظاہر ہے کہ اوسکے تمام مقاصد متعلق موجودات ہونگے اون تمام مقاصد کے حاصل کرنیکے لیئے یہہ ضرور ہے کہ اوسکو موجودات کی متعلق واقفیت سے آگاہی ہو - انسان کے جتنے مقاصد † ہین اون سب کے لیئے یہہ ضرور ہے کہ انسان کو خواص اشیاء یا اونکے روابط و ضوابط باہمی سے پوری پوری واقفیت ہو - اگر ریل کا چلانا یا پل کا بنانا درکار ہے - تو

† مین اس مسئلہ کو خارج از بحث سمجہتا ہون کہ انسان کا آخر کار ایک مقصد واحد ہے اس مقصد کے واحد کے تحت مین مختلف مقاصد آجاتے ہین اور جب انمین سے ہر ایک کے حصول کے لیئے علم موجودات ضروری ہے تو آخری مقصد کے حصول کے لیئے علم آپ ہی ضرور ہوا -

یہہ ضرور ہے کہ بہانب کے خواص اور آب و آتش کی تاثیرات اور علم حرکت و سکون کے مختلف وسائل سے آگاہی ہو - اگر کسی قوم کو آسودہ حال بنانا یا اونکی تمدنی اور اخلاقی حالت کا سنوارنا مقصود ہے تو یہہ لوازمات مین سے ہے کہ اون قوانین سے جنکے تحت مین اونکی اخلاقی اور روحانی طاقتین عمل کرتی ہین پوری واقفیت ہو - پس ہر مقصد کے بر لانیکے لیئے علم موجودات ضروری ہے - یعنی تحصیل علم مقاصد کے حاصل کرنیکی کوشش ہے اور اسلیئے ضروری یعنی فرض ہے -

تحصیل علم انسان کا اعلے فرض ہونے کے دو وجوہات ہین - ایک تو یہہ کہ تحصیل علم چونکہ تمام مقاصد کے حاصل کرنے کے لیئے ضروری ہے - اسلیئے یہہ سب فرائض سے بڑا فرض ہے - کیونکہ کوئی ذریعہ سوا تحصیل علم کے ایسا نہین جسسے ایسے کثیر التعداد مقاصد حاصل ہون - مختلف کام مختلف مقاصد کے حاصل کرنیکا ذریعہ ہوتے ہین - اور اونکی ضرورت بھی بلحاظ مقصد کے ہوتی ہے -

دوسری وجہہ یہہ ہے کہ جن کامون پر لفظ فرض کا علے العموم دال ہوتا ہے وہ ہمیشہ لفظ فرض ہی سے تعبیر نہین کیئے جا سکتے - وہ بلحاظ ایک خاص مدعا کے تو فرض کہلاتے ہین اور بلحاظ ایک اور فرض کے مدعا کہلاتے ہین - مثلاً انسان کا مدعا ہے کہ وہ اس دنیا مین [illegible] مدعا کے لحاظ سے صحت کو قائم رکھنا فرض ہے - لیکن جبتک قیام صحت مدعا ہو تو ورزش کرنا فرض ہے - پس جب مقاصد بے شمار ہین تو ایک خاص طریقہ عملدرآمد کا کبھی فرض کہلاتا ہے اور کبھی مدعا - پس علم حاصل کرنا ایک مقصد ہے - اوسکے لحاظ سے تحصیل علم ایک ایسا مدعا ہے جو ہمیشہ لفظ فرض سے ہی تعبیر کیئے جا سکتے ہین اور کبھی بلحاظ کسی اور فرض کے مدعا نہین ہوتا - یہی معنی اسکے اعلے فرض کے ہین جنکا اطلاق تحصیل علم کے بارہ مین کیا ہے -

(مترجم)

* جناب [illegible] صاحب لاہور [illegible] ایک [illegible] مین [illegible] قول [illegible]
[illegible] - (خلیل)

علم جسقدر زیادہ ہو اوسیقدر مفید ہے

مینے اپنے پہلے مضمون مین یہہ ثابت کرنیکی کوشش کی ہتی کہ "علم انسان کا ضروری فرض ہے"
اب مین اوسی مضمون کے متعلق اپنے دعوے کے حصہ دوم کے ثابت کرنیکی کوشش کرتا ہون یعنی
یہہ ثابت کیا چاہتا ہون کہ "علم کی زیادتی انسان کے حق مین مفید ہے" جس چیز کی ایک قلیل مقدار
ایک خاص اثر پیدا کرتی ہے تو لابد ہے کہ اوس چیز کی زیادہ مقدار وہی اثر اور بہی کمال کے ساتہہ پیدا
کرے - اور یہہ صاف ظاہر ہے کیونکہ ایک چیز ایک خاص اثر بلحاظ اپنی خاصیت کے پیدا کرتی ہے
اور جب وہ چیز مقدار مین زیادہ ہے تو اوسکی وہ خاصیت بہی بمقدار سے زیادہ ہوگی اور اسلیئے وہ اثر
بہی جسکا وجود اس خاصیت کی وجہہ سے ہے مقدار مین زیادہ ہوگا - اس دلیل کو مین بے محابا تعلیم کے
بارہ مین استعمال کرتا اگر مجکو یہہ ڈر نہو تا کہ ناظرین کو خَيْرُ الْاُمُوْرِ اَوْسَاطُہَا کے مسئلہ کی صورت کا
خیال نہ سوجہے -

یہہ دونون مسائل فلاسفرون کے اقوال مین سے ہین اور دونون بجاے خود صحیح ہین مگر یہان یہہ جتلانا
میرا فرض ہے کہ انمین سے کونسا مسئلہ تعلیم کے بارہ مین صادق آتا ہے اور اون دونون مین کیا فرق ہی
اگر انسان کا کوئی مقصد نہوتا تو کوئی چیز انسان کے لیئے مفید نہوتی کیونکہ جب ایک خاص
مقصد ہمارے مد نظر ہوتا ہے اور ایک چیز بلحاظ اپنی خاصیت کے اوس مقصد کے حصول کا ذریعہ
ہوتی ہے تو اس چیز کو ہم مفید کہتے ہین - اور چونکہ ہمارے طرح طرح اور انواع انواع کے مقاصد وقتاً
فوقتاً ہوتے رہتے ہین اسلیئے ہم مختلف چیزون کو مفید کے نام سے تعبیر کرتے رہتے ہین -
پس جب تک کہ ایک چیز ہمارے ایک خاص مدعا کے حصول کا ذریعہ ہے اوسوقت تک

اسکو ہمارے کسی دوسرے مدعا سے کچہہ تعلق نہین اور اسیلئے وہی بلحاظ ہمارے ایک دوسرے مدعا کے مفید ہے - جب تک ایک خاص مدعا ہمارے زیر نظر ہے تب تک ہی ایک خاص چیز جو اوسکے حصول کا ذریعہ ٹہر سکتی ہے مفید ہے - اور تب تک ہی اوس چیز کی زیادہ مقدار بہی ہمارے لیے زیادہ مفید ہوگی مگر جب اوسکو بلحاظ ایک اور مدعا کے جسکی حصول کا وہ ذریعہ نہین دیکہا جاوے تو وہی چیز بالکل غیر مفید ہوتی ہے اور اوسکی زیادتی بہی لاحاصل - صرف یہی نہین بلکہ اس سلسلۂ کائنات مین اکثر ایسا ہی ہوتا ہے کہ جو چیز ہمارے ایک خاص مدعا کے لیئے مفید ہے وہی ایک دوسرے مدعا کے لیئے نہ صرف غیر مفید ہے بلکہ مضر - کیونکہ اشیاء کا مفید ہونا اونکی خاصیت پر منحصر ہے - اور جب کسی چیز کا کسی دوسری شئی پر ایک خاص اثر ہے تو کوئی وجہہ نہین کہ اسی شئی کا ایک اور چیز پر جو اوس دوسری شئی سے غیر اور حقیقت اور ماہیت مین بالکل مختلف ہے ایک مختلف بلکہ متناقض اثر ہو یعنی اگر الف کا ب پر ایک خاص اثر ہے تو الف کا ج پر ایک بالکل مختلف بلکہ متناقض اثر ہو - مثلاً مثلاً "دماغی قوےٰ کو شگفتہ کرنا" ہمارا ایک مقصد ہے - اس مقصد کے حاصل کرنیکے لیئے مطالعہ کتب مفید ہے اور جب تک یہی ایک مقصد ہماری مدنظر ہے تب تک ہم کوئی دلیل ایسی نہین دیکہتے جو ہمکو اس جملہ کے بیان کرنیسے مانع ہو کہ "انسان جسقدر مطالعہ کتب کرے اوسیقدر اوسکے لیئے مفید ہے" یعنی اگر چلتے پہرتے اوٹہتے بیٹہتے کہاتے پیتے انسان پڑہتا ہی رہے تو مفید ہے - مگر ساتہہ ہی اسکے ہمارا ویسا ہی ضروری ایک مقصد یہہ ہے کہ ہماری ہمت قائم رہے اور ارلبعہ عناصر کا اعتدال اسیطرح بنا رہے کہ انسان کو درازئی عمر نصیب ہو - اب جیسا کہ صاف ظاہر ہے "شگفتگی قوائے دماغ" اور "قیام صحت" دو مختلف مدعا ہین اور "مطالعہ کتب" ان دونون سے علیحدہ مطالعہ کتب کا شگفتگی قوائے دماغ پر ایک خاص اثر ہے - اور کوئی وجہہ نہین کہ قیام صحت پر جو شگفتگی دماغ سے ایک بالکل مختلف چیز ہے اسکا مختلف اثر نہو - اسبات کی صحت واقعات سے بہی پائی

جاتی ہے - جو لوگ قیام صحت کے مدعا کو بالکل نظر انداز کرتے ہین اور مطالعہ کتب کے پیچھے پڑتے ہین وہ اپنی صحت کو گنواتے ہین - اس سے ثابت ہوا کہ مقاصد کے بیشمار ہونیکی وجہہ سے ہمکو اشیاء مفیدہ کے استعمال مین اعتدال کا خیال رکہنا پڑتا ہے کیونکہ جو چیز ایک خاص مدعا کیواسطے مفید ہے وہی کسی دوسرے کے لیئے جسکا حصول ویسا ہی ضروری ہے مضر - بنابرین داناؤن کا یہہ قول کہ خَیْرُ الْاُمُوْرِ اَوْسَاطُھَا بہت قابل قدر ہے -

پس اگر ہمارا مدعا واحد ہے اور اگر کوئی چیز اوس مدعائے واحد کے لیئے مفید ہے تو اوس چیز کی زیادہ مقدار ہمارے لیئے عین مفید ہے یعنی اگر دنیا مین ہمارا ایک سا ہی مدعا ہوتا اور کوئی چیز ایسی بہی ہوتی جو اس مدعائے واحد کے لیئے مفید ہوتی تو اس چیز کی جسقدر زیادہ مقدار ہوگی اوسیقدر زیادہ مفید ہوگی کیونکہ کوئی دوسرا مدعا جسکے اوپر اس شی مفیدہ کا مضر اثر پڑ سکتا تہا موجود ہی نہین اسیلئے ہمکو اسکے استعمال مین اعتدال کی نگاہ رکہنے کی بہی کچہہ ضرورت نہین - یا یون کہین کہ اگر کوئی چیز دنیا مین ایسی ہوتی جسکا اثر تمام مقاصد و اغراض انسانی پر یکسان ہوتا یعنی اثر مفید ہوتا تو اوسکے استعمال مین بہی ہمکو اعتدال کا خیال رکہنا ضروری ہوتا -

اب ہم دیکہتے ہین کہ اگر تمام مقاصد انسانی کے حاصل کرنیکو مقصد واحد قرار دین تو اس مدعاء واحد کے لیئے جیسا کہ اس مضمون کے حصہ اول سے ظاہر ہے علم موجودات کا ہونا لازمی ہے اسیلئے علم موجودات جسقدر زیادہ ہو اوسیقدر بہتر ہے - کیونکہ سوا اس ایک مقصد کے (یعنی تمام مقاصد کا حاصل کرنا) اور کوئی مقصد ہی نہین - یا یون کہنا چاہئے کہ علم موجودات ایک ایسی شی ہے جو تمام مقاصد انسانی کے لحاظ سے مفید ٹہر سکتی ہے - اسیلئے چونکہ کوئی ایسا مقصد ہی نہین جس پر اسکا مضر اثر پڑ سکے - لہذا علم موجودات کی زیادتی انسان کے حق مین عین مفید ہی اور خَیْرُ الْاُمُوْرِ اَوْسَاطُھَا کا اطلاق اسپر نہین ہو سکتا - †(ترندہ رنا ہتہ)

† دیوان صاحب کا یہہ مضمون بہی اوسی پایہ کا ہے اور پچہلے مضمون کا دوسرا حصہ ہے - (خلیل)

آدمی را آدمیت لازم است

(آدمیت) (انسانیت) دونون مرادف لفظ ہین اور لغت مین مغائر۔ آدمیت مشتق ہے اُدمت سے یعنی گندم رنگ ہونا اور انسانیت اُنسیت سے یعنی انیس ہونا جسکی معنون کی طوالت ہمکو زیادہ تفصیل سے معذور رکھتی ہے۔ اور اخلاقی اصطلاح مین انسان کو اپنی ابنائے جنس کے ساتھہ ایسے برتاو اور طریقے اختیار کرے کہ جو کسیکو ناگوار نگذرین اور اپنی طرز معاشرت کو خوش اسلوبی اور نہایت خوبی سے انجام دینے کو آدمیت کہتے ہین۔

فی الحقیقت اللہ تعالی نے انسان کو جوہر عقل سے آراستہ کرکے تمام مخلوقات سے اعلی اور افضل بنایا لیکن اسیکے ساتھہ جسقدر اوسکو عقل عطا فرمائی ہے اسیقدر اوسکو حاجتون کے عمیق اور تاریک غارون مین پھنسایا ہے تاکہ وہ اپنی عقل کی روشن لالٹین سے اون دشوار گذار غارون سے سلامت نکلجاوے۔ دیکھو! انسان کو مال و متاع جمع کرنیکی ہوس۔ عمدہ اور خوشگوار غذا کی خواہش۔ اچھی اور نفیس پوشاک ولباس کی آرزو۔ عالیشان و پختہ مکانات کی تمنا۔ دوسرون سے ملنے کی ضرورت تا دم زیست رہتی ہے۔ غرض انسان کو بے انتہا غرضین اور ضرورتین ہمیشہ آتی رہتی ہین۔ ان سب کو اچھی طور پر رفع کرنے اور آپسکے باہمی عمدہ میل و ملاپ کرنیوالے کو آدمیت کا خطاب دیتے ہین اور اوسیکو انگریزی مین سولیزیشن یعنی تہذیب و شائستگی کے ساتھہ تعبیر کرتے ہین۔

انسان کی ایک ایسی حالت ہے کہ جسکا کوئی کام ایسا نہین جسمین تہذیب اور شائستگی درکار نہو۔ تمام قوے جو خدائے تعالی نے عطا فرمائے ہین اور جنکی بدولت وہ ہر قسم کی جسمانی خوشی۔ تمکن و وقار

قدر و منزلت حاصل کر سکتا ہے وہ سب اخلاق ہی کے ابر کے برسنے سے شاداب و شگفتہ رہ سکتے ہین
پس انسان کو چاہیئے کہ اپنی تمام قوے کو جو خدا نے اوسکو دیئے ہین اوسیطرح ہر کام مین لاوے
جیسے کہ اوسکا کام مین لانا اونکے صانع کی مرضی سے ہو اور بیشک اوس عزّ و جلّ نے ہمکو
اسیواسطے ایک نہایت لطیف اور صاف آئینہ عقل کا عطا فرمایا ہے جس سے تمام ممکنات
کے نیک و بد کو دیکھہ بہال کر اپنی عادات کی تہذیب اور خیالات کی اصلاح کرین ۔

غور کرو کہ قدرت نے کسی نوع مخلوقات کو اوسکی ابتدائی خلقت مین اون کمالات کے ساتھہ
متّصف نہین کیا جن کمالات کے ساتھہ انسان کو کیا ہے ۔ نوع انسانی مین وہی جوہر عقل کی ایک
فانوس روشن ہے جسکی روشنی مین انسان شائستگی کی سیدہی روش اور عمدہ طریقہ کو پہچان کر
کمالات کے نقش و نگار سے اپنی خلقی سادگی کو آراستہ کر سکتا ہے اور دوسری انواع مخلوقات پر
بسبب قوت عقلیہ کے تفوّق رکھہ سکتا ہے ۔ یہہ ہمارا سمجھنا کہ ہم اشرف المخلوقات اسوجہہ سے ہین
کہ ہماری ایک صورت خاص ہے کسیطرح فخر پر مبنی نہین کیونکہ خلّاق عالم نے جمیع مخلوقات کی ایک جداگانہ
صورت پیدا کی ہے پہر کس بات مین شرافت رہی اصل یہہ ہے کہ انسان کی خلقی عادات کی حالت کا
تغیر و تبدّل ممکن ہے اور حیوانات وحشیہ کہ اپنی خلقی عادتون کے بدلنے مین محض مجبور ہین اور
فی الواقع ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنی قواے عقلی کو اپنی عادات اور اطوار کی آراستگی مین صرف کرین
جسکے سبب ہم آدمی کہلائین ۔ اس تمام بیان سے یہہ معلوم ہوا کہ ہم دو باتین اختیار کرین ایک یہہ
ہم تہذیب اور شائستگی سے باہمی میل جول رکھین ۔ جسکے برتاو مین امورات ذیل کا خیال رکھنا چاہیئے
انسان اپنی خلقی سادگی سے صاف اور آزاد رہے اور گفتگو سچ اور صفائی سے کرے کہ جو دوسرونکو
تکلیف اور مضرت نہ پہونچاوے ۔ باتین اطمینان اور ملایمت و آہستگی سے استقلال کے ساتھہ
جس سے سامع کو تصنّع اور بناوٹ نہ معلوم ہو لیکن اسکے طریقے مختلف حالات مین مختلف ہوتے ہین ۔

ہمکو اپنے بزرگ اور اعلے درجے کے لوگون کی روبرو انکساری ظاہر کرنا چاہیئے مگر نہ اسقدر کہ غلامونکی سی خاکساری ہو- عورتون کے سامنے انسانیت اور نہایت شائستگی سے پیش آنا ضروری ہے- اپنے ماتحتون سے مہربانی اور اخلاق ظاہر کرنا چاہیئے اور ادنے درجہ والون سے اونکی مرتبہ کی موافق بات چیت کرنا زیبا ہے جس سے وقار نہ جائے اور تکبر نہ ثابت ہو بہر کیف ہر امر کیواسطے اوسط درجہ کا موقع تجویز کرنا چاہیئے مثلاً کیسا ہی انسان عادتاً خوش طبع ہو مگر کسی ماتم پرسی یا غمی کے جلسہ مین ہرگز کوئی کلمہ خوش طبعی کا نہ کہے- یا کیسے ہی غم مین کیون نہ مبتلا ہو- جب کسی جلسہ مسرت مین جائے غمگین چہرہ اور پرملال صورت نہ بنائے اور ہمیشہ آواز اور ہنسی اور گفتگو مین ایسی نرمی اور خلق اور خوش طبعی بھری ہو جو لوگون کے کانون اور انکھون کو بھلی معلوم ہو اور جب اول مرتبہ کسی سے ملاقات ہو نہایت خلق سے پیش آوے- نرم اور آہستہ آواز سے بولے تاکہ ملنے والا اوسکو آدمی سمجھے بلکہ یورپین کا سا رنگ ڈہنگ اور ربط ضبط حاصل کرنا چاہیئے- دیکھو! جب وہ آپسمین ملتے ہین ایک جان دو قالب معلوم ہوتے ہین اوس وقت نہ کوئی امیر کسی غریب کو بنظر حقارت دیکھتا ہے نہ کوئی اعلے مرتبہ کا کسی ادنے درجہ کے ساتھ بداخلاقی سے پیش آتا ہے اور ایک کو دوسرے کی مدد کرنےمین تامل نہین ہوتا جان و مال سے موجود ہو جاتے ہین-

دوسرے طرز معاشرت- یہہ بھی ہمکو انہین یورپین کی تقلید سے حاصل ہوسکتی ہے اگر ہم یہہ نکرین تو ہماری طرز معاشرت کبھی ترقی کے زینہ پر نہین پہونچ سکتی بلکہ ہم اسی پست حالت اور ذلت کے غار مین اوندھے پڑی ہوئی نظر آوینگے اور یہہ ہماری ظاہری انسانیت بھی خاک مین ملجاویگی-

آخر مین ہم اپنے مضمونکا خاتمہ ایک دوراندیش اور دانا کے مقولہ پر کرتے ہین- خدا ہمکو اور سب کو توفیق دے کہ ہم اس مقولہ کے پابند رہین- آدمی را آدمیت لازم است-

(محمد محب اللہ)†

† ہمارے مکرم جناب حافظ محمد محب اللہ صاحب مہتمم اخبار مہر نیمروز بجنور نے یہہ اپنا تازہ مضمون مرحمت فرماکر رسالہ کو عزت بخشی (خلیل)

عزم بالجزم

"عزم بالجزم" کے معنی "مضبوط ارادہ"

خداوند تعالے نے انسان مین ہر قسم کی ترقی کی قابلیت پیدا کی ہے۔ انسان کو ایک ایسی مٹی کا ڈہیر سمجہنا چاہیئے جس سے کمہار ہر طرح کے برتن بنا سکتا ہو۔ مگر غور کرنا چاہیئے کہ جب وہ کوئی برتن بنانا چاہیگا تو اول اوسکو اپنے دل سے اسبات کا تصفیہ کرنا پڑیگا کہ "مین کونسا برتن بناؤن" جب یہہ امر قرار نہ پائیگا کوئی برتن بہی نہ بنا سکیگا۔ اور اگر وہ کچہہ زمانہ تک ہاتہہ پر ہاتہہ دہرے اسی فکر مین بیٹہا رہیگا تو مٹی بہی رفتہ رفتہ سب ضائع اور خراب ہو جائیگی۔ ایسی صورت مین نہ صرف یہی کہ وہ کاریگر اپنا ہرج اور اپنی آمدنی کے راستہ کو مسدود کرتا ہے بلکہ اوسکی ساری قابلیتین جنکو اوسنے مدتون کی مشق سے حاصل کیا تہا معطل رہکر وہ بہی زائل ہو جائنگی۔ لیکن اس امر کا فیصلہ کر لینا بہی اوسکو کوئی فائدہ نہین پہونچا سکتا جب تک وہ اپنے فیصلہ کی موافق کارروائی شروع نکردے۔ یعنی جب اوسنے یون ٹہرا لیا ہو کہ مین ایک پیالہ بناونگا اوسکے بنانیمین مصروف نہوجائے۔ پہر اوسکے بعد بہی نہین کہا جاسکتا کہ وہ اپنے ارادہ مین ضرور کامیاب ہوگا۔ ممکن ہے کہ اوسکا یہہ فیصلہ قطعی نہو اور وہ اپنے منصوبے کو کسی وجہہ سے غلط سمجہکر جو کام اوسنے شروع کیا ہے اوسکو انجام دینے سے پہلے چہوڑ دے۔ اسلیئے ضرور ہے کہ ان سب باتون کے بعد وہ اوس کام کے انجام دہی مین اول سے آخر تک اپنے ارادہ پر مضبوطی کے ساتہہ قائم بہی رہے اسیکا نام "عزم بالجزم" ہے۔

یہی حال انسان کا ہے۔ "قوائے انسانی" انسان کی ہر قسم کی ترقیات کے زینے ہین۔ کسی فلاسفر کا ہمت بندہانیوالا قول کہ "جو انسان نے کیا ہے وہ انسان کر سکتا ہے" دل کے نگینہ پر کندہ کر نیکے

قابل ہے۔ انسان اپنی مٹی کا خود ہی کاریگر کمہار ہے۔ چاہے وہ اپنی مٹی کی اینٹیں بناکر بیجا نہ
کے قدموں مین لگائے۔ چاہے اوسکی ایک خوبصورت طشتری تیار کرکے کسی رئیس کے دسترخوان
سجائے۔

انسان کو اول اپنی قوت متفکرہ سے کام لینا چاہیے کیونکہ تفکر ایک قوی رہبر ہے جو انسان کو
اون مقامات تک پہونچانے مین دستگیری کرتا ہے جہان سے پتہ ملتا ہے کہ وہ کن کن صلاحیتوں کا
گنجینہ اور کیسی کیسی قابلیتون کا مجموعہ پیدا کیا گیا ہے۔ اوسکو سوچنا چاہیے کہ "مین کیا ہونا چاہتا
ہون اور مجھکو کیا کرنا چاہیے" جب تک وہ اس امر کا فیصلہ نکر لیگا بیشک وہ کچھہ نہوگا اور کچھہ
نکر سکیگا۔ کیونکہ یہی تصفیۃ العمل اوسکی ہر ایک ترقی کی تمہید ہے۔ اور یہی سوال ایک مشکل
سوال ہے۔ اسی پر اوسکی تمام بھلائی بُرائی کا دارمدار ہے اگر اوسکے جواب سمجھنے مین
غلطی کی گئی تو گویا ایک سیدھے راستہ سے بھٹک کر ایسے راستہ پر ہولیا جو منزل مقصود کو
نہین جاتا۔ اور اگر اسکا جواب صحیح طور پر سمجھہ لیا تو بلاشبہ اوسکی رفتار درستی پر ہے اور اوسکو
عنقریب مقام مطلوب کے باغات نظر آنا شروع ہوجائینگے۔ اسلیئے مناسب ہے کہ اس معمے کے
سمجھنے مین نہایت خوض و فکر سے کام لیا جائے۔

اسکے بعد ضرور ہے کہ اوس کام کے پورا کرنے مین کامل توجہہ صرف کرے جسکے لیئے اس فیصلہ کی
ضرورت ہوئی تھی ورنہ وہ اوسی کسان کی مانند ہوگا جو کھیت جوتنے کی محنت شاقہ گوارا
کرنیکے بعد بیج نہ ڈالے۔

پھر اوسکو چاہیئے کہ اپنے ارادہ پر اوسوقت تک جبتک وہ کام (جسکے لیئے ارادہ کیا گیا ہے)
پورا نہو نہایت استقلال کے ساتھہ قائم رہے یعنی وہی "عزم بالجزم" اور یہی بڑے بڑے
بھاری خزانون کے قفلون کی کلید ہے۔

دیکھو ! عموماً معمولی پیشہ ورون کے لڑکے کچھہ دنون بعد بہت جلد وہی ہوجاتے ہین جو اونکے باپ دادا تھے (یا ہین) یعنی لوہار کے لڑکے لوہار اور سُنار کے سُنار - کیونکہ اول ہی سے وہ خود (یا اونکے سرپرست) اس امر کا تصفیہ کر لیتے ہین کہ ہم (یا ہماری اولاد کا پیشہ) وہی ہوگا جو آبای پیشہ ہے اور آخر تک اسی فیصلہ پر قائم رہتے ہین - آخر وہ وہی ہو جاتے ہین اور وہی کرنے لگتے ہین جو باپ دادا کرتے تھے - پھر اونکو اسقدر جلد ایسا کس چیز نے بنا دیا ؟ اوسی تصفیہ العمل اور عزم بالجزم نے اگر یہہ نہوتا تو بیشک وہ تمام عمر کچھہ نہوتے اور کچھہ نکر سکتے -

شریفون کی اولاد کثرت سے ناقابل پائی جاتی ہے - کیونکہ اگر غریب یا متوسط درجہ مین ہین تو اپنے اور اپنی اولاد کے لیئے دن بہر مین کو دس دس فیصلہ کیئے جاتے ہین اور کسی ایک پر بہی قیام نہین ہوتا - اسی ششش و پنج مین کچھہ کر لینے اور ہو جانے کا وقت ضائع ہو جاتا ہے اور عمر کی قلیا تمام -

اُمرا کی فکر کبہی اسبارہ مین مستعمل ہونیکی تکلیف ہی نہین اوٹہاتی اور اگر سوچتے بہی ہین تو یہہ کہ "ہماری اولاد وہی ہوگی جو ہم ہین" یعنی یہی دولت و ثروت جو اب حاصل ہے بدستور قائم رہیگی اور یہی عیش جو اب نصیب ہے ہمیشہ کے لیئے یکسان رہیگا حالانکہ یہہ جواب "سوال از آسمان و جواب از ریسمان" کا مصداق ہے کیونکہ سوال مذکور انسان کی ذات سے متعلق ہے نہ اوسکی عارضی حالتون سے -

زمانہ مین جسقدر نسبی شریف موجود ہین (جو اپنے خاندانون کے شجرونکو موجا مومنین لپیٹ لپیٹ کر رکہتے ہین) یا جو امیر نما فقیر ہین (اپنے باپ دادا کو رئیس ابن الرئیس کہکر اپنی عزت ذکو قنعت کا علم آسمان سے بہی سوا ہاتھہ اونچا بلند کرنا چاہتے ہین) کثرت سے ناقابلیّت کے باعث بیقدری اور تکلیف کی حالت مین مبتلا ہین - اونکی تعداد کے سامنے اور مفلسون کی گنتی

کسی شمار مین نہین - پھر اسکا کیا سبب ہے ؟ یہی کہ اونہون نے اپنی قوتِ فیصلہ کو معطل کر دیا ہے اور اونمین مطلقاً عزم بالجزم نہین -

کوئی طالب علم اپنے کسی مقصد مین کامیابی حاصل نہین کر سکتا - جب تک وہ اپنے اندر عزم بالجزم پیدا نکرلے اور اس سوال کا جواب نہ دیچکے کہ "مین کیا ہونا چاہتا ہون اور اسلیئے مجکو کیا کرنا چاہیئے"

ورنہ کبھی انگریزی کی دہن مین اسکولونمین نام لکھوانا - کبھی ڈاکٹری کی غرض سے میڈیکل کالجون کی تیاری کرنا - کبھی طامسن کالج روڑکی کی ہوس مین ڈالوا ڈول پھرنا - کبھی وکالت کا ڈپلومہ حاصل کرنیکی غرض سے قانونی کتب پر سر کھپی کرنا - ہر ایک کے فائدون پر نظر ڈالکر اوسکی جانب لپکنا اور پھر اوسکی مشکلون سے گھبراکر دست بردار ہوجانا - اور اسی پھیر بدل مین تضیع اوقات کرنا اس امر کا کامل ثبوت ہے کہ وہ "طلبُ الکل فوتُ الکل" کی موافق اور اپنی عدم ثباتی کے باعث کچھہ نہو سکیگا اور کچھہ نکر سکیگا -

یہہ امر لازمی ہے کہ جس کام کا ارادہ کیا جاوے اول جو جو مشکلات اوسکی انجامدہی مین پیش آنیوالی ہون اونپر غور کرنا چاہیئے اور اونکے دفعیہ کی (اگر ممکن ہو) کوشش کرنا چاہیئے ورنہ اونکی برداشت پر آمادہ رہنا چاہیئے - اگر کوئی ایسا امر مانع اتفاقاً پیش آوے کہ جس کے سبب سے مجبوراً اوسکو چھوڑنا پڑے یا چھوٹ جائے یہہ دوسری بات ہے ورنہ اپنے ارادہ کو اوسکی مشکلات کے باعث فسخ کرنا عزم بالجزم کا نہونا ہے - اور جس کام کو ارادتاً شروع کیا جائے کیوقت مین پورا کرنیسے پہلے اوسکے برے نتایج سے آگاہ ہوکر ترک کرنا - یہہ تصفیۃ العمل کی غلطی ہے -

تعصّب

انسان کی بدترین خصلتون مین سے تعصب بہی ایک بدترین خصلت ہے۔ یہہ ایسی بدخصلت ہے کہ انسان کی تمام نیکیون اور اوسکی تمام خوبیون کو غارت اور برباد کرتی ہے۔ متعصب گو اپنی زبان سے نہ کہی مگر اوسکا طریقہ یہہ بات جتلاتا ہے کہ عدل و انصاف کی خصلت جو عمدہ ترین خصائل انسانی سے ہی اوسمین نہین ہے متعصب اگر کبہی غلطی مین پڑتا ہے تو اپنی تعصب کے سبب اوس غلطی سے نکل نہین سکتا کیونکہ اوسکا تعصب اوسکی برخلاف بات کے سننی اور سمجہنے اور اوسپر غور کرنیکی اجازت نہین دیتا اگر وہ کسی غلطی مین نہین ہے بلکہ سچی اور سیدہی راہ پر ہے تو اوسکی فائدے اور اوسکی نیکی کو پہیلنے اور عام ہونے نہین دیتا کیونکہ اوسکے مخالفون کو اپنی غلطی پر متنبہ ہونیکا موقع نہین ملتا۔

تعصب انسان کو ہزار طرح کی نیکیون کے حاصل کرنیسے باز رکہتا ہے اکثر دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ انسان کسی کام کو نہایت عمدہ اور مفید سمجہتا ہے مگر صرف تعصب سے اوسکو اختیار نہین کرتا اور دیدہ و دانستہ برائی مین گرفتار اور بہلائی سے بیزار رہتا ہی۔ امور تمدن و معاشرت مین جو نقصان تعصب سے پیدا ہوتے ہین اونکا ذکر ہم کرتے ہین۔

انسان قواعد قدرت کی مطابق مدنی الطبع پیدا ہوا ہے وہ تنہا اپنی حوائج ضروری کو مہیا نہین کر سکتا اوسکو ہمیشہ مددگارون اور معاونون کی جو دوستی اور محبت سے ہاتہہ آتے ہین ضرورت ہوتی ہی مگر متعصب بسبب اپنے تعصب کے تمام لوگون سے منحرف اور بیزار رہتا ہی۔ اور کسیکی دوستی اور محبت کی طرف بجز اون لوگون کے جو اوسکے ہم رائے ہین مائل نہین ہوتا۔

عقل اور قواعد قدرت کا مقتضا یہہ معلوم ہوتا ہے کہ امور متعلق تمدن و معاشرت مین جو باتین زیادہ لیاقت اور زیادہ عزت اور زیادہ منفعت اور زیادہ آرام کی ہین اونکو انسان اختیار کرے مگر متعصب اون سب نعمتون سے محروم رہتا ہی۔

ہنر اور فن اور علم ایسی عمدہ چیزین ہین کہ اونمین سے ہر ایک چیز کو نہایت اعلےٰ درجہ تک حاصل کرنا چاہئیے مگر متعصب اپنی بدخصلتی سے ہر ایک ہنر اور فن اور علم کے اعلےٰ درجہ تک پہونچنے سے محروم رہتا ہی۔

وہ تمام دلچسپ اور مفید باتون سے جو نئی تحقیقات سے اور نئے علوم اور فنون سے حاصل ہوتی ہین محض جاہل اور ناواقف رہتا ہی اوسکی عقل اور اوسکے دماغ کی قوت محض بیکار ہوجاتی ہے اور جو کچہہ اوسمین سمائی ہوئی ہے اوسکے سوا اور کسی بات کے سمجھنے کی اوسمین طاقت اور قوت نہین رہتی وہ ایک ایسے جانور کی مانند ہوجاتا ہے کہ اوسکو جو کچہہ بالطبع آتا ہی اوسکے سوا اور کسی چیز کی تعلیم و تربیت کی قابل نہین ہوتا۔

بہت سی قومین ہین کہ اپنے تعصب کے باعث سے تمام باتونمین کیا اخلاق مین اور کیا علم و ہنر مین اور کیا فضل و دانش مین اور کیا تہذیب و شایستگی مین اور کیا جاہ و حشمت اور مال و دولت مین اعلےٰ درجہ سے نہایت پست درجہ ذلت اور خواری کو پہونچ گئین ہین اور بہت سی قومین ہین جنہوں نے اپنی بے تعصبی سے ہر جگہہ اور ہر قوم سے اچھی اچھی باتین اخذ کین اور اونے درجہ سے ترقی کی اعلےٰ سی اعلےٰ درجہ پر پہونچ گئین۔

اب ہم یہہ بات بتاتے ہین کہ اپنے مذہب مین پختہ ہونا جدا بات ہے اور یہہ ایک نہایت عمدہ صفت ہے جو کسی اہل مذہب مین ہوسکتی ہی اور تعصب گو کہ وہ مذہبی باتونمین کیون نہو نہایت بُرا اور خود مذہب کو نقصان پہنچانیوالا ہے۔

غیر متعصب مگر اپنے مذہب مین پختہ ہمیشہ سچا اور دانا دوست اپنے مذہب کا ہوتا ہی اوسکی خوبیون اور نیکیون کو پہیلاتا ہی اوسکے اصول کو دلائل و براہین سے ثابت کرتا ہی مخالفون اور معترضون اور بُرا کہنے والونکی باتونکو ٹہنڈے دل سے سنتا ہی اور خود بہی اوسکے دفعیہ کا موقع دیتا ہے۔

برخلاف اسکے متعصب نادان دوست اپنے مذہب کا ہوتا ہی وہ کسیقدر اپنی نادانی سے اپنے مذہب کو نقصان پہونچاتا ہی۔ پہلی بسم اللہ ایسی بدخصلت اختیار کرتے ہیں جو ہر عقلمند کے نزدیک نفرت کی قابل ہی اپنے مذہب کے حسن اخلاق اور اوسکے نتیجون کی خوبی پر داغ لگاتا ہے۔ اپنے مذہب کی خوبیون کے پہیلنے اور لوگون کو اوسکی طرف راغب کرنیکے بدلے اوسکا اوسکا نتیجہ ہوتا ہی۔ اپنے تعصب کے سبب بداخلاق اور مغرور اور متقشف

سخت دل ہوجاتا ہے - اور ٹھیک ٹھیک اس آیہ کریمہ " وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ " سے مخالفت صریح کرتا ہے -

"اور اگر ہوتا تو بدخو سخت دل یعنی بیرحم البتہ بہاگ جاتے تیرے گرد سے"

مذہب مین متعصب شخص دوسرونکی اعتراضونکو جو اوسکے مذہب پر ہین سننا یا مشہور ہونا پسند نہین کرتا اور اس سبب سے ضمناً وہ اس بات کا باعث ہوتا ہے کہ مخالفون کے اعتراض بلا تحقیقات کیے اور بلا جواب دیے باقی رہجاوین وہ اپنی نادانی سے تمام دنیا پر گویا یہہ بات ظاہر کرتا ہے کہ اوسکے مذہب کو مخالفون کے اعتراض سے نہایت اندیشہ اور اوسکے برہم ہونیکا خوف ہے - پس یہہ تمام باتین مذہب کی دوستی کی نہین ہین بلکہ مخالفون کی فتحیابی اور میدان جیت لینی کی ہین -

غرض کہ تعصب خواہ دینی باتون مین ہو یا دنیاوی باتو نمین نہایت برا اور بہت سی خرابیونکا پیدا کرنیوالا ہے - مغرور و متکبر ہوجانا اور اپنے ہمجنسون کو سواے چند کے نہایت حقیر و ذلیل سمجہنا متعصب کا خاصہ ہوتا ہے - اوسکی اصول کا مقتضا یہہ ہوتا ہے کہ تمام دنیا کی لوگون سے سواے چند کے کنارہ گزین ہو مگر ایسا کر نہین سکتا اور بہ مجبوری ہر ایک سے ملتا ہے اور بری دل سے اونکا ادب لحاظ اپنی جہوٹی نیازمندی بہی ظاہر کرتا ہے اور ایسا کرنیسے ایک اور بد خصلت نفاق اور کذب اور دغابازی اور فریب و مکاری کی اپنے مین پیدا کرتا ہے -

دنیا مین کوئی قوم ایسی نہین ہے جسنے خود ہی تمام کمالات اور تمام خوبیان اور خوشیان حاصل کی ہون بلکہ ہمیشہ ایک قوم نے دوسری قوم سے فائدہ اوٹہایا ہے مگر متعصب شخص ان نعمتون سے بدنصیب رہتا ہے -

علم مین اوسکو ترقی نہین ہوتی - ہنر و فن مین اوسکو دستگاہ نہین ہوتی - دنیا کی حالات سے وہ ناواقف رہتا ہے عجائبات قدرت کی دیکہنے سے محروم ہوتا ہے - حصول معاش اور دنیاوی عزت اور تمول مثل تجارت وغیرہ کی وسیلے جاتے رہتے ہین اور رفتہ رفتہ تمام دنیا کی انسانونمین روز بروز ذلیل اور خوار اور حقیر اور ناچیز ہوتا جاتا ہے -

اوسکی مثال ایک ایسی جانور کی ہوتی ہے جو اپنی ریوڑ مین ملا رہتا ہے اور نہین جانتا کہ اوسکے اور ہمجنس کہان کہان رہتے ہین بلبل کیا چہچہاتی ہے اور قمری کیا کیا نئی بولی بولتی ہے - بیا کیا بن رہا ہے اور لکہی کیا کچھ بہی ہے -

وہ بچہ گہوڑے کا گہاس چرنیکی اور کچہہ نہین جانتا کہ باغ کیون بنتا ہے اور پہول کیون کہلتا ہے - نرگس کیا دیکہتی ہے

اور انگور کی تاک کیا تاکتی ہے ۔

تعصب مین سب سے بڑا نقصان یہہ ہے کہ جب تک وہ نہین جاتا کوئی ہنر و کمال آدمی مین نہین آتا ۔ تربیت و شایستگی تہذیب و انسانیت کا مطلق نشان نہین پایا جاتا ۔ اور جب کہ وہ مذہبی غلط نمائیکے پردہ مین ظہور کرتا ہے تو اور بہی سم قاتل ہوتا ہے ۔ کیونکہ مذہب سے اور تعصب سے کچہہ تعلق نہین ہے ۔ انسان کو خراب اور برباد کرنیکے لیئے شیطان کا سب سے بڑا داؤ تعصب کو مذہبی رنگت سے دل مین ڈالنا اور اس تاریکی کے فرشتہ کو روشنی کا فرشتہ کر کے دکہلانا ہے ۔

پس میری التجا اپنے بہائیون سے یہہ ہے کہ ہمارا خدا نہایت مہربان اور بہت بڑا منصف ہے اور سچا سچائی کا پسند کرنیوالا ہے وہ ہمارے دلون کے بہید جانتا ہے وہ ہماری نیتون کو پہچانتا ہے ۔ پس ہمکو اپنے مذہب مین نہایت سچائی سے پختہ رہنا مگر تعصب کو جو ایک بُری خصلت ہے چہوڑنا چاہیئے تمام بنی نوع انسان ہمارے بہائی ہین ۔ ہمکو سب سے محبت اور سچا معاملہ رکہنا اور سب سے سچی دوستی اور سب کی سچی خیر خواہی کرنا ہمارا اخلاقی فرض ہے ۔ پس اسی کی ہم کو پیروی چاہیئے ۔ (سید احمد) +

سچی دوستی

خدا نے انسان کو مدنی الطبع پیدا کیا ہے اور اسیلیئے اوسکو صحبت اور جلسہ کی حاجت ہے اور صحبت او مجالست نہین ہو سکتی بغیر کسیقدر رجوع اوس طبیعت کے جو کہ ارکان مجلس کے درمیان اتحاد پیدا کرتی ہے اور جسکو لوگ لفظ "دوستی" سے تعبیر کرتے ہین اسلیئے صاف ظاہر ہے کہ انسان کے حفظ زندگی کے لیئے دوستی ضروری ہے لیکن دوستی کی حقیقت قرار واقعی دریافت کرنی البتہ دشوار ہے ۔ بعض اوسکو وہ طبیعت ہمدردی قرار دیتے ہین جو کہ

+ عالیجناب مولوی سید احمد صاحب "خان بہادر نجم الہند" ممالک مغربی و شمالی کے آفتاب ۔ ہندوستان کے اعلے ریفارمر ہین ۔ جناب موصوف کا دل کے ساتہہ شکریہ ہے کہ آپ نے [illegible] پیغمبرانہ شفقت سے اس المجز رسالہ کی اغراض کو پسند فرما کر خوشی کے ساتہہ اپنے بیش بہا مضامین کے درج ہونیکی اجازت فرمائی ۔ (خلیل)

بنی نوع انسان مین بسبب مختلف وجوہات کے اکثر سبب بے سبب سے ارتباط کے پیدا ہو جاتی ہے مگر ایک نوع کی دوستی اشخاص متفق الرائے یا متفق الحال کے درمیان بھی ہوتی ہے گو وہ آپسمین ایک دوسرے سے واقف نہون - اس قسم کی دوستی سب سے زیادہ ہم مذہبون مین ہوتی ہے اور ایسی جگہہ جہان کہ اوسکے ساتھی کم ہون سب سے زیادہ نمایان ہوتی ہے -
اسیطرح ایک خاص قسم کی دوستی کسی بڑے نامی گرامی اوستاد اور اوسکے مداحون مین بلکہ خود مداحون مین آپسمین بھی ہوتی ہے گو وہ اوستاد اپنے مداحون اور مداح آپسمین ایک دوسرے سے ناواقف ہو - غرضکہ کسیطرح دوستی پیدا ہوتی ہو اسمین کچھ کلام نہین کہ انسان کی آسایش اور راحت کے لیئے لازم ہے -

انسان گویا ہزارہا خواہشون اور جذبات کا مجموعہ ہے اور اونمین سے ہزارون خواہشین اور جذبات ایسی ہین کہ بغیر دوست کے ہرگز نہین میسر ہو سکتے اور لارڈ بیکن † سچ کہتا ہے کہ "سب سے بڑا فائدہ دوستی کا وہ فرحت قلبی اور اظہار جوش دلی ہے جو ہر قسم کی خواہشین اور ولولے پیدا کرتا ہے" - ہر زمانہ کے حکما و عقلا اور بڑے امیر و کبیر دوست ایسی کی جسکو وہ اپنے رنج و خوشی کا ہمدم اور صلاح و مشورہ مین محرم بناتے آئے ہین اور سلاطین جو کہ تمام خلائق کی نسبت عالی مرتبہ ہونیکے سبب دوستی کے اس مقدم فائدے سے محروم رہجاتے اس فائدہ سے بہرہ اندوز ہونیکے لیئے اپنی رعایا مین سے ادنے درجہ کے لوگون کو مراتب عالی عطا فرماکر اونکو اپنا "رفیق رنج و راحت" کر لیتے ہے اسکی متعدد مثالین ہین منجملہ اونکے ایک شاہ جولیس سیزر کی ہے جسنے بروٹس کو مرتبہ عالی عطا کرکے اپنا دوست بنایا تھا اور دوسری شاہ اگسطس کی ہے جسنے اگریپا پر اسی غرض سے عنایت و نوازش فرمائی تھی -

علاوہ فوائد مذکورہ بالا کے اور بھی ایسے فائدے ہین جو بغیر دوست حقیقی کے حاصل نہین ہو سکتے کیونکہ وہ سب دوستی کے ثمرے ہوتے ہین مثلاً وہ فوائد جو انسان کو صلاح و مشورہ سے حاصل ہوتے ہین بشر کے بیان کی اصل قدر (یعنی اوسکی صحت و غلطی یا حسن و عیب) بغیر بیان کرنیکے نہین معلوم ہو سکتی - بلکہ بیکن نے تو یہانتک کہا ہے کہ "انسان کا اپنے خیالات کو ایک بت یا تصویر کے سامنے بیان کرنا اونکو اپنے دل ہی دلمین گھونٹ رکھنے سے بدرجہا بہتر ہے

† لارڈ بیکن بہت بڑا فلسفی انگریز گذرا ہے اور اس سے بڑھکر آجتک کوئی انگلستان مین نہین ہوا -

اور فی الحقیقت نہایت دانشمند تہا وہ عربی حکیم ✢ جو مسائل علمی کی صحت بخوبی دریافت کرنیکے لیئے اونکو
اپنی بکری کے روبرو بیان کیا کرتا تہا۔

صلاح و مشورے سچے دوست کے سبب سے بہتر ہوتی ہین خود اپنی راے سے بہی بڑہکر۔ کیونکہ اپنی راے اپنی ہی
بابت مثل خوشامدی کی راے کی ہوتی ہے "کیونکہ کوئی اپنے سے زیادہ اپنا خوشامدی نہین ہوتا" ✢ انسان
کی سمجھہ اکثر اوسکی راے کی صرف حسن دکہاتی ہے اور اوسکی عیب دریافت کرنیکے لیئے دوسرے کی رائے ضرور ہے چنانچہ عربی شاعر
نہایت خوبصورتی سے کہتا ہی۔

اَقْرِنْ بِرَأیِکَ رَأیَ غَیْرِکَ وَاسْتَشِرْ ✢ فَالرَّأیُ لَا یَخْفٰی عَلَی الْاِثْنَیْنِ
ملاے اپنی راے سے دوسرے کی راے اور مشورہ سے پس راے [illegible] نہین چہپی رہتی دو شخصون پر

فَالْمَرْءُ مِرْآةٌ یُرِیہِ وَجْهَهُ ✢ وَیَرَی قَفَاهُ بِجَمْعِ مِرْآتَیْنِ
آدمی آئنہ ہے دکہلائی دیتا ہی او سمین اوسکا منہہ اور نظر آتی گدہی اوسکی [illegible] دو آئینے کرنیسے

علاوہ ان سب باتونکی دنیا دار الاسباب ہے انسان کے کاروبار زندگی پیچ در پیچ ہین اسلیئے مدد اور سہارے کے بغیر
کام نہین چل سکتا اور مدد اور سہارے کا ہمیشہ دستیاب ہو جانا بغیر سچی دوستی کی تحقیق نہین ہوتا نظر برین دنیا
مین انسان کے کاروبار اور ضروریات بے انتہا ہین اور اوسکا وسیلہ و قدرت کیا مکاناً اور کیا زماناً
محدود ہیں بہت سی ایسے کاروبار ہین اور بہت سی ایسی ضرورتین ہین کہ جنکا قرار واقعی انجام دینا ہمارے بسمین نہین
لیکن ہمارے دوست کی حد قدرت مین ہے اور اسلیئے بدون اوسکی سعی اور مدد کے اوسکا پورا اور مہیا کرنا ممکن نہین۔
اس قسم کی کاروبار وہ ہوتے ہین جو کہ آدمی ایسی مکان و زمان مین جہان اور جب وہ موجود نہین ہوتا کرنے چاہتا ہی مثلاً ایسی کام
جو کہ کوئی شخص ایسی جگہہ جہان کہ وہ جا نہین سکتا کرنے چاہتا ہو یا ایسی وقت مین جبکہ وہ زندہ نہوگا۔ پس ایک
فلسفی نے کیا خوب کہا ہے کہ "دوست خود ہمسے زیادہ ہوتا ہے"۔

ان سب باتون سے صاف ثابت ہی کہ اس عالم فانی مین بہ عیش و خوشی زندگی بسر کرنیکے لیئے دوستی فرض ہے یہہ وہ جوش
محبت ہی جو کہ قدرت سے صرف انسان ہی مین نہین بلکہ حیوانات مطلق مین بہی کسیقدر پایا جاتا ہے اور اگر کوئی شخص دوست

✢ اخفش — ✢ یہہ قول ہے ایک بڑے عالم فلسفی کا

نرکہتا ہو اور نہ درستی کر سکتا ہو تو بہتر ہے کہ وہ دنیا سے سفر کر جاوے۔ (محمد محمود) +

تعلیم نسوان

ہر انسان محتاج تعلیم ہے

جب یون کہا جاتا ہے کہ انسان پر "اشرف المخلوقات" کا اطلاق اوسیوقت ہی جب کہ اوسکی عقل (جسنے اوسکو شریف بنایا) مکمل ہو اور اپنے منصبی فرائض ادا کرنیکی پوری طور پر استعداد رکہتی ہو۔ جسکی تکمیل جہالت کا عارضہ (جو اوسکو نہایت کمزور کر دینے والی تپ ہے) دور ہو جانے پر منحصر ہے۔ تو کوئی شبہہ نہین کہ یہہ کلیہ انسان کے تمام افراد پر یکسان صادق آئیگا اور اوس سے یہہ مراد ہوگی کہ عورت ہو یا مرد جوان ہو یا بوڑہا ہر ایک سچا انسان اوسیوقت بن سکتا ہی جب کہ تعلیم سے بہرہ ور ہو۔ مسٹر اڈیسن کا قول ہے کہ "انسان کی روح بغیر تعلیم کے چتکبرے سنگ مرمر کے پہاڑ کی مانند ہے کہ جبتک سنگ تراش اوسمین ہاتہہ نہین لگاتا اوسکا دہونڈلا اور کہردراپن دور نہین کرتا اوسکو تراش خراش کر سڈول نہین بناتا اوسکو پالش اور جلا سے آراستہ نہین کرتا اوسوقت تک اوسکے جوہر اوسمین چہپے رہتے ہین اور اوسکی خوشنمائیان اور دلربا رنگتین اور خوبصورت خوبصورت بیل بوٹے ظاہر نہین ہوتے۔ یہی حال انسان کی روح کا ہے۔ انسان کا دل کیسا ہی نیک ہو مگر جبتک اوسپر عمدہ تعلیم کا اثر نہین ہوتا اوسوقت تک ہر ایک نیکی اور ہر قسم کے کمال کی خوبیان جو اوسمین چہپی ہوئی ہین اور جو بغیر اس قسم کی مدد کے نمود نہین ہو سکتین ظاہر نہین ہوتین"

تعلیم نسوان کی مخالفت ظلم ہے

پہر کوئی وجہہ نہین کہ عورتون کو تعلیم سے محروم رکہا جاے (جیسا کہ ہمارے ملک کے ایک بڑے حصہ کا خیال ہے) کیا انسان بننے کا اونکو حق نہین! کیا وہ عالم میں پیدا ہوئی ہین! کیا اونکو آدمیت سے حصہ دینا گناہ ہے! کیا اونکی انسان نما حیوانی حالت بہلی معلوم ہوتی ہے۔!

+ عالیجناب مسٹر سید محمد محمود بیرسٹرایٹ لا دسابق جج ہائی کورٹ الہ آباد۔ خلف الرشید جناب سید احمد خان صاحب بہادر سی ایس آئی

جسطرح نفس کی تہذیب - تمدنی امور کی درستی - طرز معاشرت کی خوش اسلوبی کے لیئے مردونکو تعلیم دینا ضروری ہے ویسیہی
عورتون کیواسطے بھی اہم - کیسی بیہودہ خودغرضی ہی کہ ایک شخص خود کسی امر سے خاطر خواہ فائدہ اوٹھاوی اور دوسرے شخص کو اوس
محروم رکہنا چاہی جبکہ وہ دوسرا بہی بحیثیت مساوی شریک کے اوس سے نفع حاصل کرنیکا ویسا ہی مجاز اور مستحق ہے جیسا
پہلا حالانکہ اوس دوسرے کی نفعمندی پہلے کے لیئے کوئی نقصان نہین پیدا کرتی تہہ بہت بڑی ناحق کوشی ہے -

اون قابلیتونکا جو کارخانہ قدرت کا عطیہ ہین (جنمین سے کوئی بیفائدہ اور بیکار نہین) مہمل چہوڑوانا یہی نہین کہ فرقہ نسوان
مین بڑا بہاری نقص فی النساء اور اوسپر صریح ظلم کرنا ہے بلکہ منشاء خلقت کو ضائع کرنیکی کوشش کرنا اور اوس سے مخالفت کیلئی آمادگی ظاہر کرنا ہے

فوائد تعلیم نسوان

(۱) قدرت نے سب جاندارونکے جوڑے بنائی ہین - عورت مرد بہی ایک دوسرے کیلئے لازم وملزوم ہین
جب دو طبیعتین ایکجگہہ جمع کرنا منظور ہون تو ضرور ہی کہ اونمین اختلاف نہو ورنہ "اجتماع ضدین" لازم آتا ہے
جو ممکن نہین - علے ہذا مرد وعورت کا تخالف طبع بہی اونکے باہمی اتحاد کو مانع ہی - مرد کا تعلیم یافتہ ہونا اور عورت کا
جاہل رہنا صریح اختلاف نوعیت ہے، یہی باعث ہے کہ آئے دن میان بی بیون مین نا اتفاقیون سے برتاؤ ہوتا ہی - ز
جہگڑے قائیم ہوتے رہتے ہین جسکے باعث ہر قسم کے نقصانات اور بدنامیان اوٹھانی پڑتی ہین - اگر عورتین پڑہی لکہی ہوتین
ہر بات کو سمجہتین خاوندون کی اطاعت اور فرمانبرداری کو جانتین اور دل کے ساتہہ اوسکی قدر کرتین - اپنے فرائض کے ادا
کرنے پر قادر ہوتین - بدخلقی - کج ادائی کو چہوڑتین - مزاج کو پہچانتین - اور اسوقت جو طبیعتون کے فرق اور اونکی
جدائی کیوجہہ سے ہر قسم کے فساد برپا ہوتے ہین اونکی تعداد بہت کمی پر ہوجاتی اور رفتہ رفتہ ساری برائین بہلائیون سے بدل جاتین

(۲) انسان کی سب سے پہلی اور بڑی معلمہ مان ہے - انسان کو تمام عمر کے لیئے اچہا یا برا بنا دینا مان کے اختیار مین ہے،
کیونکہ بچپن کی طبیعت مین بہت جلد اور آسانی کے ساتہہ ہر قسم کے اثر کی قبولیت کا مادہ موجود ہوتا ہے - اوسکو ایک ہری
شاخ کی مانند سمجہنا چاہیئے جسکو جسطرح انکو چاہین خم دیسکتے ہین - یا وہ اوسوقت ایک رقیق جسم ہے اوسکو جس ظرف
مین رکہا جائے اوسیکی صورت قبول کرلیگا - رانگ کو پگہلا کر جس سانچہ مین ڈالو اوسی کی موافق بن جائیگا -
اسیطرح اگر مان بے تمیز - بدسلیقہ - کج اخلاق - تنگدل وہمی - غصہ ناک - بیوقوف ہے تو ضرور ہے کہ بیاری

بُری باتین بچہ کے دل مین بہی بیٹہتی چلی جائنگی - اور اسوقت کے مضر تعلیم کے بد اثر کو پہر دوسرے وقت مین کوئی بڑی سی بڑی کوشش بہی زائل نکر سکیگی - اور جبکہ مائین علم سے بہرہ اندوز ہونگی تو علم اپنے طبعی خاصہ کے باعث ویسی بُری باتین نیکیون سے بدل دیگا - وہ اونکو تمیز دار - باشعور - ہنس مکہہ - فراخ حوصلہ - دانا دل بردبار - عقلمند بنادیگا - اور شروع ہی سے ان تمام خوبیون کا اثر اولاد پر پڑیگا اور اوسکی مقدار اوس تعلیمی اثر سے کہین زیادہ ہوگی جو تمام عمر کالجون اسکولون کے ذریعہ سے حاصل کیا جاتا ہے -

(۳) صحبت کا اثر سب کے نزدیک مسلم ہی اور انسان کی عمر کا سب سے بڑا حصہ عورتون کی صحبت مین صرف ہوتا ہی - بچپن مین اوسکو مان کی گود ہی مین رہنا پڑتا ہے - جوانی مین بیوی ہمدم رہتی ہی - بڑہاپے مین لڑکیون سے سابقہ پڑتا ہی جسطرح جہالت کی صورت مین عورتون کے اکثر وہمی مسائل اور حماقت کے بہرے ہوی خیالات نے مردون پر اثر کیا ہی اسیطرح اونکی عالمہ ہونیکی حالت مین اسکے خلاف مفید اثر ہوگا -

(۴) جسطرح مردونکو کام کرانا باہر کے امور طے کرنا وغیرہ وغیرہ متعلق ہین اسیطرح عورتون کے ذمہ بہی پرورش اولاد خانہ داری وغیرہ کا انتظام ہی اگر عورتین پڑہی لکہی ہون تو اپنے گہر بار کا حساب کتاب آمد و خرچ کے لکہنے پڑہنے مین بہت آرام اور کسی قسم کی غلطی اور نقصان کا اندیشہ باقی نرہے - بہت سی باتین میان بیوی مین ایسی پردے کی ہوتی ہین کہ دوسرے کے کانون اور زبانون تک اونکا پہونچنا نامناسب ہے - اگر میان پردیس مین ہو یا کسیوجہہ سے تفرقہ ہو تو آپسمین اپنے اچہے بُرے حالات سے اطلاع دیسکتے ہین -

(۵) عورتین اگر لکہی پڑہی ہون تو اپنے دین و مذہب سے پورے طور پر واقفیت حاصل کرسکتی ہین اور ہر مذہب مین جیسی مردون پر دینی فرائض ادا کرنیکا حق ہی (گو کسیقدر اختلاف اور رعایت سہی ہو) عورتون پر بہی ضرور ہے -

(۶) علم عورتون کے اخلاق درست کردیتا ہی اگر اونکو پڑہایا جائے تو اونکی طبیعتین سلیم ہوجائینگی نکمی اور مضر رسمین چہوٹ جائینگی - خانہ داری کے انتظام مین اونکے مشورہ سے بہت بڑی مدد ملیگی -

تعلیم نسوان کسطرح ہونی چاہئے

تعلیم نسوان سے جو اغراض ہین وہ ہی یا اونکی مثال ہین جنکا ذکر فوائد کی ذیل مین

ہوچکا اوسکے لئے اسیقدر کافی ہو کہ اپنی معمولی اُردو زبان مین سلیس اُردو کی اخلاقی اور مذہبی کتابین دیکھہ سکین اور سمجھہ سکین - اور اسیقدر لکھنا ضرور ہے کہ اپنا مطلب حرفون کے ذریعہ سے ظاہر کر سکین - مشکل اسکو بولنین جانتا یا انگریزی مفید کہ پڑہنا کوئی ضروری بات ہنین - بہتر یون ہے کہ اپنے گہر مین کوئی پڑہی لکہی عورت پڑہانیکا کام اپنے سر رکہے یا کوئی شریف پردہ نشین عورت اوستانی ملے اور تنخواہ پر پڑہائے - اور آس پاس کی قریب قریب حویلیون کی نوعمر لڑکیان سب ایک جگہہ جمع ہوکر پڑہنا اختیار کرین - اسیطرح ہر محلہ مین کئی کئی مدرسے بطور خود جاری ہونگے - مضر اخلاق قصّون اور لغویات کتابون کی جانب سے کامل احتیاط رکہنی چاہیئے - ایسی کتابونکا پڑہانا یا گہر مین رکہنا انکے لیئے زیادہ نقصان کا باعث ہے -

مخالفون کے اعتراض اور اونکے جواب

(۱) عورتون کو کچہری دربار مین نوکری کرنا مقصود نہین جس لیئے انکو پڑہایا لکہایا جائے -

(ج) پڑہانیکا نتیجہ نوکری نہین بلکہ علم اخلاق و عادات کو درست کر دینے والا ہے اوس سے اون فوائد کا حاصل کرنا منظور ہے جسکا ذکر پہلے ہوا - اور جن سے انسان ہنر کی قابلیت پیدا کرتا ہے -

(۲) عورتون کو لکھنا پڑہنا سکہلانے سے اونکی بد چلنی کا خوف ہی - ممکن ہے کہ وہ غیر و نسے ناجائز خط و کتابت کر سکین -

(ج ۲) اول تو تعلیم کا اثر ایسا ناقص خیال کرنا سب سے بڑی غلطی ہے - علم اچہی بُری باتون مین تمیز کرنیکی قوت پیدا کر دیتا ہی - عادتون کو سنوار دیتا ہے - انسان کو ناجائز جذبون اور ارادون سے روکتا ہے نہ یہ کہ اخلاق کے خراب کر دینے مین مدد دیتا ہے ایسا قیاس کرنا وہی مثال رکہتا ہی کہ آفتاب جو بذاتہ روشن ہے اور روشنی کا خزانہ ہے - بہونچانیکا ہے اوسکو انتہا درجہ سیاہ اور دنیا مین اندہیرا کر دینے والا سمجہین - اور جہالت سے درستی اخلاق کی توقع کرنا ایسی ہے جیسے درخت سے گلاب کے پہول کی امید رکہنا ہے -

دوسرے یہ کہ اس قسم کی کوئی خط و کتابت کسیکے نام بغیر شناسائی کے نہیں ہوسکتی - اور اسکے لیئے واسطہ یا توسط درکار ہے اور جب یہ ہے تو کوئی ضرورت تحریر کی نہین رہتی زبانی پیام رسانی کفایت کرتی ہے بلکہ دوراندیش مراسلت کو سخت مانع ہی کیونکہ وہ ایک کاغذ دستاویز کی حیثیت رکہتی ہے - جو ملتین خرنب مین وہ جہالت

صورت مین اپنی ناشایستہ حرکات سے کب باز آتی ہین۔ یہہ علم کا نتیجہ سمجھنا غلطی ہے بلکہ اوسکی حرص ہے اور امید ہی کہ اون عیبون کو دور کرے۔

(۳) ابتک عورتون کی تعلیم کا رواج نہتہا اسمین بہی بزرگون کی کوئی مصلحت ہوگی قدیمی طریقہ سے منحرف ہونا خالی از نقصان نہین۔

(ج) عورتون مین علم پہلے سے ہی اور ابہی تک چلا آتا ہے مگر اسی قسم کے وہمی اعتراضات نے تعلیم نسوان کو صدمے پہونچا پہونچا کر ضعیف کر دیا ہے اگر پہلے زمانہ مین عورتین صاحب علم نہوتین تو پڑہی لکہی کسی عورت کی ہمکو نظیر ملسکتی اگر ہم ہندو مسلمان دونون مذہبون کی مقدسہ عالمہ عورتون کے نام بتلاتے ہین۔ مسلمانون مین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری بی بی عالمہ تہین کہ بعد وفات آنحضرت صلعم بڑے بڑے محدث اور مفسر ان سے اپنی مشکلات حل کرنے آتے تھے جنکی عصمت و عفت کلام مجید سے ثابت ہی۔ حضرت زبیدہ خاتون خلیفہ ہارون رشید کی بی بی بڑی عالمہ اور نیک گذری ہین انکے سوا بہت سے خلفاء اور بادشاہون کی بیبیان صاحب علم تہین اور اب بھی اکثر ایسی عالیخاندان موجود ہین۔ مسلمانون کے مقابل ہین "طلب العلم فریضۃ علے کل مسلم و مسلمۃ" ایک کافی دلیل ہے۔ فرض کا بجبر ترک کرانا اونکی شریعت مین کتنا بہاری جرم ہے۔ ہندؤن کی شاستر تعلیم نسوان کو ہرگز مانع نہین۔ نتریجی جو جاگ ولک رکہیشر کی استری تہین وہ پڑہی لکہی تہین۔ مہاراجہ دہرت راشٹ کی زوجہ گندہاری جی ایسی عالمہ تہین کہ بیاس جی جیسے عالم و فاضل کے علمی بحث ہوا کرتی تہی۔ رکہمنی جی کا تعلیم یافتہ ہونا اس امر سے پایا جاتا ہے کہ اونہون نے اپنی شادی کے قبل مہاراج سری کشن سوامی کے نام خط لکہکر بہیجا تہا۔ غرض ایسی بہت مثالین ملینگی۔

(۴) سرکار کا منشا ہی کہ عورتین ناقص العقل ہوتی ہین اونکو اپنے مذہب کی کتابین پڑہا کر اپنے دین سے لے آنا چاہتی ہے۔

(ج) اول یہہ کہ تم سرکاری خواندگی کیون پڑہاؤ اپنے مرضی کیموافق پڑہا لیا ہے۔ دوسرے کیسکو بہکا کہلانا ایک مذہب سے دوسرے مذہب مین لے آنا اوسی صورت مین ممکن ہے جب کہ وہ اپنے مذہب سے ناواقف ہو اسکا علاج یہی ہے

کہ اپنے مذہبی احکام سے واقفیت ہو اوسکی عمدگی اور فضیلت معلوم ہو دوسرے مذہب کے نقصانون سے آگاہی ہو یہہ علم پر منحصر ہے۔ تعلیم کی مخالفت اس نظر سے کرنا دشمن کو اوسکے ارادون مین اَور کامیاب کرنیکی کوشش کرنا ہو۔

اے روشنی طبع تو برمن بلا شدی

اسی قسم کے اَور اعتراض جواب کی قابل ہی نہین سمجھے جا سکتے۔ فقط۔

ہندوستانکی صنعت وحرفت

(۱) ہندوستان کی صنعت وحرفت پست ہے (۲) کیون پست ہی (۳) اوسمین ترقی کرنا چاہیے (۴) کس طرح ترقی ممکن ہے؟

(۱) جب یون دیکھا جاتا ہے کہ ہم کپڑا پہنتے ہین تو ولایتی جوتا پہنتے ہین تو ولایتی۔ ہمکو جن اشیاء کی ضرورت ہوتی ہے حتے کہ سوئی۔ پیچک۔ چاقو۔ دوات۔ روشنائی۔ کاغذ۔ قلم۔ دیاسلائی اور تمام ادنے اعلے ضروری سامان وہ سب انگریزی اور ولایتی ہی بنا ہوا ہوتا ہے۔ شاذ ونادر کوئی کوئی چیز ہندوستانی ملتی ہے اوسکو ہی دل سے ساتھہ نہین پسند کرتے۔ ولایتی ہی چیزون کو جی چاہتا ہے۔ وہی خوبصورت معلوم ہوتی ہین۔ اونہین کی جانب طبیعت دن بدن رغبت کرتی جاتی ہین۔ وہی کثرت سے خرید وفروخت ہوتی ہین۔ ہندوستانی صنعت کاریون کو کوئی نہین پوچھتا اس سے صاف ظاہر ہے کہ ہندوستانی صنعت وحرفت کے آفتاب پر روز بروز تنزل کی گھٹا چھائی جاتی ہے۔ جتنے پیشے ہین وہ سب غارت ہوئے جاتے ہین ہندوستانی صناعون۔ اہل حرفہ کی حالت بدتر ہوتی جاتی ہے اور ہوتی جائگی۔ ہندوستان کی صنعت وحرفت پستی کے بڑے درجہ کو پہونچگئی ہے۔

(۲) اس پستی کا کیا باعث ہے؟ اسکے کئی سبب ہین۔ اول یہہ کہ یہہ پیشے نہایت کمینہ اور بےعزتی کے پیشے خیال کیئے جاتے ہین۔ اسلیئے اپنے آپکو شریف کہنے والا شخص ان پیشہ ورون کو حقارت کی نظر سے دیکھتے ہین اور اونکو بالکل ناچیز سمجھتے ہین اور چاہے خود کو بھیک مانگنے کی نوبت پہونچ جائے مگر صنعت وحرفت کی جانب

منسوجہ ہونا انتہا درجہ کی ذلت وحقارت خیال کرتے ہین اسلیئے جو لوگ آباواجداد سے یہی پیشہ کرتے چلے آئے ہین
کچہہ اونہین کے گہر دنیا مین صنعت وحرفت کا چراغ ٹمٹمارہا ہے - دوسرے جو شخص جو پیشہ کرتا چلا آیا ہے وہ دوسرا
کوئی پیشہ اختیار کرنا اپنی بے عزتی سمجہتا ہے اوسکی برادری اوسیوقت اوسکا حقہ پانی بند کرنے کو موجود ہوتی
ہے - گو اوسکا پیشہ کتنا ہی کم آمدنی کا کیون نہو اور دوسرا کیسا ہی مفید مگر وہ اپنے پرانے کپڑے بدلنا اوسکو
نہین گوارا یہانتک کہ پیشے ذات سمجہے جاتے ہین - تیسرے پیشہ ور لوگ عموماً ان پڑہ ہوتے ہین وہ
اپنی صنعتون مین کوئی ترقی نہین پہونچا سکتے - اونکے مزاج مین یہانتک جہالت سمائی ہوئی ہے
کہ وہ زمانہ کی ترقیات دیکہتے ہین اور جانتے ہین کہ نئے نئے اور عمدہ عمدہ قسم کے اوزار سہل الحصول
ترکیبین ایجاد ہوگئین اون سے اعلے درجہ کی خوبصورتی پائداری کا کام ہوتا ہے اور دم کی دم مین اسقدر کثرت اور
صفائی سے ہوتا ہے کہ عقل حیران رہجاتی ہے - وہ سمجہتے ہین کہ جو کام ہم بناتے ہین انگریزی کامون کے سامنے نہایت
بہدا بدصورت اور باینہمہ اون سے گران قیمت ہوتا ہے اور وہ باوجود عمدگی کے نہایت سستا ہے اور انہین
وجوہ سے ہمارے کامون کی خواہش زمانہ سے جاتی رہتی ہے - ہمارے کاروبار خاک مین ملتے جاتے ہین لیکن باوجود
اسکے وہ پرانے فیشن کو بدلنا نہین چاہتے اور جس لوٹے پہوٹے راستہ پر چلنے کے عادی ہین - آنکہین بند
کئے اوسی پر ٹہوکرین کہاتے چلے جاتے ہین دوسری نہایت سیدہی پختہ سڑک پر چلنا پسند نہین کرتے - اگر اون سے کہا
بہی جائے کہ فلانا کام اس طرح سے بنادو (حالانکہ وہ بنا سکتے ہین اور بہت آسانی سے بن سکتا ہے) مگر چونکہ اونکی محدود
عقل نے اوسکو کبہی تصور کی خواب مین بہی نہین دیکہا اسلیئے وہ معاً نامعقول جواب دینگے کہ ہمنے کبہی ایسا
نہین بنایا اسلیئے ہم نہ بنا سکینگے - چوتہے - چونکہ یہہ پیشے ناقص العقلون مین ذلیل وخوار تصور کئے جاتے ہین اسلیئے
ہمارے ملک کے کاریگر بہی خود کو ان سے باہر نکالنے کی کوشش کرتے ہین - اونکی اولاد کسیقدر لکہہ پڑہ کر بالکل اپنے کاروبار کو
ترک کردیتی ہے اور نوکری کی تلاش مین سرگرم ہوجاتی ہے ورنہ علم کے ذریعہ وہ اپنے پیشون کو ہر قسم کا فروغ دیسکتی
ہے - شایستہ ممالک مین جہان کہین ترقی کا آفتاب چمکا رہا ہے اوسکی دہوپ مین ستار صنعت وحرفت ہی کی چمکتی ہین

نظر آتی ہین - اسکا سارا سبب یہی ہے کہ وہانکی صنعت وحرفت کا بڑا اوزار یا اوستاد جسپر اوسکا کل دارمدار ہے علم ہی ہے اور علم ہی اوسکے لیئے شرط قرار پایا ہے - پانچوین ہمارے ملک مین اسکے لیئے کلون اور کارخانون کی سخت ضرورت ہے اور اونکا مہیا ہونا کافی سرمایہ پر موقوف ہے اور اوسکا مناسب بند وبست آپسکے اتفاق اور استقلال اور ہر قسم کے دامی درمے قلمے سخنی کی اعانت پر منحصر ہے اور یہی صورت اکسیر کا حکم رکھتی ہے -

چھٹے کسیقدر ہماری ملک کی بے توجہی یہی ہے کہ زیادہ تر خوبصورتی اور نمایش پر مرتے ہین ہندوستانی اشیا گو صورت کی بھدی اور گنوار و ہوگئی ہین مگر ہمکو اپنے آرام اور سامان کی پائداری و تخفیف قیمت پر بھی نظر رکھنی چاہیئے - جو چیزین ہندوستانیون کی بنائی ہوئی ولایتی سے زیادہ آرام دینے والی ہین یا اکثر اشیا زیادہ پائدار ہین یا بعض بتخفیف قیمت میسر آتی ہین تو ایسے موقع پر جہان نمایش کی ضرورت نہین ہوتی اونہین کا استعمال کرنا چاہیئے مگر یہہ صورت زیادہ تر شکایت کی قابل نہین کیونکہ دکاندار کو نفع سے غرض ہے - اور خریداری خریدار کی طبیعت پر منحصر ہے - جو چیز لینے والیکو پسند ہو اوسی قسم کی پیش کرنا چاہیئے گو وہ کیسی ہی ناقص ہو خریدار اوسیوقت خرید سکتا ہی اور اوسیوقت اوسکو نفع حاصل ہو سکتا ہے - اگر دکان مین ساری چیزین خریدارونکے خلاف مرضی ہون گو وہ کیسی ہی عمدہ اور پائدار ہون مگر اوسکی خریداری نہین ہو سکتی اور دکاندار کا شکایت کرنا کسیطرح سے بجا نہو گا -

(٣) صنعت وحرفت کی پستی سے ملک کو نقصان پہونچتا ہے کیونکہ دنیا مین اپنی ضرورتین رفع کرنیکے لیئے ہر قسم کے ضروری سامان کی حاجت ہوتی ہے جو کثرت سے روپیہ کے معاوضہ مین حاصل کیا جاتا ہے - جب ہم روپیہ دینگے تو اوسکی عوض مین ایک چاقو ہم کو ملیگا اگر وہ دوسرے ملک کا بنا ہوا ہے تو وہ روپیہ دوسرے ملک مین جائیگا علی ہذا القیاس جب ہمارے سب کام دوسرے ملک کو روپیہ دیکر نکلینگے تو ہمارا سب روپیہ جو کھیتی سے نوکری سے مزدوری سے گداگری سے حاصل ہوگا وہ سب دوسرے ہی ملک کو جاتا رہیگا - اور ہم سوا اسکے کہ کاشکار محنتون مشقتون سے حاصل کرین اور دوسرونکی نذر گذرانین اور وہ ہمکو وقتاً فوقتاً پہاڑنے کو کپڑے - برتنے کو چیزین

دل بہلانیکو کہلونے دیتے رہین اور ہمیشہ اونکے دست نگر اور محتاج بنے رہین اور کچہہ نہو سکیگا - ہمکو لازم ہے کہ ہم بہی اپنے ملک کی مردہ صنعت وحرفت مین جان ڈالین کہ ہمارے ملک کا روپیہ ملک ہی مین رہے اور ہمکو اپنی ذرا ذرا سے کامون مین غیرون کی توجہہ درکار نہو - اور ہمارا ملک بہی دولت مین ایجاد مین اختراع مین مہذب ملکون کی فہرست مین نام لکہوانیکا استحقاق پیدا کرے -

(۴) ہم اپنے ملک کی صنعت وحرفت مین اوسوقت ترقی کر سکتے ہین جب اون اسبابکے دور کرنیکی کوشش کرین جو اسکی ترقی کے مانع اور تنزل کے باعث ہین (جنکا ذکر اسی مضمون کی دوسری مد مین ہو چکا ہے) اور اوسکے برخلاف وہ باتین پیدا کرین ترقی کے لیئے جنکی ضرورت ہے -

اتفاق

چند اشیا کی ملکر ایک شے بنجانے کو "اتفاق" کہتے ہین اور اوس سے مراد ہے "دو یا زیادہ اشخاص کا کسی معاملہ مین یکدل ہو جانا" یعنی چند شخصونکا باہم اسطور پر ملکر رہنا کہ کسی ایک کی خوشی و رنج کی حالت سبہون پر علی السویہ وہی اثر کرے جو مسرور یا مغموم کی ذات پر رکہتی ہے - اور ہر ایک کی کوشش بہبودی یا دفع مضار سب کیلیئے یکسان مفید ہونیکی غرض کو شامل ہو - مثلاً کچہہ آدمی جمع ہوکر آپسمین یہہ بات قرار دین کہ ہم لوگون کے یہان شادی وغمی مین جسقدر فضول رسمین جاری ہین اون سب کو قطعی ترک کر دین - اور سب کے سب اس قرارداد کو دل کے ساتہہ قائم رہکر عملدرآمد کرین تو کہا جائیگا کہ یہہ کارروائی بالاتفاق ہوئی -

اتفاق ایک بہت بڑی قوت ہے - سوت کے موٹے رسے کو دیکہو کہ وہ اچہے اچہے زور آورونکے سے بہی نہین ٹوٹ سکتا - بڑے بڑے قوی ہیکل تنومند وحشی جانورون کو بے قابو کیے رکہتا ہے - اگر اوسکی اصلیت پر غور کیا جائے تو سوا اسکے کچہہ نہین کہ وہ کچے سوت کے چند باریک باریک دہاگون کا مجموعہ ہے جو درحقیقت اتفاق

کمزور اور ناچیز ہین کہ کسی بچہ کی ذراسے اشارہ یا ہوا کے جہونکون سے تڑتڑ ٹوٹتے چلی جائین لیکن چونکہ وہ سب باہم متفق ہین اسلیئے اونکو بڑی بہاری قوت حاصل ہی۔ آدمیونکا اتفاق بہی یہی اثر رکہتا ہے۔ لکڑی کا بہاری لٹہہ اوسپر متفرق طور سے اگر لاکہہ آدمی اپنا زور دکہلا کر بیٹہہ رہین وہ اپنی جگہہ سے جنبش بہی نکر سکیگا۔ اور اگر چند آدمی بالاتفاق اوسکے اوٹہانے کے لیئے ایک ہی وقت مین اپنی مجموعی طاقت صرف کرین تو جہان جی چاہے لیجا سکتے ہین۔ حالانکہ جسقدر زور علیحدہ علیحدہ کرنیسے اوسپر صرف ہو آ اوسکی اکاہٹی مقدار اس مجموعی قوت سے کہین زیادہ ہوگی لیکن وہ بالانفراد تہی اور یہہ بالاتفاق۔ کبوترون کا ایک قصہ مشہور ہے کہ وہ جال مین پہنس گیئے۔ جبتک اونمین سے جدا جدا پہڑ پہڑاتے رہی جال نے ایک کو بہی نکلنے نہ دیا اور جسوقت سب نے ملکر ایکدفعہ زور کیا تو خود جال کولے اوڑے۔ سچ ہے۔

مورچگان را چو بود اتفاق   شیر ژیان را بدر آرند پوست

اتفاق ایک حکومت ہی جسکی ہیبت سطوت دشمنون کے دلو نمین بیٹہہ جاتی ہے۔

اتفاق ایک حوصلہ دلانیوالی شے ہی اکثر طاقتین جو کسی خوف کے باعث یا کم ہمتی کی وجہہ سے استعمال مین نہین آتین اتفاق کی صورتمین وہ بزدلی جرأت سے بدل جاتی ہے۔

اتفاق ایک بہت بڑا مدبر شیر ہی۔ جو کام کہ اتفاق آراسے کیا جائے اوسمین کوئی غلطی اور نقصان واقع نہین ہوتا انسان دنیا مین بہکر ایسمین میل جول رکہنے اور ایک دوسرکے کام آنے پر مجبور کر دیا گیا ہے۔ وہ مدنی الطبع پیدا ہوا ہے اوسکو بغیر اتفاق کے چارہ نہین۔ یہہ نہوتا تو انسان وحشی جانورون سے بڑہکر بیکسی کی حالتون مین مارے مارے پہرتے۔ جولاہی کو روئی نملتی اور کسان کو کپڑا نصیب نہوتا۔ کمہار جوتا نہین سیکتا اور موچی برتنون کو ترستا۔ ہنین ہنین مینے غلطی کی بلکہ کوئی شخص بغیر اتفاق کے اپنے لیئے بہی کوئی چیز مہیا نہین کر سکتا خود غرضی اتفاق کی بیخ کن اور نفاق (جو اتفاق کی ضد ہے) کی پیدا کر دینے والی ہے۔ وہ نہایت بدخصلت ہے جو بادی النظر مین تو اپنی ذات کے لیئے مفید معلوم ہوتی ہے مگر در حقیقت سخت مضر۔ کیونکہ سب کی

بھلائی مین اپنی بھلائی بھی شامل ہے اور اپنی بھلائی سب کی بھلائی پر منحصر۔ ذیل کی حکایت سے ظاہر ہوگا کہ قدرت
ہی سے ہمکو اتفاق کا سبق ملتا ہے۔

انسان کے اعضا مین تکرار ہوئی اور ہر ایک عضو نے خود غرضی اختیار کی۔ تھوڑی دیر کے بعد معدہ بھوک کے مارے بیچین
ہوا۔ پاؤن نے کہا ہمکو کیا غرض جو کسی کے واسطے چل پھر کر غذا بہم پہونچاوین۔ ہاتھون نے کہا ہمکو کون مطلب جو غذا کو
مُنھہ تک لیجاوین۔ آنکھون نے کہا ہمین کیا واسطہ جو کبھی بھال دیکھین۔ ناک نے کہا مین کیون اسکا سڑا اُبسا
اُبسا اندا بن سونگھون۔ مُنھہ نے کہا مین کیون چبانے کی محنت اوٹھاؤن اور حلق مین نگلون۔ غرض سب اپنا
علیحدہ علیحدہ چپکے ہو رہے دو ایکدن جون تون گذر گئے مگر پھر تو پاؤن الگ لڑکھڑانے لگے۔ ہاتھہ جدا کانپنے
لگے۔ مُنھہ ہلانیکی طاقت نرہی۔ آنکھون مین اندھیرا آنے لگا تب تو سب گھبرائے کہ مین یہہ کیا ہوا!! اوس وقت
عقل کے پاس گئے اوسنے کہا کہ خود غرضی نے تمہارا یہہ حال کیا تمنے جانا کہ دوسرے کے کام سے ہمکو کیا مطلب ہے حالانکہ
حقیقت مین وہ تمہارا ہی کام تہا اور اوسکا نقصان تمہارا ہی نقصان تہا جاؤ اور اتفاق سے رہو۔

ہر ایک کام کی اصلیت پر غور کرنیسے معلوم ہوتا ہے کہ اوسکی بنیاد اتفاق ہی پر ہے۔ آبادی سلطنت
قانون۔ تجارت۔ اور دیگر کاروبار دنیوی کا انحصار اتفاق ہی پر ہے اگر یہہ نہو تو کچھہ بھی نہین۔

اتفاق کی دو قسمین ہین ارادی اور طبعی۔ ارادی وہ ہے کہ انسان اپنے قصد سے ظاہر کرے جو ہمارا
مابہ البحث تہا اور جس کی ہمکو سخت ضرورت ہے۔ اور طبعی اوس اتفاق کو کہتے ہین جو قدرت کیجانب سے طبائع
مختلفہ بسیطہ یا مرکبہ مین پیدا کیا گیا ہے۔ مثلاً اربعہ عناصر کا اتفاق جو مزاج کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ یہان سے
بہی اس امر کا ثبوت ملتا ہے کہ اتفاق نہایت قدر کی قابل اور ضروری چیز ہے۔ انسان کی ذات کا قیام
اسی اتفاق کی بدولت ہے۔ پتھر سے کتنی کام نکلتے ہین۔ لکڑی کیا کیا فائدے دیتی ہے مگر وہ کیا ہین؟
چھوٹے چھوٹے ذرّون کا مجموعہ ہین اگر وہ متفق نہون اور گمنامی کی حد تک پہونچکر ہوا کے دریا مین بہتے پھرین تو ہم
اون سے جو کام اب نکالتے ہین کوئی بھی نہین نکال سکتے۔

اتفاق کی ضد "نفاق" ہے جسقدر فائدے اور آرام اتفاق سے حاصل ہوتے ہین اوس سے زیادہ نقصان اور تکلیفین
نفاق کی بدولت پہونچتی ہین - اتفاق اگر تمام بہلائیونکی جڑ ہے تو نفاق ساری برائیون کا بیج - آپس کا نفاق یہی
نہین کہ اپنی قوت کو کم کردیتا ہے بلکہ دشمن کو بہی قوت پہونچاتا ہے تاریخ مین صدہا نظیرین موجود ہین کہ آپس کے
نفاق نے سلطنتین غارت کرائین - لاکہون جانین برباد کین - عزتین خاک مین ملائین دولتین لٹوائین
دیکہو! جبوقت تک ہند کے راجے باہم متفق رہے باہر کے کسی حملہ آور نے ہندوستان کی جدا سلطنت
قائم کرنے مین کامیابی حاصل نکی شہاب الدین غوری کو ہندوستان کی اسلامیہ سلطنت کا بانی بنانا اور دہلی
وقنوج کی دو طاقتور حکومتونکا اوسکے قبضہ مین دیدینا اصل مین راٹہور اور پرتہی راج کی نااتفاقی کا کام تہا۔

علم کا ٹہیک استعمال کیا ہے؟

مسٹر اسمائلز نے اسکو یون بیان کیا ہے کہ خدا نے جو قوتین ہمکو بخشی ہین اونہین کے اچھے اور برے استعمال پر ہماری
عزت اور ذلت منحصر ہے اوس شخص کی عزت جو اپنی ایک قوت کو جیسا چاہئے ویسا استعمال کرے اتنی ہی کرنی چاہئے
جتنی اوس شخص کی جسمین ویسی دس قوتین ہون کسی شخص کا بہت بڑا عقلمند ہونا ایسا ہی ہے جیسا کسی شخص کا میراث
مین بہت سا مال پاکر دولتمند ہوجانا اصلی عزت اوس عقل کے استعمال اور اوس دولت کے خرچ کرنے پر منحصر ہے نہ اونکے ہونے پر
علم کے ساتہہ نیکی سچائی اور عقل کی شرکت ضروری ہے، ورنہ ایسا علم جس سے کسیکو کچہہ فائدہ نہ پہونچے اگر کسی شخص کو حاصل
بہی ہو تو بیکار ہے سوئٹزرلینڈ کا مشہور باشندہ پسٹلوزالی جسنے تعلیم کا ایک نیا طریقہ ایجاد کیا تہا جو اسبات کا
معترف ہے کہ تعلیم یہ ترتیب کہ نیک مزاج والے کو بجائے ضرر پہونچانیوالی شئے ہی یہہ کسی حد تک درست ہوسکتا ہے کہ
علم انسان کو اون [illegible] سے بچا سکتا ہے جس سے اوسکو کچہہ فائدہ نہو اور دوسرون کو ضرر پہونچے لیکن اون برائیون سے
کیونکر بچا سکتا ہے بہت افسوس ہے کہ ہم اکثر ایسے لوگونکو دیکہتے ہین جنکی سمجہہ درست ہے - لیکن خیال چلن خراب ہے مگر [illegible]

ٹرے ڈگری یافتہ ہین لیکن عملی تجربہ سے بالکل بے بہرہ ہین یعنی اکثر ایسے لوگون سے جو عالم بے عمل ہین اور سمجہہ بوجہکر برے
کام کرتے ہین ایسی ایسی باتین ظہور مین آتی ہین کہ جنکی پیروی کرنیکے بدلے اُلٹے پرہیز کرنا پڑتا ہے ع - ببین تفاوت
رہ از کجاست تا بہ کجا ؛ بعض لوگ یون تعریف کیا کرتے ہین کہ وہ ایک قوت ہی اگر غور کیا جائے تو اس تعریف سے علم کی
کچہہ عزت نہین بڑہتی کیونکہ تعصب (جو اکثر جہگڑے فساد کا باعث ہوتا ہی) تعدی اور طمع بھی تو ایک قسم کی قوتین
ہین علم کا اگر مناسب استعمال نہ کیا جائے تو بُرے آدمیون کو بدتر اور خطرناک بنا دیتا ہی اور سوسائٹی کو فائدہ کے بدلے
ایسا نقصان ہونچتا ہے کہ آخر کار اوس شائستہ سوسائٹی پر شیطانی گہر کا اطلاق صحیح ہو جاتا ہے۔
آجکل ہم (انگلستان کے باشندے) جتنی چاہین علمی ترقی کی بڑائی کر لین کیونکہ ہم دیکھتے ہین کہ ہمارے ملک مین بہت سے کتب خانے
عجائب خانے اور اور ترقی تعلیم کے سامان ہمارے لیئے موجود ہین بیشک اونکی موجودگی سے تو انکار نہین ہو سکتا لیکن
البتہ اسمین کلام ہے کہ وہ سامان ہماری ذاتی لیاقت کی ترقی مین مدد دیتے ہین اگر غور کیا جائے تو وہ ترقی کی سدراہ
ہین کسی کتب خانے مین جاکر کتابین دیکھنا اور عالم بنجانا ویسا ہی ہے جیسا کہ کسی خزانے مین جاکر دولت لٹانا اور سخی ہو جانا
ہزار ہم کتب خانون مین جائین لاکہہ ہم کتابین دیکہین ہماری عقل اور سمجہہ درست نہین ہو سکتی اسکی درستی صرف اوسی
پر انے راستے پر منحصر ہی جسپر وہ لوگ جنکی توصیف مین ہماری زبان گہسی جاتی ہی اور جنکی تقلید ہمارا فخر ہے ایڑیان
رگڑ چکے ہین اور دوسرے لفظون مین جسکو توجہہ استقلال اور محنت کہتے ہین کتابین دیکھکر علم حاصل کرنا اور خود اپنی دماغی
توجہہ اور عملی تجربہ سے سمجہہ درست کرنے مین زمین و آسمان کا فرق ہی بہت سے لوگ اسطرح کتاب دیکھتے ہین کہ اونکے دماغ پر
کچہہ زور نہین پڑتا اور اونکو توجہہ کی تکلیف اوٹہانی نہین پڑتی اسمین شک نہین کہ ایسی کتب بینی کا اوس وقت تو اونہین
لطف ملتا ہی لیکن بعد اوسکے اوسکا اثر تک باقی نہین رہتا اونکا کتاب دیکھنا ایسا ہے گویا وہ ایک نہایت بامزہ شربت پی رہے
ہین جو ہین وہ شربت ختم ہوا اور اوسکا اخیر گہونٹ اونکے حلق کے نیچے اوترا اوسکا مزہ اور اثر دونون فانی ہو گئے اور اب شربت کا
پینا نہ پینا اونکے نزدیک یکسان ہے جو لوگ اس خیال سے خوش ہوتے ہین کہ اونہون نے ایسی کتب بینی سے کچہہ فائدہ اوٹہایا فی الحقیقت
وہ جہل مرکب مین گرفتار ہین اونہون نے اپنا اتنا وقت ضائع کیا البتہ اس تضییع وقت کا یہہ فائدہ تو تسلیم کیا جا سکتا ہی کہ وہ اوس وقت

مین کسی بُرے کام کرنیسے بچی اسکے سوا اور کوئی فائدہ نہین —

یہہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ کتابون سے جو تجربہ حاصل ہوتا ہے گو وہ کتنا ہی مفید کیون نہو کبھی عملی تجربہ کی برابری نہین کر سکتا کتابونکا دیکھنا صرف دوسرونکے خیالات پر اطلاع پانا ہی اور عملی تجربہ خود ایک حالت برداشت کرنا ہے اور اسیلیے یہہ کہا جاتا ہی کہ شنیدہ کے بود مانند دیدہ - لارڈ بالنگبروک ملکہ این کے زمانے کی فلاسفر اور مشیر سلطنت نے کیا خوب کہا ہی "جو کتب بینی ہمارے چال و چلن ہمارے اخلاق کی درستی نہین کر سکتی وہ ایک قسم کی تضیع اوقات ہی جسکی عام لوگ تعریف کیا کرتے ہین اور اوس شخص کو عقلمند بتاتے ہین اور ایسی کتب بینی سے جو علم حاصل ہوتا ہے وہ ایک قسم کا جہل ہے جسپر عام لوگ علم کا غلط اطلاق کیا کرتے ہین" اگلے زمانے مین جبکہ پڑہنے لکہنے کا چرچا بہت کم تہا اوس وقت بہی ایسی ایسے عاقل اور بہادر لوگ تہی جنہون نے سنہ ۱۲۱۵ عیسوی مین اپنے ظالم بادشاہ جان کو اس بات پر مجبور کیا تہا کہ وہ اونکے حقوق اور اونکی آزادی قائم رکہے اور اس بات کو اوس سے لکہوالیا تہا اگرچہ وہ لکہنا پڑہنا بالکل نہ جانتے تہے اور اوس کاغذ کو جسپر اونکے حقوق کی تفصیل لکہی ہوئی تہی بالکل نہ پڑہ سکتے تہے اور اپنا نام تک نہ لکہہ سکتے تہے لیکن اپنے حقوق کی قدر خوب جانتے تہے اور آزادی کی قیمت اچھی طرح پہچانتے تہے اب دیکہنا چاہیے کہ انگلستان کی آزادی کی بنیاد جسپر وہان کے بڑے بڑے سویلائزڈ + لوگ آج فخر کرتے ہین اون لوگون کی ڈالی ہوئی ہے جنکو قلم پکڑنا تک نہ آتا تہا اور جو آجکل کے روشن ضمیرون کے خیال کی مطابق اگر دیکہا جاے تو محض جاہل تہے - لیاقت کی یہہ معنی نہین کہ دوسرون کے خیالات سے اپنا دماغ بہر لینا اور پرانی لکیر فقیر بنجانا بلکہ اسکے یہہ معنی ہین کہ خود اپنے دماغ پر زور ڈالنا ہر دقیق امر مین اپنی عقل دوڑانا اپنے آپکو کام کا آدمی بنانا اپنی قوم کے ساتہہ سچی بہلائی کرنا اور جو کام سامنے آئے اوسکو اچھی طرح سے انجام دینا - وہ لوگ جنہون نے بڑے بڑے کام کیے ہین اور خلائق کو فائدے پہونچائی ہین اکثر کم لکھے پڑہے ہین برانڈلی (جو مشہور انجنیر تہا اور جسنے بڑی بڑی نہرین بناکر اپنا نام کمایا) اور اسٹفنسن (جسنے پہلی پہل ریل چلائی اور "فادر آف ریلویز" کے نام سے عزت پائی) یہہ دونون نامی انجنیر نے اپنی عمر طبعی کو پہونچکر پڑہنا لکہنا سیکہا تہا تاہم اونہون نے ایسے ایسے کام کیے کہ لوگ اونکو تعجب کی آنکہہ سے دیکہتے تھے جان ہنٹر جو علم تشریح مین بڑا کامل گذر گیا ہی بیس برس تک پڑہنا لکہنا بالکل نجانتا تہا البتہ میز کرسی بنا سکتا تہا ایک مرتبہ اپنے کلاس مین

+ مہذب

لکچر دیتے وقت اپنے طلبا سے مخاطب ہوا اور ایک مرُدے کی جسم کے حصہ کی طرف اشارہ کر کے کہا "مین نے اسکو کبھی نہین پڑہا اگر تم اپنے فن مین کامل ہونا چاہتے ہو تو اوسپر غور کرو اوسکی باریکیون کو اچھی طرح سمجھو" اونکے ایک ہمعصر نے بنظر حقارت اونکی نسبت کہا کہ جان ہنٹر مردہ زبانون سے (وہ زبانین جو اب غیر مروج ہین) ناواقف ہین۔ جب اونہون نے یہہ بات سنی اپنے ہمعصر کیطرف اشارہ کر کے کہا کہ "مین اسکو وہ وہ باتین مردہ جسم کی بابت بتا سکتا ہون کہ اوسنے نہ مردہ اور نہ زندہ کسی زبان مین پڑہی ہون"۔ بس کسی کے علم پر لحاظ نکرنا چاہیے بلکہ دیکھنا چاہیے کہ اوسکے علم کا کیا مقصد ہے اور وہ اپنے علم کو کیونکر استعمال کرتا ہے علم کا نتیجہ یہہ ہونا چاہیے کہ وہ عقل کو پختہ کرے چال چلن درست کرے نیز کوشش کرے کہ نوع انسان کو فائدہ پہونچائے اور جو ہم کام کرنا چاہین اوسمین ایسی مدد دے کہ ہم نہایت استقلال اور مضبوطی کے ساتھہ اوسمین کوشش کر سکین شیرڈ سے ریویو لکھتا ہے کہ جو لوگ ایسی لیاقت پر جسکو مذہبی اور اخلاقی خیالات سے کچھہ تعلق نہو اور جو ملکی بہبودی مین مدد نہ دے شیفتہ ہوجاتے ہین اور اوسکی تعریف کیا کرتے ہین وہ گویا ذلت کی شاہراہ پر کھڑے ہین اور ہر قسم کی ذلت اونکے لیے موجود ہے ہمین صرف اس بات کی جاننے پر قانع نہونا چاہیے کہ کیسے کیسے لوگ گذر گئے اور اونہون نے کیا کیا بلکہ ہمین چاہیے کہ ہم ویسے بنجائین اور وہ کام کر دکھائین ؎

اتا نبود وصف اضافی ہنر ذات — این فتوے ہمت بود اصحاب ہمم را

صرف تحصیل علم سے کچھہ فائدہ نہین ہمین چاہیے کہ اپنی طرز معاشرت مین اوس سے مدد لین اور اپنے عمدہ خیالات پر عمل کرین تاکہ ہم بھی جسطرح جرمن کے بڑے نامی فلاسفر گوئٹے نے کہا ہے یہہ کہہ سکین (مین نے اتنی ترقی کی ہے جتنی مجھسے ممکن تھی) اور ہر شخص کو چاہیے کہ جہانتک اوس سے ممکن ہو اپنی ترقی مین کوتاہی نہ کرے اپنے فرائض کے ادا کرنے مین اپنے نفس پر جبر کرے اور خدا نے جو قوتین عطا کین ہین اونکو اچھے کامون مین استعمال کرے تاکہ اوسکی زندگی خوشی مین کٹے اور مرتے وقت پشیمانی نہو۔

یاد داری کہ وقت زادن تو — ہمہ خندان بدند و تو گریان
پس چنان زی کہ وقت مُردن تو — ہمہ گریان بوند و تو خندان

(سید فضیل حسن بلگرامی)

کوتہ اندیشی

ہر ایک کام قبل اسکے کہ اوسکا انجام سوچ لیا جاے اور غور کر لیا جاے کہ یہہ مضر ہے یا مفید اسکا کیا اثر مترتب ہوگا شروع کر دینا اسکا نام کوتہ اندیشی ہے اور اگر ہم کسی خیال کی وجہہ سے مجبور ہوکر دیدہ و دانستہ کوئی ایسا کام کرین جسیے ہم جانتے ہون کہ اسکا نتیجہ برا ہوگا اور وہ خیال ہمارا فی نفسہ دانشمندی پر مبنی نہو تب بہی ہم کوتہ اندیشی مین شامل ہین۔ کسواسطے کہ اپنے فعل کے مضرت اور نتیجون کو خوب جانتے اور پرہیز نہین کرتے اور نیز یہہ حالت ہماری جہل مرکب مین بہی داخل ہے۔

تمام دنیا کے عقلا اور دور اندیش اسبات پر متفق ہین کہ کوتہ اندیشی ایک ایسا سخت مرض ہے کہ جسکا ازالہ تپ دق اور ضیق کے ازالہ سے زیادہ مشکل ہے اور جسکو یہہ بیماری ہوئی اور ترقی پکڑ گئی تو پھر اوسکا اچھا ہونا اور اوسکو اپنی حالت درست کرنا ایک دشوار امر ہو جاتا ہے۔ بقول شاعر ؎ مرض بڑہتا رہا جون جون دوا کی۔ اسلیے کہ جب ایک فعل کرنیکی عادت ہوگئی تو عادت طبیعت خامسہ ہوجاتی ہے پس طبیعت خامسہ کا تدارک گویا حقیقی طبیعت کے منافی ہوتا ہے اب جو دیکہا جاتا ہے تو ہمارے اکثر ہموطن اسی مرض مین مبتلا ہین۔

اس تقریر سے ہماری یہہ غرض نہین کہ ان لوگون مین کوئی دانشمند نہین ہے۔ یا وہ لوگ کوئی کام مفید نتیجہ کا نہین کرتے بلکہ ہماری منشا ہے کہ اونکی تعلیم۔ تربیت۔ تہذیب۔ شایستگی۔ ترقی کے افعال جو ہین اون مین کوئی نکوئی خیال ایسا ملح ہو رہا ہے کہ اوسکے سبب بجای نفع کے ضرر اوٹہاتے ہین اور اون خیالات کو تعصب کی جوش و خروش یا تقلید قومی کی وجہہ سے ترک نہین کرتے بلکہ اوسکے اچہا ہونے پر دلائل نامربوط لاتے ہین یہانتک کہ جب کوئی اونسے کہتا ہے کہ اے ہمارے ہموطنون تمہاری حالت پر مہذب اور شایستہ قومین ہنستی ہین اور تمکو نیم وحشی کے لقب سے یاد کرتے ہین کیا تمکو یہہ لقب اچہا معلوم ہوتا ہے۔ جو اون دور اندیشون کیطرح اپنے خیالات کی اصلاح نہین کرتے گو وہ جانتے ہین کہ بلاشبہ اگر ہم اپنے خیالات کی پابندی کو چھوڑ دین تو تم ذلت کی پستی سے نکلکر ترقی کے بالاخانہ پر پہونچ جاینگے لیکن اپنے اصلی عارضہ کے سبب اوس پستی ہی کو بہتر سمجھتے ہین۔

یہہ بات کچہہ تعجب خیز نہین ہے یہہ ہی امر ہے کہ جو قومین ترقی کی خوگر ہین اونکے واسطے ادنیٰ سی تحریک کافی ہو جاتی ہے
اور جو لوگ تنزل کے عادی ہین اونکی طبیعتین کہنے سے اور بہی زیادہ تنزل پر جم جاتی ہین حتے کہ اونکے سامنے جب کسی
ترقی پسند دور اندیش قوم کا ذکر کیا جاتا ہے تو اونکے خیالات اور تہذیب کو اپنی طبعی امر کے بالکل خلاف ہی سمجہتی
ہین اسی سبب سے جو علاج اونکی اصلاح اور درستی کیلئے کیا جاتا ہے اوسکا کچہہ اثر نہین پڑتا۔

ہر ملک کا ترقی پانا اور تنزل کی حالت مین رہنا باشندون کے اطوار پر منحصر ہے دیکہو ! ملک یورپ کے باشندی اپنی لیاقت
اور ہمت اور دانشمندی کے باعث کیسی کچہہ ترقی پر ہین اور یہہ ہندوستان کم تہ اندیشی کے خیالات سے ایسی ذلت
کی حالت مین ہے کہ اوسکی برابر اور کوئی ملک تباہ اور برباد نہین سبب اسکا یہہ ہے کہ اہل یورپ ہمیشہ اسباب ترقی کے
فکر و تلاش مین سرگرم رہتے ہین ہر قوم سے بلا تعصب آزادانہ ملتے ہین جہان کہین نیا ہنر با کمال دیکہتے ہین جسطرح سے
ہوتا ہے اوسے سیکہتے ہین اور شائع کرتے ہین اور جس چیز مین کسی قسم کا نقصان پاتے ہین گو وہ کیسی ہی قدیمی چیز
کیون نہو فورًا اوسکو بدل ڈالتے ہین اور یہہ خیال نہین کرتے کہ اسکا رفع کرنا ہمارے ملک کے رسم و رواج کے خلاف
ہوگا اور اسی سے ہر بات اور ہر کام مین اونکی ترقی ہے اور ہندوستان کے باشندونکو سیکڑون برس ہوئے اب تک
خیال تک بہی نہین ہوا کہ ان برائیون کی اصلاح کرین اور اوس پرانے زمانے کی تحقیقات کی پابندی جو ہر کام مین
اپنے قدیمی دستور کی موافق کرتے ہین خواہ اوسمین بدنامی ہو یا نیک نامی فائدہ ہو یا نقصان اون تمام عجیب
اور مفید باتون سے جو نئی تحقیقات اور نئے علوم سے حاصل ہوتے ہین محض ناواقف رہتے ہین۔ بری طرح سے
اپنی زندگی تیر کرتے ہین اسباب ترقی اونکے حقیقی طبیعت کے خلاف پاتے ہین ورنہ ہم لوگ اگر اپنی عقل اور فہم
سے کام لین اور رسم و رواج کی پابندی دور اندیشی کے ساتہہ ہو یعنی جو عمدہ اور مفید کام ہین اونکو اختیار اور
جو اصلاح طلب ہین اونمین ترمیم کرین۔ مضر باتون کے بالکل پابند نہ ہین۔ تجارت کا ڈہنگ اہل یورپ سے سیکہین
اوس سے فائدہ اوٹہاوین۔ اون لوگون کی تحقیقات جدیدہ۔ طرح طرح کی صنعتین۔ عمدہ عمدہ دستکاریونکے حاصل
کرنے کی کوشش بجا لاوین اور علوم مغربی کے (جو آجکل تمام علوم کا مخزن ہے) اکتساب مین اپنی کمر ہمت کو

چست باندہین تو یہہ ہندوستان بہی مثل اور ملکون کی ترقی پا جائے -

جب ہمنے اپنی میزان عقل مین تول لیا کہ یہہ باتین ہمارے دینی امور مین خلل انداز نہین اور دنیوی انتظامات مین ممد و معاون اور اونکے نقصانات کے ہر طرح مصلح ہین اور اونکے حاصل کرنے اور سیکھنے مین ہم اپنی آنکھون سے کثیر اور معتدبہ فائدے دیکھتے ہین تو پہر ایسے علم و ہنر کا حاصل نکرنا ہماری کوتہ اندیشی کی پوری دلیل ہے -

(محمد محب اللہ)

+ حافظ صاحب مخدوم کا ایک مضمون بعنوان "آدمی را آدمیت لازم است" پہلے بہی درج ہو چکا ہے - (خلیل) -

صحبت کا اثر

صحبت مین اثر عظیم ہے - صحبت کے نتایج -

فی الواقع آدمی کے نفس مین کوئی شئی ایسی سریع الاثر نہین - جیسے جلیس کے اخلاق نیک ہون یا بد اور مصاحب کے اوصاف اچہے ہون یا برے موثر ہوتے ہین - آدمی کی طبیعت کی مثال چور کی مثال ہے چپکے چپکے ہمصحبت کے طرز اور طور اوڑا لیتی ہے - اور بالخصوص جوانان نوخیز پر جلد اپنا اثر ڈالتی ہے جسکا تدارک جلد تر سخت دشوار بلکہ اکثر محال ہو جاتا ہے -

اور یہہ ظاہر ہے کہ نفس کا زبون اور ابتر حالت کی جانب میلان ایسا آسان ہے جیسا کہ اونچے ٹیلے یا زینہ سے نیچے اوترے اور کچھہ بکانِ نزول محسوس نہو - اور تہذیب اور شایستگی کے زینہ پر صعود کرنا بام یا پہاڑ کی چڑہائی سمجہو کہ اوسمین سخت تکلیف اور کلیجہ مونہہ کو آتا ہے - اس سے معلوم ہوا کہ صحبت دو قسم کی ہے ایک تو نیک اور دوسری بد نیک صحبت اور نیک ہمنشین کا نتیجہ ہمیشہ اچہا ہی ہوا کرتا ہے - اور بد کا بد کیونکہ ع ہر چیز کہ در کان نمک رفت نمک شد کسی حکیم کا قول ہے - اچہی صحبت اور اچہے لوگ عطر فروش کے دوکان یا خود عطار کی مثال ہین فرض کرو کہ اگر عطار کوئی پہریری عطر کی بہی تمکو نہ دے تو اوسکی افراط خوشبویات اور عطریات صندوقچہ سے خود بخود بالضرور تمہارا دماغ معطر ہو جاویگا - اور بری ونکمی صحبت لوہار کی بہٹی یا بہڑ بہونجے کا بہاڑ یا تیلی کے تیل کا بہیہ ہے

اگر انسان آگین جلنے سے محفوظ رہا بھی تو ضرور دہوان دماغ کو آشفتہ کریگا کسینے کیا اچھا کہا ہے سہ

ہمنشینی کو لطیف و کامل است ۔ راحت روح است و آرام دل است
آنکہ نادانی و غفلت وصف اوست ۔ صحبتش نامند زہر قاتل است

الصحبۃ موثر قول عرب بھی ہے۔

بہرحال اچھے سنجیدہ لوگون کی صحبت سے اچھے عمل اور تہذیب اخلاق حاصل ہوتی ہے اور معلومات کو ترقی ہوتی ہے انسان کو لازم ہے کہ نیک صحبت اختیار کرے فتنہ انگیز دغاباز بدچلن شرابخوار جعلساز جہوٹی گواہی دینے والون چنڈو اور چرس گانجہ مدک بازون وغیرہ وغیرہ سے صحبت نہ کہے یہہ دعوے کہ ہم اگرچہ میل جول بدوضعون سے بطور عادت رکہتے ہین۔ مگر ہمکو اونکی بُرائی بہلائی سے کیا غرض ہے نہ ہمپر اونکا کوئی اثر ہوتا ہے۔

یہہ کہنا سراسر مبنی بہ قصور فہم ہے۔ نہین غرض کیون نہین انسانیت کیا مقتضی نہین کہ تم اونکو بُری حالت مین دیکہو اور اوسکے ناقص نتیجہ سے اونکو مطلع کرکے باز نہ کہو۔ اور اوس فعل کی خرابی جو انجام کار واقع ہوکر اونکی عافیت اور بہتری کے جہاز کو ایک دن نہ ایک دن تباہی کے سمندر مین ڈبودیگی کیون نہین بچاتے انسان کا انسان پر یہہ ایک فرض منصبی ہے کہ فعل ناجائز کے مرتکب کو اوسکے عدم جواز سے آگاہ کردے اور اوسکو ارتکاب ناروا سے تابمقدار مزاحمت کرے۔

اول تو میل ملاپ تمہارا اونسے اوس حالت مین کسیقدر جائز ہوگا جبکہ تمکو اطمینان ایسا حاصل ہو کہ کہین تم بہی مثل اونکے نہو جاؤ اور یہہ ٹہٹری کہیر ہے۔

ہم دیکہتے ہین جو لوگ شطرنج۔ گنجفہ۔ چوسر۔ جوا وغیر ذلک مین مصروف رہتے ہین اونکے پاس بیٹہنے والے گو چند روز بچے رہتے ہین۔ مگر آخر کار بہر وہ بہی بلاشبہ ایسے ملوث ہوجاتے ہین۔ کہ انمین اور اونمین کوئی فرق نہین رہتا۔ پس یہہ نتیجہ اوسی نشست برخاست ناجائز کا (جسکو اونہونے سرسری سمجہ رکہا تہا) ظاہر ہوتا ہے۔

خیال کرو کہ جب تم اول ہی سے اپنی عادت کی درستی اور اچھے پسندیدہ لوگونکی صحبت مین بیٹھنے اوٹھنے کیطرف جھکتے تو یہہ قبیح نتیجے کیون پیدا ہوتے - اگر صحبت و جلسہ جیسا چاہئے نصیب نہو تو سب سے بہتر اور عمدہ جلیس کتاب اور اخبار ہے جو تہذیب اخلاق کے لیئے نہایت درجہ کا موثر ثابت ہوا ہے -

انسان کو چاہیئے کہ آپ سے زیادہ اہل فضل و کمال کی صحبت تلاش کرے - تجربہ خود کہتا ہے کہ صحبت کا اثر انسان کو کچھہ کا کچھ بنا دیتا ہے - وہ جلسے جنکے اصول سوا خرافات کے اور کچھہ نہین تمام شہر اور بعض اوقات تمام ملک پر اپنا اثر ڈالتے ہین - یورپین نے مہذب سوسیٹیون سے بڑے فوائد حاصل کیئے ہین -

انسان کو صحبت اور جلسے کی سخت ضرورت ہے مگر صحبت کا اچھا برا دیکھکر داخل ہونا یہہ اوسکا کام ہے صحبت ایک سانچہ ہے وہ انسان کو اپنی موافق بنا دینے مین بہت عجلت کرتا ہے -

غور سے دیکھا جائے تو صحبت اور مجالست ہی انسان کے تنزل و ترقی کا باعث ہے - شہر کے باشندے چونکہ اونکو عمدہ جلسے نصیب ہوتے ہین - ہمیشہ اونکے خیالات اونکی بول چال طرز و روش پسندیدہ ہوتی ہے - اور دیہات کے باشندے گو ہر قسم کی علمی لیاقتون مین اونسے بڑہے چڑہے ہون مگر وہ اونکے سامنے گفتگو کرنے کا بھی سلیقہ بہت کم رکھتے ہین - صحبت بہت ہی بہکانے والی چیز ہے وہ جس رنگ کی ہوگی بالضرور سب کو اوسی رنگ رنگنا چاہیگی

(خادم حسین ہاشمی) †

---

† منشی صاحب ہمارے ایک خاص کرمفرما اور مولوی بہادر حسین صاحب مرحوم کے خلف الرشید منڈاور کے لائق شخصون مین ہین - ذہانت اور طبیعت کی روانی خداداد ہے - (خلیل)

عزت

عزت ایک اچھا خیال ہے جو انسان کی خود اختیاری اچھی حالتون کے سبب سے اوسکی بڑائی کی نسبت دل مین پیدا ہوتا ہے۔ عام اس سے کہ وہ حالتین علمی ہون یا عملی قوائی ہون یا فعلی باطنی ہون یا ظاہری لازمی ہون یا متعدی۔ پس جو انسان جسقدر اپنی حالتونکو درست کریگا اور جتنا اچھے خیالون اچھی باتون اچھے کامون اچھی عادتون سے موصوف ہوگا اوتنی ہی عزت کا مستحق ہوگا۔

عزت ہی وہ شے ہے جسکے حاصل کرنیکا شوق انسان سے بڑی بڑی سخت محنتین کراتا ہے اور اوسے بڑے بڑے رنج دیتا ہے۔ اور جب وہ حاصل ہوجاتی ہے تو انسان اپنی زندگی بڑی خوشی سے کاٹتا ہے سارے رنج و غم بہول جاتا ہے۔ انسان مرجاتا ہے اوسکی ہڈیان خاک ہوجاتی ہین۔ اوسکی خاک کا نشان بھی نہین ملتا۔ پر اوسکی عزت نہ مرتی ہے نہ خاک ہوتی ہے ہمیشہ قائم اور برقرار رہتی ہے اور درحقیقت موت کی گمنامی سے محفوظ رکھکر انسان کو زندہ جاوید رکھتی ہے۔

عزت درحقیقت ایک نتیجہ اچھے کمالات کا اور ایک ثمرہ عمدہ صفات کا ہے۔ اسلیئے جبتک کوئی کسی کمال سے مکمل اور کسی صفت سے موصوف نہو وہ عزت کا مستحق نہین ہوسکتا۔ اور اسیطرح جو اچھے کمال کا جامع اور اچھی صفتون سے متصف ہو وہ عزت کے استحقاق سے محروم نہین رہتا۔

انسان کے اچھے خیال اچھی باتین اچھے کام عزت کو ایسا کہینچ لیتے ہین جیسا کہ مقناطیس لوہے کو یا کہربا گہاس کو وہ کسی سے اپنی بزرگی اور عزت کا طالب نہین ہوتا مگر لوگ خود بخود اوسکی عزت کرتے ہین۔ وہ کسی سے اپنی تعریف نہین چاہتا مگر سب اوسکی صفت خود کرتے ہین۔ کیونکہ انسان کی اچھی حالتون کا یہہ قدرتی خاصہ اور ذاتی تاثیر ہے جسے کوئی تبدیل نہین کرسکتا۔ پر جو شخص اچھے خیال رکہتا ہے اچھی صفات کا جامع ہوتا ہے وہ خود اپنے آپکو اچھا جانتا ہے اپنی عزت آپ کرتا ہے۔ وہ مغرور تو نہین ہوتا مگر اپنے آپکو بہی عظمت مین جانتا ہے۔ وہ کمینہ آدمی کیطرح جہوٹی شیخی تو نہین رکہتا مگر ممدوح خودداری کا خیال رکہتا ہے۔ اوسکا دل اوس سچی عزت اور ممدوح خودداری کے سبب سے ایک پر رعب شاہنشاہ کی مانند ہوتا ہے۔ جسے اپنی شاہنشاہی پر خود ناز ہو۔ اسیواسطے وہ مخالفون کے ذلیل کیئے سے اپنے آپکو ذلیل نہین جانتا۔ وہ دشمنون کے کہہ دینے سے اپنی حقارت نہین سمجہتا۔ اوسکا دل ایک سچے آبدار موتی کی موافق جوہری کا طالب تو ہوتا ہے مگر جہوٹے موتی کی جہوٹی چمک دکہانے سے اپنی بے آبروئی نہین سمجہتا۔ وہ لعل بدخشانی

کی طرح سلطانی تاج کی خواہش تو رکھتا ہے مگر کسی نادان مفلس کے پہینک دینے سے اپنی بیقدری نہیں جانتا سو درحقیقت سچی عزت ایک قدرتی چشمہ کی موافق ہوتی ہے جسے کوئی خس و خاشاک روک نہیں سکتا۔ اور ایک روشن آفتاب کی مانند ہوتی ہے جسکی نورانی شعاعون کو کوئی شپرہ چشم بند نہیں کر سکتا۔

جو شخص کسی قوم مین ایسی عزت کا مستحق ہو وہ درحقیقت اوس قوم کا سہیل ہے جو اپنی قوم کے دلون کو اپنے روشن خیالات کی برکت سے ساری غلاظتون اور کثافتون سے پاک صاف کر کے ادیم یمنی کی طرح معطر اور منور کر دیتا ہے۔ یا وہ نسیم بہاری کی خاصیت رکھتا ہے کہ اپنے نرم و لطیف روح افزا جہونکون سے اپنے ملک کو باغ ارم بنا دیتا ہے جس قوم مین کوئی ایسا شخص نہو وہ خارون کا ایک گلدستہ ہے جس مین کوئی پہول نہو۔ یا ریت کا ایک چٹیل میدان ہے جس مین کوئی بار ور سایہ دار درخت نہو۔

عزت کی خوبی جو کچہہ ہم بیان کرین وہ کم ہے لیکن جبکہ وہ موقوف ہے انسان کی اچہی چالچلتون پر تو ہمکو اچہائی برائی کے اصول ہی بیان کرنا ضرور ہین۔ تاکہ ہم اصلی عزت کا ادراک کر سکین۔ ورنہ جب ہم دیکہتے ہین کہ بعضے خیال بعضے کام کسی ایک قوم یا کسی ایک فرقہ یا کسی ایک شخص کے نزدیک اچہے سمجہے جاتے ہین۔ اور وہ عزت کے سبب تصور کیئے جاتے ہین اور وہی خیال وہی کام دوسری قوم یا دوسرے فرقہ یا دوسرے شخص کے نزدیک برے سمجہے جاتے ہین اور ”ذلت“ کے باعث ہوتے ہین تو اگر اچہائی برائی کی تحقیق کے اصول اور اونکے اختلافات ظاہر نہ کیئے جائین تو اصلی عزت کی تنقیح بہی مشکل ہو جاے۔

اچہائی برائی کی تحقیق کے لیئے بظاہر تین اصول ہین۔ ایک[۱] عقل۔ دوسرا[۲] شرع۔ تیسرا[۳] عرف عام۔ مگر درحقیقت اصل اصول ایک ہی ہے یعنی عقل۔ اور شرع اگر سچی ہو تو وہ اچہائی برائی کی ظاہر کر دینے والی ہے اور عقل اوسکی ثابت کر دینے والی۔ دونون مین اختلاف نہین ہے۔ اور ”عرف عام“ جسے رسم و رواج کہتے ہین وہ فی نفسہ کوئی چیز نہین ہے۔ مگر ہم تینون سے کچہہ کچہہ بحث کرتے ہین۔

(۱) جس کسی نے اپنے خیالات اور اپنی باتون کی اچہائی عقل سے ثابت کر دی تو وہ ضرور عزت کا مستحق ہوگا۔ گو کہ جب تک اورون پر اوسکی اچہائی ثابت نہو وہ اوسکی عزت نکرینگے۔ لیکن آخر ایک روز اوسکی عزت ہوگی۔ کیونکہ کوئی سچی بات جب ایک مرتبہ ظاہر ہو جاے رک نہین سکتی کسی نہ کسی طرح ظاہر ہوتی ہے۔

بہت سے حکیم فلسفی دانا آدمی گذرے جنہون نے اچھی باتین ایجاد کین۔ اونکے خیالات اونکے کام اچھے ہوے مگر مدت تک
بجاے عزت کے لوگون نے اونکی حقارت کی اور اونکو ذلیل جانا اور اونسے مخالفت پیش آئے مگر اوس سچی عزت نے جسکا خیال خود
اونکے دل مین تہا اونکی خود عزت کی۔ اور اونہون نے کسی دن آپ کو ذلیل نجانا۔ پر آخر جب اونکے خیالات اور اعمال کی اچھائی ظاہر
ہوئی تو مخالفین نے اونکی عزت کی اور اپنے آپ ہی کو حقیر جانا اور اپنی مخالفت پر نادم ہوئے۔ پس جس بات کی سچائی اور
اچھائی عقل سے ثابت ہو جاے اوسکا حاصل کرنیوالا سچی عزت کا مستحق ہوتا ہے۔

(۲) شرع سے مذہبی باتون کی اچھائی ثابت کرنا دو طرح سے ہو سکتا ہے ایک تو جہوٹے مذہبون مین سے ایک سچے
مذہب کی اچھائی پر یقین کرنا۔ دوسرے جو سچا مذہب مان لیا جاے اوسکی اصلی اور سچی باتون کو تحقیق کرنا۔ بغیر اسکے کوئی انسان
مذہبی عزت کا مستحق نہین ہو سکتا۔

(۳) جبتک یہہ اصول یعنی عرف عام بے بنیاد و باطل ہے اور اچھائی برائی کی تحقیق کا نام اہم ہے ویسا ہی وہ بہت جاری
اور مروج ہے بلکہ ہمارے زمانہ مین تو وہی عیار امتحان ہے۔

ہمارے ہم مذہب رسم و رواج ہی کو شرع اور عقل سمجہتے ہین اور اوسکی موافقت اور مخالفت کو اچھائی برائی جانتے ہین۔ اونکے نزدیک
وہی شخص عزت کا مستحق ہے جو کہ اون اچھی باتون پر چلتا ہو جسے سب لوگ اچھا جانتے ہون گو وہ عقل کے مخالف ہون یا مذہب کے۔

ہمارے ہم قوم بڑی ہی ذلت اور حقارت کی نظر سے اوسے دیکہتے ہین جو کہ رسم کا پابند نہو۔ گو وہ کیسا ہی عقل اور مذہب کا
پابند ہو اونکے نزدیک رسم کی مخالفت ہی ایک برا خیال ہے جسکے سبب سے انسان بڑی تحقیر اور ذلت کا مستحق ہوتا ہے۔

پہر اگر ہماری قوم نے سوچ سمجہکر کچہہ رسمین جاری کی ہوتین اونکی برائی بہلائی تحقیق کرکے اونپر عامل ہوی ہوتی
تو بہی کچہہ کہنا اونکا لائق لحاظ کے ہوتا۔ پر افسوس ہے کہ وحشیانہ تمدن اور عامیانہ چلن نے جاری ہونے سے پہلے اوسکا لحاظ
نکرایا۔ اور اب نادانی اور جہالت نے تحقیق سے منع کر دیا۔ لیکن جو لوگ اب اسکی تنقیح پر متوجہ ہین اور جنکو ہماری قوم
نہایت ہی ذلت کی نظر سے دیکہتی ہے امید ہے کہ اپنی محنت کا ثمرہ پاوین اور اون کی سچی عزت اونکے
مخالفین کے دل مین ایسی سما جاوے جیسے روشنی ایک تاریک گہر مین جب کہ اوسکا بند دروازہ

توڑ دیا جا وے ۔ (مہدی علی) +

زمانہ اور اوسکی شام

پیرس مین ایک فقیر کا حال سنا جسنے اپنی بازو پر یہہ عبارت لکھکر لگا رکھی تہی کہ ''زمانہ جو گذر گیا دفنا دیگیا جو ابہی آنے والا ہے
جو آئیگا اوسکا خوف مارے ڈالتا ہے" یہہ فقیر نہین ایک بڑا فلاسفر تھا جسنے دنیا کے تمام نشیب و فراز دیکھکر یہہ حالت
اختیار کی تہی - اخیر عمر مین دنیا سے تنگ آگر ساری دنیا کا مآل یہہ نکالا جو مین سنے عرض کیا ۔ واقعی زمانہ کی حالتین کیسی ہی
دلچسپ کیون نہون عبرت سے خالی نہین جو گذر گیا اوسکی حسرت نہین جاتی جو ہے بلاے جان ہے جو آئیگا خدا جانے
کیا آفت لائیگا ؟ اسکا پچھلا حال دیکہنا تقویم پارینہ سے بدتر ہے اور اگلا روز بروز ابتر ہے اسلیئے جو کچھہ ہو سکے اسوقت
کر لینا چاہیئے اگر ہم اب تک بُرے تہے تو رونے سے کیا ہو سکتا ہے ؟ عمر گذشتہ کا نعم البدل صرف یہی ہے کہ جو اسوقت
موجود ہے بیکار نجانے پائے ۔ اگر پہلے تھے تو اسوقت ہاتہہ پر ہاتہہ دہر کر بیٹھہ رہنا اور بہی حماقت ہے کیونکہ پہلی محنت بیکار جاتی ہے
کل جو گذر گیا اوسیطرح مٹگیا جسطرح طوفان نوح سے پہلے کی باتین ۔ اور کل جو آئیگا وہ مدد یا ہے کہ جبکا دنیا ہونا ہی نا ممکن ہے

نگاہ گرم تو در عالم آرزو نگذاشت — تغافل ست کہ در فکر کارسازی ماست

انسان کی بڑی غلطی ہے اگر یہہ سمجہہ لے کہ جو کچھہ کر لیا بس تہا اب ضرورت نہین - عالم اسباب مین رات دن کچھہ
نہ کچھہ کیئے جائے تب ٹہکانا لگتا ہے کیا ایکدفعہ پیٹ بہر کے کہا لینا ہمیشہ کیلیئے مستغنی کر دیتا ہے ؟

شب از خیال تو محشر بخواب می دیدم — کسی بہ پرسشش عمر گذشتہ کار نداشت

دنیا ایسی بہیڑ کا مقام ہے کہ جو ہمسے آگے ہین ہماری راہ روک رہے ہین جو پیچھے ہین دبا رہے ہین کہ اگر ہم نہ آگے بڑہے
تو پچھلے روندتے ہوے نکل جاینگے اسلیئے بغیر آگے بڑہے مفر نہین - اسکی دوسری مثال یہہ ہے کہ ماہ نو گاڑی کے پہیے

+ عالیجناب مولوی سید مہدی علی محسن الملک منیر نواز جنگ بہادر ہندوستان کے مشہور لائق شخصوں مین ہین اور انکا بہیجا ہوا ہر ایک سب سے بڑی ریاست حیدرآباد مین حضور نظام کی گورنمنٹ کے سکرٹری ہین یہہ مضمون انکے ایک مضمون کا خلاصہ ہے ۔ (ادیب)

نسبت دیجئے جسکا ہر حصہ اوپر تلے ہوتا رہتا ہے۔ یہہ بات صرف دور رفتار کے صدقے مین حاصل ہو سکتی ہے کہ پہیے کی گردش
سے جو حصے نیچے ہین وہ اوپر ہو جاتے ہین اور جو اوپر ہین وہ نیچے آجاتے ہین اسیطرح پہر اولٹ کر پہیے کو حرکت نہ دیجئے
تو یہہ بات کہان نصیب ہو سکتی ہے۔

چند بہ این کوشش بی بال و پر دیدیم ما　　　کعبہ و بتخانہ را در یک سفر دیدیم ما

اِس گردش مدام کی ایک تمثیل اور بہی ہے جس سے میرا مطلب اچہی طرح سمجہہ مین آجائیگا۔ کسی فلاسفر کا قول ہے کہ محتاجی سے
کفایت شعاری نکلی یعنی جب خرچ کرنیکو نہوا تو اِنسان کو آپ ہی کفایت سوجہیگی کفایت سے دولت اور دولت سے
عیش عیش سے غفلت اور غفلت سے پہر محتاجی اور پہر وہی سلسلہ شروع ہوا یعنی دائرے کیطرح جہان سے چلے
پہر وہین آرہے۔ اِس سے معلوم ہوا کہ محتاجی بہی بُری نہین۔

می شود در تنگدستی رہن مے　　　زین سبب دستار خوش می آیدم

اِسی لئے اِنسان کو کچہہ نہ کچہہ کرنا چاہیئے یہہ بس نہین کہ اگلے لوگ کیا تہوڑا کر گئے جو ہم کرین دوسرے زمانہ موافق نہین
کیجئے تو کیا؟ یعنی جسطرح اِنسان کو سمجہتے ہین کہ آخیر عمر مین اِسکے قوائے مضمحل ہو جاتے ہین ویسا ہی زمانہ بہی ڈہلگیا ہے وہ اگلا زمانہ نہین

بی ہوشیم مگر سبحہ آگاہ ہمیں کشید　　　توفیق با پیالہ سرشار بودہ است

اول تو یہہ کس طرح کہا جاسکے کہ زمانہ اخیر آ لگا اور اگر بالفرض اِسے صحیح سمجہیئے تو آخر وقت یہہ کیا برا ہے؟
شام کو دیکہیئے کہ کس لطف کا وقت ہے سارا دن جسکی رونمائی مین دیا جائے تو بہی تہوڑا ہے۔

آن شام کہ مشاطہ صبح است ہمین است

شام کا پہلا اثر یہہ ہے کہ وہ دن بہر کا شور مٹا۔ شوق آسایش ہر شخص کو راحت کیطرف کہینچ لیچلا دن بہر کے
تہکے ہوون نے آرام ڈہونڈہا طبیعتین میل آسایش پر آئین نگاہین تہک کر آنکہون مین پہر آئین ادہر گیسوے
شام لہراتے ہوے بڑہے ادہر حسین کوٹہون پر چڑہے کہیتون میدانون سے لوگ گہرون کو مڑے۔
تمام عالم مشتاق آرام ہوا جسے دیکہیئے گہر کیطرف چلا۔ تمنائین التجا سے آنکہہ چرانے لگین۔

مشتاقان شب دوست کی امیدین بڑہین۔

دوسرا اثر یہہ ہوا کہ دن بہر تو غیرون کا ساتہہ تہا اب اپنا ساتہہ ہے در و دیوار دہندہلے ہوے تو ہم اپنے تئین نظر آئے۔ جو
کسی سے چہپتا اوسکی بیچینی بڑہی جسے کسی کا انتظار تہا اوسکی طبیعت گہبرائی شعاع مہر مثل زلف جانان نگاہون سے پریشان ہونے لگی
گذرگاہین سونی ہوئین ہوس کیطرح آنکہون سے راہین چہپگئین ہر بام و در پر اندہیرا چہایا۔ اندہیرے مین خوف تو ہوتا ہی ہے
امیدین طبیعتون سے لپٹگئین تنہائی مین آرزوئین دل کے پاس آگئین اشتیاق حسینان پردہ نشینان کیطرح عروس شام اوس
طرز محجوب سے نکلی کہ دل اور بہی کہنچ گئے بسان شوق شیدا سایہ بڑہے کہ سینہ چاک جو تن عاشق کیطرح عریان ہو رہا تہا شام کی
خوشنما سیاہی مین چہپ گیا گویا اسوقت دامن یار پڑ گیا جبکہ اندہیرے نے سارا عالم چہپا دیا اب ہم اپنے تئین دکہائی دینے لگے
ہمارے خیالات نرم کے نقشے جو موم کیطرح دن کی حرارت سے مٹ چلے تہے شام کی ٹہنڈک سے ابہر آئے سختیان نرم ہوگئین
کیونکہ اسوقت پہاڑ مین پتہر بہی ٹہنڈے ہو رہے ہین طپش آفتاب بہی بسان آہ مظلوم اسوقت سرد ہوگئی نگاہون مین ٹہنڈک
آرہی ہے۔ پہول والون نے دکانین کہولی ہین پہولون کی خوشبو سے کوچہ و بازار بسگئے چراغ و شمع کے رخسار چمکے پروانے چشم بددور
کہتے ہوے سحر رہے۔ کواکب کی آنکہین کہل گئین یہی آسمان جسکی طرف آفتاب کے ڈر سے دن بہر دیکہنے کو جی نہین چاہتا تہا
اسنے بہی اسوقت چشم تمنا کیطرح کیسی دلچسپ صورت پیدا کی ہے کہ گویا مقیش کا چمن کہل گیا۔ اسکی چادر نیلی بہی اسوقت صاف
ہوئی ہے کہ دن بہر کا غبار اسوقت نرہنے پائے۔ ادہر عکس ماہ حسن جانان کیطرح نگاہ سے دست و گریبان ہو رہا ہے
اودہر چہولیان بہر رہی ہین۔

اس سامان مین کل کا وہ وقت آگیا جبکہ زمانہ نے اپنا افسانہ شروع کیا تہا کہ پہر وہی قصہ چہیڑے جواب دیا کہ خانہ آباد
دولت زیادہ۔

بیقراری ہای پنہان گفتگوی ما بس ست　　از طپیدن ہای دل افسانہ می دانیم ما
ہر جا فسانہ ایست فسون ست بہر خواب　　افسانہ من ست کہ بیداری آورد

(زمانہ)

دم واپسین

صبح و شام کا دلچسپ سمان تم سبہی کی نظر سے گذرا ہوگا۔ کون ہے جسنے یہہ دونون بیچین کر دینے والے وقت نہین دیکہے۔ زاہد خدا ترس کو کیا معلوم کہ صبح کی ہلکی ہلکی سفیدی اور شام کی تہوڑی تہوڑی سیاہی سے زمانہ کا کیا رنگ ہو جاتا ہے، وہ تو دوگانہ صبح اور نماز مغرب مین مشغول ہے۔ یہہ لطف کچہہ رندان صبوحی کش سے پوچہیے جنکی نشیلی آنکہونکی سرخی کا عکس ہنسنے ہنسنے گو پہولکر نو شگفتہ پہولون اور سبزہ زارون کے ہرے ہرے دامن پر جہلکتا ہے۔ آشفتہ مزاجون سے پوچہیے جو ان وقتون مین اکثر جوانان چمن کی جہومتی ہوئی ٹہنیون کے نیچے بیچین دل کو ہاتہون سے تہامے ہوے نظر پڑتے ہین۔ قاعدہ ہے کہ کیسا ہی مستقل مزاج ہو جہان تڑکے آنکہہ کہل گئی آسمان کی صورت دیکہتے ہی بے اختیار طبیعت بیچین ہو جاتی ہے کیسے ہی کام کلج سے لگے ہون جہان شام کو دو وقتون کا ملنا نظر پڑا دل قابو سے نکل جاتا ہے۔

کسلیئے؟ صرف یہی وجہ ہے کہ صبح رات کی پچہلی ساعت ہے، اور شام دن کے رخصت ہونیکا وقت ہے۔

ہر چیز کا پچہلا وقت سچ تو یون ہے کہ عجیب دردناک وقت ہوتا ہے۔ تمنے دیکہا ہوگا کہ صبح کو ستارونکی ڈبڈبائی آنکہین کسطرح جہپک جہپک کر آنسو روکتی ہین مگر پہر بہی بے انتہا قطرے صبح کو ننہی ننہی گہانس کی پتیون پر آفتاب کی زرد زرد کرنون سے دو تین گہڑی دن چڑہے تک جہلملا کرتی ہین شمع سحری ہی کو دیکہیے کہ رات بہر جنکی مہمان رہی تہی اونکے چہرون پر کیسی یاس سے نگاہ ڈالتی ہے نسیم سحر کے جہونکے اوسکے گل کرنیکی کوشش کرتے ہین مگر وہ جہلملا جہلملا کر گل ہو جانے تک گویا زبان حال سے یہی کہا کرتی ہے کہ اپنے پیارے ہمصحبتون کو ایک نگاہ اور دیکہہ لین۔

وہ پرانا درخت جسکے پتے خشک ہو کر گر گئے ہین جسکی اکڑی ہوئی شاخون مین کہین تری کا نام نہین رہا جسکا تنہ خشک ہو کر اندر سے خالی ہو گیا ہے پہر اوسکی حالت صرف اس لحاظ سے کہ خدا جانے وہ کے روز کا مہمان ہے کسی سے دیکہی نہین جاتی یہہ درخت اپنا وہ زمانہ یاد کر رہا ہے جب اسکے ہرے ہرے پتے نسیم سحر کو جو پریزون کیطرح دبے پانون اسکے پاس سے ہو کر مستانہ چالون سے اٹہلاتی ہوئی نکلتی تہی شوخیون سے سیدہا نہین چلنے دیتے تہے جب یہہ عجب انداز کے ساتہہ جہوم جہوم کر کسکی

ارمان بھری باہون کی طرح اپنی لچکتی ہوی ٹہنیان گلے مین ڈالکر باد صبا کا منہ چوم لیا کرتا تہا دیکہو اب یہہ نا امیدہ خستہ جسکی زندگی
خون اسکی رطوبت کیطرح خشک ہوگیا ہے کس حسرت سے کہڑا ہوا ہے۔ نوجوانان چمن کی بدمستیان اسکے پیش نظر ہین۔ اور یہہ
اپنی یاس بہری نگاہ سے اونکی شوخ اداٸیون اور اپنے آخری وقت کی بے بسی کو بڑی حسرت کے ساتہہ دیکہہ رہا ہے۔

مرگ مفاجات اور اچانک فنا کے جہونکے مین آجانا زمانہ مین نہایت عبرتناک خیال کیا جاتا ہے مگر اصل تو یہہ ہے کہ وہ
موت جو کچہہ روز تک دم واپسین کیحالت طاری رکہتی ہے بڑی ہی پُر حسرت موت ہے ہر سانس اپنی رکتی ہوی زبان سے یہی کہتی ہے۔

سینہ و دل حسرتون سے چہا گیا بس ہجوم یاس جی گہبرا گیا

دم واپسین کی صورتین دنیا مین غم والم پہیلانے کے لئیے ہزارون ہین مگر ہر ایک صورت پر کوئی نہ کوئی ایسی غم فزا د ر
بے اختیار کردینے والی کیفیت پائی جاتی ہے کہ خدا نہ دکہلائے۔

مرتے دم کسی ضعیف العمر بڈہے کو دیکہو بیٹے اور داماد بہوئین اور بیٹیان پلنگ کو گہیرے کہڑی ہین۔ ایک طرف اسکی
ضعیفہ بی بی اسکے چہرہ کو تک رہی ہے۔ چارون طرف سے وہ نگاہین جو ڈبڈبائے ہوے آنسوون مین سے نکل نکل کر آتی ہین۔
اس قریب المرگ کی پتہرائی ہوی آنکہون سے ٹکرا ٹکرا کر واپس جاتی ہین۔ آس پاس کہڑے ہوکر رونے والونکی ہچکیان اسکی اکہڑی ہوی
سانس کے بالکل مشابہ ہین۔ اس بڈہے کے سانس جو تہوڑی ہی دیر کی مہمان ہے گویا قضا کے دست ستم سے باہر کو کہنچ رہی ہے
مگر دیکہو ایک ہچکی کس شوق و حسرت کے ساتہہ اولٹی جاکر سینے سے ٹکر کہاتی ہے۔ ہرگز اعتبار نہین کہ یہہ سانس جو ابہی ناک کا
ایک سخت ہچکولہ اوٹہا کر اوپر کو گئی ہے پہر واپس آئیگی مگر خدا جانے کون کون حسرتین ہین جو پہیر لاتی ہین۔ تمام خاندان کے
لوگ جو اس دم توڑ توڑ کر رخصت ہونیوالے کے گرد ہجوم کئے کہڑے ہین اسکے ہاتہون اور پیرون کو غور کرکے دیکہتے ہین کہ
اون مین جان باقی ہے کہ نہین۔ سب اسکو اون نگاہون سے دیکہہ رہے ہین جو پہر کبہی اسکے دیکہنے کی امید نہین کرتین لیکن یہہ بڈہا اپنی
پتہرائی ہوی آنکہون سے کسی خاص شخص کو نہین دیکہہ رہا ہے بلکہ دنیا کی عام دلچسپیونکو بڑی حسرت کے ساتہہ دیکہہ دیکہکر رخصت
ہو رہا ہے۔ یہہ زمانہ کو دیکہہ چکا ہے جسنے اسے خدا جانے کن کن کامیابیون مین نامور کیا تہا۔ اسکو اسوقت تمام اپنی کوششین اور
تمام زندگی کے لطف یاد آرہے ہین۔ اگرچہ ہر سن کے شروع ہونے کے وقت اپنے پہلے سن سے یہہ رخصت ہو چکا تہا۔ عنفوان

شباب مین بچپنے کی بے تکلیفون اور آزادیون کو چھوڑا شروع ہوا سن انحطاط مین جوانی کے ولولون اور حوصلونکو رخصت کیا
شروع پیری مین سن انحطاط کی رہی سہی قوت اور طاقت کو بھی رخصت کیا مگر ہائے بڑہاپے کا خاتمہ وہ مہیب وقت ہے
جو تمام لوگونکو یہہ وحشتناک اور حسرت بھری صورت دکھا رہا ہے - بڑہاپے کے ترک کرتے وقت یہہ جان بلب کچھہ خالی بڑہاپے ہی کو نہین رخصت
کر رہا ہے بلکہ تمام گذشتہ سنون کی صورت اپنے سامنے دیکھتا ہے اور سب سے بڑی یاس کے ساتھہ اپنی لغزشون اور
گستاخیون کی معذرت چاہ کر رخصت ہو رہا ہے - یہہ ساری نا امیدیان کیون برس رہی ہین ؟ اور اسکی ارزوون کے ساتھہ
اور بھی بہت سی آرزوئین جو اسکے دم سے متعلق ہین کیون خاک مین ملی جاتی ہین ؟ اسلیئے کہ یہہ اس ضعیف کا آخری وقت ہے
اور یہہ لب گور پر پہونچا ہوا سب سے دائمی رخصت چاہ رہا ہے اور اس کوئی دم کے مہمان کی زور زور سے چلنے والی سانس
دم واپسین ہی خدا جس عمکدے سی چاہے دو چار کرے مگر اوس کمرہ مین نہ لیجائے جسمین چند روتی آوازین کسی بستر
مرگ پر لیٹے ہوئے سے کہا سنا معاف کروا رہی ہین -
اوس کمرے مین جانا آدمی کا کام نہین ہے سنگدل سے سنگدل کے بھی آنسو ٹپک پڑتے ہین لیلی و مجنون کے باہم دم
توڑ توڑ کر جان دیدینے کا حال لوگون نے سنا ہی ہوگا مگر کسی نے کسی شکستہ دل مایوسی نصیب کو یار کا دائمی انکار سنکر حسرت سے
ادہر اودہر دیکھکر نذر اجل ہوتے نہ دیکھا ہوگا - ہائے ایک خفتہ بخت حرمان نصیب کا یاس کے ساتھہ سے

تسلی دم واپسین ہو چکی - ہمین ہو چکے جب نہین ہو چکی

کہکر دنیا سے آنکھین موڑ لینا ستم ڈہا دیتا ہے -
یورپ کے معجز بیان شکسپیر نے جولیٹ کا رومیو کی بیجان لاش کو اپنے پہلو مین پاکر گلے پر خنجر پہیر لینا کس صفائی سے
دیکھا دیا ہے - وہ ناول دم واپسین کی ایک یادگار ہے جسکو دیکھکر زمانہ ہمیشہ آنسو بہاتا رہیگا -
اون لوگون سے جو جانورون کے ذبح کرنیکے لیئے چھریان تیز کرتے رہتے ہین جا پوچھیے کہ انسان تو انسان
جانور تک کا کسی کے ہاتھہ مین چھری دیکھکر نہایت بیکسی اور بے بسی کے ساتھہ آسمان کیطرف دیکھہ لینا کیسا موثر ہوتا ہے
زمانہ کی اجزا جب رخصت ہونے لگتے ہین وہ بھی عالم کے لہلہاتے سبزہ زارون کو ایک دائمی مفارقت کا اشارہ

کرنیوالی نگاہ سے دیکھہ جایا کرتے ہین۔ سال کا پلٹنا کسیکو معلوم نہین ہوتا مگر اون پر پرخون سے پوچھیئے جنکو اپنی اوٹھتے جوبنون اور جوانی کی اُمنگون مین ایک سال کی کمی کا خیال گذر جاتا ہے۔

دم واپسین کی حالت اگرچہ ہر ایک کے لیئے ایک نہایت ہی حسرت والم کا نمونہ ہے اور ہر شئے کا خاتمہ اور اوسکی آخری حالت نہایت ہی بیچین کر دینے والی چیز ہے مگر سچ پوچھیئے تو زمانہ کا رخصت ہوکر ہمسے بہت سے کام آنیوالی دولت (وقت) کو چھینکر رخصت ہو جانا قیامت ہے۔ یون تو کون چیز ہے جو رخصت ہوکر ہمارے لیئے افسوسناک حالت نہین چھوڑ جاتی مگر ہاے! پیارا زمانہ دامن یار کیطرح ہمارے ہاتھہ سے نکلجاتا ہے۔ اور ہم اوسکے دم واپسین سے کوئی عبرت نہین حاصل کر سکتے۔ صبح و شام کے گذرنے کے وقت جس دم واپسین کا نمونہ ہمکو حاصل ہوتا ہے وہ ایک عجیب پُرغم حالت کے ساتھہ ہوتا ہے۔ دو وقت باہم مل ملکر ہمکو نگاہ یاس سے دیکھتے جاتے ہین اور رخصت ہوتے جاتے ہین۔ ایک وقت جو جانیکو ہے وہ اس حسرت مین روتا ہے کہ ہمنے اوسکو بیکار کہو دیا۔ دوسرا وقت جو آرہا ہے یہہ خیال کر کے کہ ہم اوسے بھی یون ہی غارت کرینگے ایک عجیب ناگواری کے ساتھہ ہمکو صورت دکھاتا ہے۔ ہمین اپنے اوپر افسوس کرنا چاہیے کہ یہہ دونون وقت ہماری غفلت پر ایسا رنج کرتے ہین۔ اور ہم بیکار بیٹھے ہین۔ (محشر)

زراعت

(۱) علم زراعت (جسکو فلاحت بھی کہتے ہین) سے وہ علم مراد ہے جسمین زمین کے بونے جوتنے کے متعلق بحث کیجاتی ہے۔ اس علم سے غرض یہہ ہے کہ زراعت کے متعلق جو واقعات ہون اونپر بحث کیجاے اور زراعت کو فروغ دینے والے طریقے ایجاد کیئے جائین۔ اور اون صورتون سے احتراز کیا جاے جو اسکی ترقی کے مضر ہون اور رسوم قدیمہ کی وجہ سے اونپر پابندی چلی آتی ہو

(۲) علم فلاحت بھی اون علوم مین سے سمجھا جاتا ہے جنکے لیئے صرف جاننا ہی کافی نہین ہوتا بلکہ اونکے لیئے

تجربہ بہی شرط ہے۔ جسطرح علم طب کا پڑہ لینا طبیب نہین بنا سکتا جب تک کہ کافی مدت تک مطب مین نہ بیٹہے اسیطرح
علم فلاحت کے واقف کو اوس علم کا پورا ماہر نہین کہہ سکتے جب تک کہ متواتر تجربون سے اوسنے اپنے علم کو قوت ندی ہو۔

(۳) علم فلاحت کے لیئے چند اور علوم کا حاصل کرنا ضروریات سے ہے (۱) علم کیمیا اس سے معلوم ہوتا ہے
کہ زمین اور پودہون کی ترکیب مین کیا کیا اجزا شامل ہین۔ اور اوس سے یہہ بات جانی جاتی ہے کہ کاشتکاری کے لیئے
زمین کی قوت پیداوار کن طریقون سے بڑہ سکتی ہے۔ (۲) علم طبقات الارض جس سے مختلف زمینون کی ساخت
اور اونکی تاثیرین معلوم ہوتی ہین۔ (۳) علم نباتات جو پودہونکی بالیدگی کا طریق اور اونکے مختلف اجزا کا علحدہ
علحدہ کام تبلاتا ہے۔

(۴) انسانکی ترقی دو امور پر منحصر ہے اول **نوعیت** دوم **معاشرت**۔ نوعیت کی ترقی کا مدار توالد و تناسل پر ہے
لفظ معاشرت بہت سے لوازم انسانی کو شامل ہے جسمین سب سے زیادہ ضروری حفظ صحت اور زراعت ہین کیونکہ خوراک
اونکی زندگی کا ایک بڑا بہاری وسیلہ ہے یہہ نملے تو زندہ رہنا کسیطرح ممکن نہین بخلاف پوشاک و مکان وغیرہ
دیگر ضروریات کے۔ مگر کاروبار زراعت مین چونکہ پورے طور پر انسان کو محنت کرنا پڑتی ہے۔ ہر قسم کی مشقت مین
مصروفیت رہتی ہے۔ جنگلون کی عمدہ ہوا کہانیکو ملتی ہے۔ چلنے پہرنے سے ہاضمہ درست رہتا ہے اسیلئے
زراعت کے باعث جسمانی صحت بہی حاصل ہوتی ہے۔ دیکہو! گانون کے گنوار جہان کی آبادی نہایت ناقص
موقعون پر واقع ہوتی ہے جابجا غلیظ میلا کثرت سے پڑا رہتا ہے۔ وہ خود بہی صاف ستہرے رہنا نہین جانتے
اونکی صحت بدنی بہ نسبت شہر کے اون بڑے بڑے رئیسون سے بدرجہا بہتر ہوتی ہے جو نہایت عمدہ مکلف
مکانون مین رہتے ہین ہوا پانی کا اہتمام بہت اچہا ہوتا ہے شہر مین صفائی کا انتظام حد سے زیادہ رکہا جاتا ہے
یہہ اسیلئے کہ وہ زراعت کے سبب محنتی و جفاکش ہوتے ہین اور یہہ راحت پسند آرام طلب۔

(۵) زراعت کا انحصار چار باتون پر ہے۔ (۱) کاشتکار۔ (۲) اراضی قابل زراعت۔ (۳) اسباب زراعت
(۴) اسباب حفاظت و پرورش زراعت۔

ہم اپنے ملک ہند کی بابت ہر ایک سے کچھ کچھ بحث کرتے ہین۔

(۱) کاشتکار۔ ہند کی کشتکاری بہت پرانی ہے اور دیگر ممالک کے مقابلہ مین جب قیاس کیا جاتا ہے، تو وہان فیصدی دس کی روزی زراعت سے متعلق ہوگی باقی نوئے کی اور پیشون سے۔ اور ہندوستان مین اگر دس اَور ذریعون سے اپنی پرورش کا سامان بہم پہونچاتے ہین تو نوئے کھیتی کے کاروبار سے بسر اوقات کرتے ہین۔

(۲) آراضی قابل زراعت۔ اس اعتبار سے بھی ہندوستان اور ملکون پر فضیلت رکھتا ہے۔ کیونکہ یہان ہر قسم کی پیداوار ہوتی ہے۔ دیگر ممالک مین کثرت سے ایسے مقامات ہین کہ وہان ہر اقسام کے تخم میسر نہین آتے۔ کہین صرف باجرہ ہی پیدا ہوتا ہے، جوار نہین ہوتی۔ کہین مکا کی کاشت کے سوا گیہون اور اور اناج نہین بوی جا سکتی۔

(۳) ہندوستان مین مویشی کثرت سے ہین۔ اراضی قابل زراعت کی کمی نہین۔ بارش کے موسم مقرر ہین اور انہین زراعت کی تقسیم ہے اوقات معینہ پر مینھہ برستا ہے اور ملکون مین یہہ بات ممکن نہین۔ نہ وہان اسقدر مویشی نہ یہہ برسات نہ ایسی زمینین۔

(۴) کثرت مویشی سے کھاد بہت حاصل ہوتا ہے اور حفاظت کیلئے خاردار جھاڑیان بکثرت پائی جاتی ہین زمین نرم ہے۔ خندقین کھودلی جاتی ہین۔ ارام کیلئے درخت جابجا موجود ہین۔ آبپاشی کے سامان ہر جگہہ ممکن ہین۔ بخلاف اور ملکون کے کہ وہان چونکہ مویشی نہایت کمی کے ساتھہ ہین کھاد (بالنس) نصیب نہین ہوتا کہین پتون سے دقت کے ساتھہ ترکیب دیا جاتا ہے، کہین ہڈیان جلاکر حاصل کیا جاتا ہے۔ بعض مقامات مین حفاظت کے سامان عنقا ہین نہ ببول نہ جنگلی بیریان نہ اور قسم کے خاردار درخت پہاڑی کا ملک ہے تو پتھر وغیرہ کیوجہہ سے خندقین نہین کھودی جا سکتین۔ کاشتکارون کے دم لینے کیلئے کوسون تک سایہ کا پتہ نہین۔ آبپاشی کے وسائل سے اکثر مقامات محروم ہین پہاڑون کے باعث سے نہ تالاب نہ جھیل نہ نہر۔ ریگستان ہے تو کہین کنوئن کا نام ونشان نہین۔

(۵) ان سب باتون سے ظاہر ہے کہ ترقی زراعت جیسی کچھ ہندوستان مین ممکن ہے وہ اور ملکون مین نہین

ہوسکتی ترقی زراعت کے جسقدر وسائل قدرت نے ہندوستان کو دئے ہین وہ اور ملکون کو نصیب نہین ہوئے اور جسقدر عملی ذرائع اسکے لیئے ضروری ہین اونکے لیئے بہی ہندوستان کی سرزمین نہایت موزون ہے اور وہ بنسبت دیگر ممالک بہت جلد اور نہایت آسانی سے یہان حاصل ہوسکتے ہین مگر افسوس ہے کہ ہمارا ملک ہند جسقدر ترقی زراعت کی قابلیت رکہتا ہی اوسیقدر وہ تنزل کیحالت مین ہے - ترقی کی خواہش سبکے دلونمین ہری ہوئی ہر - اور سب ترقی کرنا چاہتے ہین مگر جو رستہ ترقی کا اختیار کیا ہے اور جسکو وہ اپنے غلط گمان مین سیدہا رستہ سمجہے ہوئے ہین وہی اونکا بہٹکانے والا ہے - ؎

ترسم نرسی بکعبہ اے اعرابی کین رہ کہ تو میروی بترکستان ست

(٦م) زراعت کی ترقی دو امور کی ترقی پر موقوف ہے -

اول یہہ کہ اراضیات مزروعہ کی ترقی - مثلاً ایک گانون کا رقبہ تیس ۳۰ ہزار بیگہ - اوسمین بیس ۲۰ ہزار بیگہ اراضی تردد ی باقی دس ہزار افتادہ اوسکی کل اراضی مزروعہ ہوجائے -

دوسرے ترقی پیداوار مثلاً بجائے اسکے کہ فی بیگہ دس من پیداوار ہو پندرہ من فی بیگہ ہوجائے - یا یہہ کہ پہلے غلہ قسم دوم پیدا ہوتا ہو اب قسم اول ہونے لگے -

ہندوستان کے زمیندار و کاشتکار عموماً جس ترقی پر مٹے ہوئے ہین وہ قسم اول ہے یعنی اراضی مزروعہ کی زیادتی گو دونون قسمین ترقی کے لیئے لازمی ہین مگر زیادہ تر قابل لحاظ امر دوم ہے - اگر پیداوار کی ترقی مین کوشش کیجائے تو جو غلہ پچاس بیگہ اراضی سے حاصل ہوتا وہ پانچ بیگہ سے حاصل ہو اور پچاس بیگہ کی جمع سرکاری ادا کرنے کی عوض پانچ بیگہ کا محصول ادا کرنا پڑے باقی اراضی کو اور کام مین لایا جاوے -

مگر یہان برعکس معاملہ ہے اراضی افتادہ کے اوٹہانے کی فکر تو سب سے پہلے کیجاتی ہے تاکہ نئی قوی زمین ہاتہہ آئے اور پالنس وغیرہ نہ دینا پڑے اور پیداوار کی ترقی پر اصلا نظر نہین ہوتی یہانتک کہ اراضی مزروعہ کی حیثیت پیداوار اسقدر خراب کر دی جاتی ہے کہ اوسکی سرکاری جمع کا ادا کرنا اوسوقت بہی مشکل ہوجاتا ہے جب کہ اوسمین جدید اراضی مزروعہ کا لگان شامل کر دیا جائے -

(۷) یہہ سوال کہ کن طریقون سے پیداوار مین ترقی بہم پہونچائی جاوے اور زراعت کو ترقی ہو۔ اِسکے لئے کچہہ مدت سے گورنمنٹ نے خود بہی توجہکی ہے۔ اور جا بجا ملکی انجمنین بہی قائم ہوتی جاتی ہین۔ اِنہین اغراض کے حاصل کرنیکے واسطے نمائیشگاہین کہولی جاتی ہین۔ آبپاشی کے وسائل پیدا کیئے جاتے ہین اون نئے طریقون کے رواج پر زور دیا جاتا ہے جنسے پیداوار کو ترقی ہو زمین قوت حاصل کرے۔ کاشتکارون کی ردی حالت پر رحم کہاکر گورنمنٹ کی جانب سے اونکے ساتہہ بہت سی آسانیون سے برتاو ہونیکی غرض سے خاص رعایتین ملحوظ رکہی گئین۔ زراعتی بنک کہولے گئے ہین۔

خود غرضی

انسانی ضرورتونکی پوری پوری تکمیل یا اوسکے لوازمات کا اجرا یا آسایش دنیاوی کے اسباب اگر بغور دیکہا جاوے تو بلا مشارکت دوسرونکی نہین ہو سکتی۔ ہماری کل ضرورتین اور ہمارے چہوٹے سے چہوٹے کام سے لیکر بڑے سے بڑے تک کوئی ایسا نہین ہے کہ ہم اونکو صرف اپنی ذاتی محنت یا ہمت سے پورا کر سکین بلکہ ہمکو وقتاً فوقتاً دوسرونکی مدد اور شرکت کی احتیاج ہوا کرتی ہے جسطرح کہ ہمارے جسم کی تخلیق اربعہ عناصر اور چار خلطون سے مرکب ہے۔ اگر اِن اخلاط مین کسی قسم کی کمی بیشی یا سوء مزاج عارض ہو تو ہمارے مزاج کی کیفیت کبہی اصلاح کی حالت مین نہین رہسکتی لابدی تغیر و تبدل واقع ہوگا۔ ہمارے مزاج کی صلاحیت اوسیوقت تک قائم رہسکتی ہے جبتک کہ گرمی سردی اور خشکی تری اعتدال پر ہو۔ اِسیطرح ہمارے کل سامان اوسی حالت مین مہیا ہو سکتے ہین جبکہ دس پانچ اور بہی مدد کرین۔ جیسے کہ ہم اپنی ضرورتون مین دوسرونکی مدد کے محتاج ہین ایسے ہی تمام آدمی اپنے اسباب معیشت کے درست اور مہیا کرنیمین ایک دوسرے کی شرکت پر مجبور ہین۔ ایسی حالت مین ہمپر واجب کیا بلکہ فرض ہے کہ ہم ہر شخص کی ضرورتمندی کیحالت مین اوسکی شرکت ایسی ہی دلدہی اور تندہی کے ساتہہ کرین جیسے کہ ہم اپنے کامون اور ضرورتون مین دوسرونکی مدد سچے دل سے چاہتے ہین۔ نہ یہہ کہ جسوقت ہماری کارروائی ہو چکے یا ہم اپنی ضرورت کی پوری پوری تکمیل کر چکین یا ہم اپنے مقاصد پر کامیاب ہو جائین تو اوسوقت طوطے کی سی آنکہین پہیر لین

اور کبہی اپنی نزدیکون اور دوستونکو بہولے سے بہی یاد نکرین۔

ظاہر ہے کہ کاغذ کی ناو بار بار نہین بہا کرتی۔ بلکہ جب ہم یہی طرز اختیار کرینگے تو چند روز مین ہماری اس حرکت ناشائستہ سے عموماً سب لوگ واقف ہو کر ہمارے انجاح مرام مین کبہی توجہ نکرینگے اور جس کام کی ہم بنیاد ڈالینگے چونکہ اوسمین دوسرونکی مدد کی ضرورت ہوگی ایسے موقع پر ہماری خود غرضی کی عادت اونکو بہی آنکہین چرانے پر مجبور کریگی اور اونکا مدد نہ دینا ہی ہماری ناکامی کے لیئے کافی ہوگا۔ گویا دوسرونکے انجاح مرام (جسمین اپنی کوئی غرض شامل نہ ہونا خیال کرسکے) مین ساعی نہونا اپنے ذاتی اغراض کے پورا ہونیکی کوشش کرنا ہے۔

منجملہ اور عادات قبیحہ انسانی کے یہہ خود غرضی بہی ہے بلکہ میری رائے مین تمام بری خصلتون اور بیہودہ عادتونکی فہرست مین یہہ خود غرضی ہی (باعتبار ضرر رسانی) سب سے پہلے خانہ مین لکہے جانیکی قابل ہے۔

موجودہ زمانہ کی رفتار اور چال چلن سے صفحۂ دہر پر یہہ نقش بخوبی جم چکا ہے کہ خود غرضی کے مصنوعی باغ کو دیدہ زیبا بنانیکی علیظ پانی سے بہت سینچنے والے موجود ہین اور کم ایسے لوگ ہین جو اس خوشرنگ مصنوعی سبز بہار کی لہلہاتی چمن سے دامن اوٹہائے ہوئے نکلین۔ جب کبہی کسی ایسے شخص کو جو خود غرضی کے خمیر سے خلق ہوا ہے کوئی ضرورت فطرتی یا یحتاج کے متعلق لاحق ہوتی ہے تو وہ اپنے انجاح مرام کی خاطر ایسے شخص سے جو اوسکی ضرورت کے پورے کرنیکی قدرت رکہتا ہو وہ باتین بناتا ہے۔ جس سے ہر نیک باطن کو یقین آجائے کہ واقعی یہہ شخص بڑا کار آمد اور سچا دوست ہے کبہی وہ اوسکی تہوڑی سی پریشانی مین ایسے دردناک فقرونسے ہمدردی کرتا ہے کہ دل بہر آئے۔ کبہی اپنی راستی اور نیک چلنی کے متعلق ایسے واقعات بیان کرتا ہے کہ دوسرے کو اوسپر کامل اعتماد ہو جائے۔ بہر حال ہر طرز اور ہر روش سے وہ اپنی طرف کامل طور پر متوجہ کر لیتا ہے اور اپنی کار برآری کے بعد کبہی اوس شخص سے سلام علیک کرنیکا بہی روادار نہین ہوتا لیکن اس شخص کی ایسی حالت ہے کہ کبہی اپنے ہمچشمون مین کوئی ذریعہ عزت کا نہین پا سکتا اور بلاشبہہ ہمیشہ اپنی اوقات ذلت اور رسوائی مین بسر کرتا ہے اگر کوئی شخص بحالت تمول اپنی زندگی کے دن راحت و آسائش سے بسر کر رہا ہو تو اوسپر فرض ہے کہ وہ اپنی قوم یا اپنے اون ہموطنونکی مدد بہی ضرور کرے کہ جو افلاس و مصیبت کے دلدل مین تا بزانو غرق ہو چکے ہین اور قریب ہے کہ یہہ تمام و کمال اس

مہلک عارضہ مین جا بیٹے ہاتہہ دہوبیٹہین۔ ایسی حالت مین اونکو دیکہکر چشم پوشی کرنا گویا میدان خود غرضی مین گہوڑا کودانا ہے۔
گذشتہ زمانہ کی لایق اور عمدہ رفارمر کا کیا اچہا قول ہے کہ "بنی آدم اعضای یکدیگرند" گو کہ اس حکیم کو مرے ہوئی مدت ہو چکی اور اوسکی خاک کو خدا جانے طوفان خیز گرباد نے کہان کہان پہنچایا ہوگا مگر اوسکی سچی ہمدردی اور عمدہ مقولہ اب بہی تک زبان زد ہے۔ حیف ہی کہ ہم باوجود ایک دوسرے کے اعضا اور جزو لاینفک ہونیکی حالت مین اپنی ہی ہاتہہ کی بہانس یا اپنے پانون کا کہٹکتا ہوا کانٹا نہ نکال سکین یا ہمارے ہاتہہ ہماری اشک ریز انکہون تک نہ پہونچ سکین۔ اس حالت مین اگر ہمکو کوئی دیکہی تو کیا اوسکی زبان کسیتی ہبات کے کہنے سی "کہ یہہ بڑا خود غرض ہے" روک دی ہے۔
فی الحال ہندوستان مین بہت سے ایسے اشخاص ہین کہ وہ اپنے بیش بہا وقت اور گران قیمت عمر کو روز و شب لہو و لعب مین کہو رہے ہین اونکو یہہ بہی خبر نہین کہ آفتاب کدہر سے نکلتا ہی اور کہان غروب ہوتا ہے یا کسوقت آفتاب نکلتا ہے اور کونسے وقت چہپتا ہی۔ اونکو یہہ بہی نہین معلوم کہ فاقہ زدہ بیوہ جسکی چند ننہے ننہے بچے ہین اوسنے اس پہاڑ سے دنکو تین یا چار وقت کے فاقہ مین کیونکر کاٹا یا اب یہہ صاف سنہری چاندی نے جو لب بام پر کہیت کیا ہی بجز اس روشنی کے رات کو اوسکے گہر کبہی چراغ بہی جلتا ہے یا نہین یا اس ٹہٹر اور سردی مین جسمین ہمین لحاف سی منہہ نکالتے ہوئے جاڑا چڑہتا ہی۔ وہ لوگ جنکے بدن پر سوائے اونکی فطرتی پوستین کے اور کوئی چیز نہین کیونکر بسر کرتے ہین۔ ان لوگون کو ایسی حالت مین دیکہکر دیگر اقلیم کے آدمی کیا بلکہ ہم لوگ ہموطن ہی کیا کہینگے۔ بجز اسکے کہ اے خود غرضی تو نے ہی ہمکو یہہ روز بد دکہلایا ہے۔
ہمپر فرض ہے کہ بمقابلہ دوسرونکے حاجت اور ضرورت کے اپنی حاجتون کو معطل رکہین اوسوقت تک کہ اوسمین کامیابی ہو ورنہ خود غرضی کا بدنما داغ سویدا ے دل کیطرح کبہی ہماری پیشانی سے دور نہین ہو سکتا۔
(احمد علیخان شوق) †

---

† ہمارے لائق دوست جناب حافظ احمد علیخان صاحب شوق خلف عالیجناب محمد اصغر علیخان صاحب اہلکار ریاست رامپور نے اس ناچیز رسالہ کیلئے یہہ مضمون ارقام فرمایا۔ صاحب موصوف کی عنایتین ہمارے حال پر بیحد ہین جنکا شکریہ امکان سے خارج ہے۔ (خلیل)

وقت کی قدر

زندگی کے حصون یا عمر کے اجزا کا نام "وقت" ہے - چاہے وہ ایک سکینڈ اور اوس سے بہی کم ہو یا ایکسال اور اوس سے بہی زیادہ
عمر کی بے اعتباری صابن کے حباب سے زیادہ وقعت نہین رکہتی - نہ اوسکے خاتمہ کا کوئی قاعدہ مقرر ہے نہ اوسکے زائل ہوجانیکا کوئی زمانہ
معین - ہماری دیکہتی آنکہون ہزارہا چہوٹے بڑے برابر والے ہمیشہ کے لیے جدائی اختیار کرتے چلے جاتے ہین جنکی پیاری پیاری صورتون سے
کبہی نگاہین آشنا ہونگی کوئی شخص مضبوطی کے ساتہ نہین کہسکتا کہ "جو سانس اسوقت آچکا ہے اسکے بعد بہی کوئی دوسرا ضرور آئیگا"
کیا عجب ہے کہ قدرت کے گودام مین ہمارے حصہ کا کوئی اور "دم" باقی ہی نرہا ہو - اور ہم ابہی دم کے دم مین ہی ہوجائین جنکے نامون کے
ساتہہ آج ہماری زبان سے "مرحوم - مغفور - قدس سرہ" نکل جاتا ہے -

اسیطرح جو وقت گذر گیا وہ ہوا ہوگیا - وہ ایک تیر تہا کہ چہوٹ گیا - وہ ایک بہتے ہوے دریا کی لہر تہی کہ چلی گئی - وہ ایک
سونے کی چڑیا تہی کہ پہر سے اوڑگئی - اب ہم اوسکو نہ دیکہہ سکینگے - انسان اپنی محنت و کوشش سے ہر ایک گمشدہ شے یا اوسکی مانند حاصل
کرسکتا ہے - لیکن نہین پاسکتا تو "گذرا ہوا زمانہ"! گہڑی کو سامنے رکہکر تماشا دیکہو! یہہ منٹ کی سوئی نہین ہے تیز آری ہے جو ہماری
نخل زندگی کو کاٹتی چلی جاتی ہے اور رکنے کا نام نہین لیتی - جو وقت گذر گیا وہ گذر گیا عمر بہر نہ آئیگا اور اون کیفیتون کے ساتہ جو اوسکے
لیے مخصوص تہین سیکڑون حسرتون ہزارون آرزوون لاکہون تمناؤن کا خون اپنی گردن پر لیگیا سچ ہے الوقت سیف والفوت حیف -
جبکہ گذرا ہوا وقت محض بیکار ٹہرا اور آیندہ بے اعتبار - تو جو وقت موجود ہے اوسکو عزیز اور جو دم حاصل ہے اوسکو بہت
غنیمت سمجہنا چاہیئے - ہم اگر کچہہ کرسکتے ہین تو اسیوقت کرسکتے ہین - ہم اپنی عمر کے درخت سے اگر کوئی پہل حاصل کرسکتے ہین
تو اوسکا وقت یہی ہے - یہہ ایک قدرتی بخشش ہے - یہہ ایک بڑی نعمت ہے - یہہ ایک بیش بہا شے ہے - یہہ ایک باغ ہے
جسمین سے انواع و اقسام کے میوے اور رنگ برنگ کے خوشنما پہول اگر ہم چاہین تو حاصل کرسکتے ہین - یہہ ایک دریا ہے جس سے
بڑے بڑے قیمتی موتی ہم نکال سکتے ہین -

یوروپ کی قومین جنہون نے زمانہ کی نبض کو پہچانا ہے جو تہذیب و شایستگی مین اپنا نظیر نہین رکہتین - جنہون نے صنعت و حرفت کی

رہبری آئینہ یا نام کرالی ہے۔ جہان آج ہم بستے ہین۔ وقت کی قدر ہمین اس مرتبہ کو پہونچی ہے۔ اونکے جو کام ہوتے ہین وقت کی
پابندی سے ہوتے ہین۔ اونکے یہان ہر کام کے جدا جدا وقت مقرر ہین۔ وہ اپنے کاروبار کو معمولی وقتون پر عمدگی کے ساتھہ انجام
دیتے ہین اور تمام بدنظمیون۔ خرابیون۔ تشویشون سے محفوظ رہتے ہین۔ وقت کا ضائع کرنا بڑا بھاری نقصان اوٹھانا ہے
وہ وقت کو قیمتی چیز سمجھکر کفایت شعاری سے صرف کرتے ہین۔ اونکی دن رات کی ایک ایک ساعت اونکے یہان منضبط ہے
لکھنے پڑھنے۔ کھانے سونے۔ کام کرنے۔ سیر تفریح کا ایک وقت مقرر ہے اور ہر شخص اوسکا پابند ہے۔ گویا انضباط
اوقات کا ایک انجن ہے کہ تمام ملک کے کامون کو بلکہ ہر ایک شخص کو ایک معمولی اور مقررہ حرکت مین رکھتا ہے۔ کوئی وقت بیکار مین
نہین گذرتا جسطرح یہان ہندوستان مین بیکار رہنا ایک خداداد نعمت سمجھی جاتی ہے وہان اس بے شغلی کو قہر الٰہی جانتے ہین۔

ہم ہندوستانیونکی یہہ صورت ہے کہ اپنے گرانمایہ اوقات کو کمال کوتہ اندیشیون سے ضائع کرتے ہین اول تو سستی اور کاہلی نے
کسی کام کی قابل ہی نہین رکھا۔ کچھہ کرنیکو جی ہی نہین چاہتا۔ اور جو کرتے ہین تو بیہودہ کامون مین اپنے اوقات عزیز رائگان
کرتے ہین جیسے کسی بچہ کو زر و جواہر کھیلنے کو دیدین اور وہ مٹھیان بھر بھر ادہر اودہر پھینک پھاک کر سب کو اپنے کھیل مین کھو دیتا ہے
ہمارے شب و روز ایسے فضول اور بیکار باتون مین کٹتے ہین جن سے نہ ہم دین ہی کے فوائد کے متوقع رہنے کی لائق بن سکتے ہین
نہ ہم دنیا ہی مین کسیطرح کا ادنی سا نفع حاصل کرنیکی امید کر سکتے ہین ہم اگر شام کو بیٹھکر سوچین کہ آج تمام دن ہمنے کیا کیا
اول تو کچھہ کیا ہی نہو جو یاد آئے اور کیا بھی تو یہہ کہ پہر گھنٹے سوئے ادہر اودہر پھیر پہرا ئے۔ حقے پیئے۔ کچھہ دیر دل لگی اور شغل کئے
بچہ کو کھلایا۔ بازارون مین چلے گئے۔ پیچ دیکھے۔ دس پانچ بازیان کھیلین جب جاکے کہین کمبخت دن کاٹا گویا ایک پہاڑ تہا
پھر بھی افسوس ہے کہ آج اکہاڑے کی خاک پھانکنی نصیب نہوئی۔ ہم اپنے ہی وقت ضائع نہین کرتے خدا کی بات یہہ ہے کہ دوسرون
کے تضیع اوقات سے بھی ہم دریغ نہین کرتے [illegible] اور کوئی کام نہین آتا ہے نہین معلوم ہمارا کا
طبائع مین وقت کی قدر دانی کا مادہ ہی نہین پیدا کیا گیا یا ہم اوسکو [illegible] دنیا کے جتنے بیہودہ کام ہین اور جو چیزین دین و دنیا کا کوئی
فائدہ مترتب نہین وہ سب ہمارے ہی لیئے [illegible] ہم رذائل [illegible] ہین۔ بدی [illegible] کا
میلان۔ ہمارے دل و دماغ کی بلا عنت [illegible] ہماری [illegible] جب ہو کا وہ ویسے ہی

بیہودہ کامونکی جانب ہوگا یا یہکہ دنیا ہوا ور ہم ہون ایک پُر تکلف مکان آراستہ و پیراستہ موجود ہو نعمتہا ے الوان ہمارے چلے پیرے صرف بیٹھے بٹھاے ایک معقول رقم اللہ میان سرہانے دری کے نیچے رکھدیا کرے اور ہم فرحت سے بسر کرین نوکر چاکر ہزار ا موجود ہون کوئی کام ہمکو نکرنا پڑے حوائج ضروریہ مین بہی کسی صورت سے تخفیف ہوجاے تو بہت ہی مناسب ہے۔ غرض ہمنے خود کو یہہ سمجھہ لیا ہے کہ ہم کسی کام کے لیئے پیدا نہین ہوے۔ ہماری خلقت کی بعثت محض بیکاری ہے۔ افسوس! ع

افسوس تو یہی ہے کہ افسوس بہی نہین

سُستی اور کاہلی وقت کی بڑی دشمن ہے۔ غافل ہمیشہ اپنے کامون کو دوسرے وقت پر منحصر رکہتا ہے مگر ہر وقت کے کام اور ضرورتین جدا جدا ہوتی ہین وہ یہہ سمجھہ لیتا ہے کہ کل اسی کام کو پورا کر لیا جاویگا حالانکہ اگلے روز اور ہزار کام موجود ہوجاتے ہین اور وہ اسی طرح غفلت اور سُستی کیے جاتا ہے یہان تک کہ اکثر کامون کا وقت نکل جاتا ہے اور حسرت چہوڑ جاتا ہے اور اکثر بہت سے کامون کے ہجوم کے باعث گہبراہٹ مین کوئی ایک کام بہی نہین انجام پاتا غرض اوسکے تمام کام اسیطرح ابتر اور خراب ہوتے رہتے ہین اور وہ تشویشون اور فکرون سے رہائی نہین پاتا۔ اسی غرض سے انضباط اوقات نہایت عمدہ صفت ہے وہ کل کامون کو بغیر کسی قسم کی گہبراہٹ اور عجلت کے اطمینان کے ساتہہ اپنے اپنے وقت پر نہایت خوبصورتی اور عمدگی سے بآسانی پورا کرتی رہتی ہے اور کبہی ہرج و نقصان واقع نہین ہوتا۔ گہڑی سے جسقدر فائدے ہین وہی ہین ورگہڑی کا ٹہیک استعمال یورپ ہی خوب جانتا ہے۔ ہندوستان مین زیادہ تر اس مفید آلہ سے نمایش کا مدعا حاصل کیا جاتا ہے جسطرح عورتون کو زیور کا شوق ہوتا ہے اسی طرح اکثر نوجوان اسکو گلے یا کوٹ کی زیبایش کے خیال سے جیب مین ڈالے رہتے ہین چاہے گہڑی بگڑی ہوئی ہو یا درست۔ کاش اگر اس سے وہی کام لیئے جائین جسکے لیئے یہہ مخصوص ہے تو ہمارے کامون مین بہت ہی آسانیان پیدا ہو جائین اور ہماری پیشانیون سے سُستی و کاہلی کا بدنما دہبہ دور ہو جاوے۔

موت

کیا ہے ؟ زندگی جس ہستی کا ابتدا ہے وہ اوسکا انجام ہے۔

ضرور موت ہستی کا انجام ہے۔ مگر یہہ کیا کہ خوش ہونگی جگہہ ہم اوس سے ڈرتے ہین اور اوسکے غم سے پریشان ہین۔ آدمی ہنوز کہ کلا منزل مقصود جیسی جیسی نزدیک آتی جاتی ہے مسافر کے دل مین ویسی ویسی خوشی زیادہ ہوتی جاتی ہے۔ یا دوسرے تمام کام ختم ہوتے ہی دلکو بڑا آرام معلوم ہوتا ہے لیکن موت جو دوسرے لفظون مین ہستی کا خاتمہ ہے۔ یہہ تو انتہا درجہ کی آفت جان اور ایک بلا سے بلا مان معلوم ہوتی ہے۔ ہماری دنیا کی سختیان۔ تکالیف مصیبتین اور غم و رنج ایکطرف اور موت ایکطرف۔ اون سب مین مبتلا ہونے سے دل مین خواہ کتنا ہی ملال اور کیسا ہی ہراس پیدا ہو مگر امید کا ہولاسا اوسے بہت کچہہ ملائم بنا دیتا ہے۔ مرہم امید زخم بلا کے ساتہہ ہوتا ہے اور موت کا وار ایک ہاتہہ دو ٹکڑے امید کا قسمہ نہین لگا رہنے دیتا اور جراحت دل کے لیئے نمک یاس اوسکے پاس ہوتا ہے کوئی جو موت کے اس اوچہے اثر کا یہہ سبب بتائے کہ تمام عمر آدمی اوس سے اجنبی رہتا ہے یکبیک آپڑتی ہے یہہ بہی غلط ہے آدمی کو موت سے دن رات جسقدر سابقہ پڑتا رہتا ہے اوسقدر کسی دوسری چیز یا کیفیت سے اوسکا برتاو نہین رہتا۔ جزوی موت اوسکے تمام جانم تن مین دن رات جاری رہتی ہے۔ ہاتہہ بند کیا صدہا چہوٹی چہوٹی رگین اور گوشت کا اجزا اس ایک حرکت سے مر گئے اور اونکے ساتہہ اونمین جتنی جان تہی وہ بہی مرمٹتی ہے کان مین زور سے آواز آئی پردون اور اندر کے خلا کے صدہا ریزے اور باریک رگین مرگئین اور اسیطرح حواس خمسہ کا کوئی حس اوس سے بچا نہین یہانتک کہ سات برس مین سارا آدمی مرکر پیشاب پاخانہ اور مسامات پسینے کے رستہ سے بول براز اور میل کی شکل مین نکل جاتا ہے اور نیا پیدا ہوتا ہے۔ اس نادیدہ موت کو ہم ہر روز اپنے پرائے کی موت کا حال دیکہتے سنتے رہتے ہین اور با اینہمہ موت کی دہشت کم نہین ہوتی۔

رقص و سرود ہزل و نقل اور ایسی مصنوعی خوشی کے ہزار بہار سے سامانون سے جو تہوڑی دیر کے لیئے بیغمی اور بیخوفی پیدا کیجاتی ہے موت کی اوڑتی ہی خبر سے آگے کافور ہو جاتی ہے۔ بہلا ابر کا پارہ ہوا سا یہ کہین آندہی کے سامنے ٹہر سکتا ہے اس بناوٹی بیخوفی اور بیغمی کو چہوڑو اور اوس خلقی خوشی اور بیفکری کو لو جو شباب تندرستی یا دولت و فراغت سے طبیعت مین پیدا ہوتی ہے موت کے آگے اسکی بہی کوئی اصل نہین۔ باوصفیکہ موت بہلا اژدہا بنا ہمکو تاک رہی ہے اور ہم اوس سے زیر و بالا ایک کشتی گہرے ہوئے ہین مگر گیلا مکان کہ دہڑا اوسکا خوف کم ہو۔ موسمی زحمتین آگ پانی اپنے جنکو مشتق نہین ہوتی کتنی تکلیف ملتی ہے

اور عادت ہوتی ہے کچھ بہی نہین معلوم ہوتا یہہ تو یہہ درد ۔ بیماری ۔ زخم ۔ آبلہ سہتے سہتے انکو بہی سہہ جاتے ہین ۔ یہہ ظالم غم رگ جان کا نشتر چبہتے چبہتے اور خار الم دل مین کہٹکتے کہٹکتے اپنا گہر کرلیتا ہے ۔ انکا بہی باوایہہ فکر روحانی ہوتا ہے مگر یہہ تو جان مین ایسا بس جاتا ہے کہ نکالے نہین نکلتا ۔ ظالم بادشاہون جابر حکام اور موذی جانورون سے وحشت جارون کے برتاو سے بنائی رہتی ہے غرضکہ سوائے موت کے دنیا مین ڈراونی سے ڈراونی کوئی ایسی چیز نہین کہ اوسکے ساتہہ چند روز کے برتاو مین دل سے اوسکا خطرہ نہ نکل جائے ۔

یہہ جو پانچ چار قسم کے پیشے جیسے سپہ گری ۔ مردہ شوئی ۔ ڈاکٹری طبابت ۔ ملاگری ۔ پنڈتائی ۔ پادریت وغیرہ وہ روزگار کہ جنہین خواہ مخواہ موت سے مقابلہ پڑتا ہے لگے ہاتہہ انکو بہی پرتال لیا جاتا ہے باسباب بظاہر یہہ لوگ تو ضرور موت سے نڈر ہونگے ورنہ کیسے موت سے بہڑنے کی معاش اختیار کرتے ۔

وہ جان شجاعت روح فتوت اور جوہر شہامت سپاہی کہ میدان کارزار مین عمربہر جسکا موت سے سامنا رہا اور موت کی گرم بازاریون مین بوڑہا ہوا بستر مرگ کے میدان مین جب موت نے اوسے للکارا کہ آ ذرا آج دو دو ہاتہہ تو ہو جائین یہہ کیا ہوا ارے اوسنے تو ایک گہڑکی ہی مین ہاتہہ جوڑ دیئے اور سارا بانا اوتار دہرا وہ صف جنگ مین جو تمام عمر موت سے بیخوف نظر آیا کیا نہ اس سبب سے کہ دلکا ڈہیٹ تہا اوسے نوکری کے لالچ افسرون کے برتاو سے اور جوانون کے منہ کی شرم نے شہہ دے رکہی تہی ۔

یہہ جلاد اور قصاص پیشہ لوگ صدہا کی موت خود جنکے ہاتہون سے آئی موت کی پہانسی پر جیسے ہی خود اونکے چڑہنے کی باری آئی اور قضا کا تیر اونکی گردن پر رکہا گیا موت کا نام سے پر سوار اور موت سے بہاگتے نظر آئے اور منہ چہپاتے اور یہہ دہائیان دیتے کہ آنکہین نہ کہلی رہین موت آئے مگر اپنی ڈراونی صورت چہپائے رہے ۔

یہہ مردہ شو گورکن قبرستان کے مجاور اونکے موت سے بیخوف ہونیکا بہلا کوئی شک کر سکتا ہے یہہ جنکے ہاتہون نے صدہا ہزارہا موت کے شکار نہلائے دہلائے قبر مین اوتارے اور بازار گورستان مین موت کی دلالی مین جنکی عمر بسر ہوئی موت کے دن رات دیکہتے رہنے کا انہین تماشہ ہی اولٹا اثر ہوا موت سے جہجک نکلجانیکی جگہہ بستر مرگ پر خوف موت سے اون کا

تو اور بھی پتلا حال دیکھا گڑگڑاتے اور جان چھپاتے نظر آئے موت کیہہ۔ بکاری اسِجنٹ ڈاکٹر صاحب بہادر اور یہہ حضرت عزرائیل

آج معظم جناب حکیم صاحب۔ ہیضہ وبا وغیرہ مہلک بیماریون کے صدہا طوفان جنکے سر سے گذر گئے اور ہر ہر موت کے منہ سے جنہون نے

صدہا شکار چھینے اور دیو موت سے تمام زندگی کُشتی لڑا کیئے کوئی کہیگا کہ وہ ڈاکٹر صاحب جنکے سر پر ایم بی اور ایم ڈی کے

خطابون کے دو سینگ ہون مُردے چیرتے چیرتے اونکے دل سے موت کی وحشت نہ جاتی رہی ہوگی او موت جب آکر خود انکی

چیر پہاڑ کریگی اوسکے خوف سے اونکا دم فنا ہو جائیگا کہ ہمیشہ جس سے آشنا سا منا رہا موت کا آنکہہ کہنا تہا کہ حکیم صاحب کہان تو

اورونکے دل سے موت کا خوف دور کرنیکی شیخیان بگہارا کرتے تھے یا خود اونکا پیشاب پاخانہ خطا ہو گیا۔ اچھا انکو بھی دفع کرو

دو شخص ایسے معلوم ہوتے ہین کہ جنکی نسبت کسیکو موت سے ڈرنیکا گمان نہین ہو سکتا انکا تو خاص یہی کام رہا ہے کہ جنکا موت سے

مقابلہ ہو پڑا ہووے دیدہ دلیر دشمن کا ڈر اونکے دل سے نکال دین صدہا ہزارہا مرتبہ جن لوگون نے دوسرون کا خوف نکال دیا ہے

یہہ اوس سخت گھڑی مین ڈہنے والے ہین مگر چونکہ کئی نمونون مین دہوکا ہو چکا ہے ذرا دیکہہ بہال کر انکی تعریف کرنی چاہیئے لیکن افسوس

کہ یہہ ہر مذہب کے خادمان دین جہان خود موت کا وعظ انکے سامنے آکھڑا ہوا اونکو وہ دوسرون کو کلام ربانی سے نجات کی وعدے

سنانا اور موت کا خوف دل سے نکلنا اور خالق سے لو لگانیکی پند و نصیحت ایک نہ یاد رہی اور دشمن موت سے سامنا ہوتے ہی ساری عمر کی

مشق کی ہوئی رجز خوانی بہول کر واحسرتا وامصیبتا کا نوحہ لے بیٹھے۔ دوسرا گروہ اون جو فروش گندم نما ریاکارون کا

کہ جنکی بظاہر داری ساری عمر اونکی دلی بے ایمانیان دنیا سے چھپاے رہی اور مخلوق کو جنپر اسباب کا ایمان تہا یہہ جو ہر شخص سے

رحمت الٰہی کا ذکر کرتے رہتے ہین اور اپنی پارسائی کی شیخیان بہگارتے ہین اور گناہ نکرنیکے سبب اپنی موت سے بیخوف ہونیکے دعوے

کرتے رہے ہین ممکن نہین کہ موت سے انکے دلون مین کسی قسم کا اندیشہ و تردد ہو مگر انکا انجام تو سارے بنی آدم سے بدتر نظر آیا

اور موت کے خوف سے انپر وہ بدحواسی چہائی کہ موت سے بچنے کے خیال سے چارپائی سے اوٹہا اوٹہا کر پہلکتے تہے اور چاروں سے

چلاتے تہے کہ موت سے بچاؤ۔

الغرض موت وہ بلا ہے کہ جسنے ہر عمر اور ہر پیشہ کے اوسان خطا کر رکھے ہین اور کسی طرح اسکا خوف جی سے نہین نکل سکتا

اور دنیا میں اس سے بڑی مصیبت اور کوئی نہین۔

مگر جب ہم دیکھتے ہین کہ کائنات مین جتنی اچھی اچھی چیزین ہین وہ سب اس خالق نے چن چن کر اپنے بندون کو مرحمت کی ہین اور آدم زاد کو ساری صفت سے بہتر آغاز عطا کیا ہے اور اوسنے جب تک وہ زمین پر رہے اونکے خوش رکھنے کے لیے ہر قسم کے سامان مہیا کیے ہین اور اسکا انجام ایسا مہیب اور غمناک بنایا تو سخت حیرت ہوتی ہے جسنے دنیا کی تمام چیزون اور چھوٹے بڑے جاندارون اور ایک ایک جڑی بوٹی کو موزون بنایا ہو اور آغاز و انجام نہو اور جوڑتی مین مناسبت اور موزونی کو کسیطرح نہ بگڑنے دی ہو۔ وہ بہتری موجودات ہی کو بگاڑ دے اور اپنی کاریگری مین بٹا لگائے کہ اسکا آغاز خوشی او ہستی کا ہو اور انجام غم نیستی کا دوشالہ کے متن پر گزی کا حاشیہ لگائے وہ صانع جسنے بڑی سے بڑی اور چھوٹی سے چھوٹی چیزون اور جانون مین رتی بھر مصالح ضائع نہین کیا جسمین جو قوت پیدا کی اور جس چیز کی خواہش ڈالی دیکھتے ہین کہ وہ قوت اوسکی مرضی کے موافق بالکل خرچ ہو جاتی ہے اور خواہشین پوری ہوتی ہین یہہ کیا کہ بہتری انام انسان مین جو قوتین اوس نے رکھین اونکا لاکھوان حصہ بھی وہ صرف نکرنے پائے اور موت یک بیک انکو ضائع کر ڈالے اور جو خواہشین اوسمین خلق کی تھین وہ بھی نہ پوری ہونے پائین۔ بہلا بے نطق جانور گو جیتے ہین اور مرتے ہین مگر نہ اونکو جینے کی خبر نہ مرنیکی وہ فنا ہو جائین تو ہو جائین آدمی تو ان دونون سے واقف ہے ہمیشہ جینا اور کبھی نہ مرنا چاہتا ہے اوسکی یہہ خواہش کہان پوری ہوتی ہے۔ یہہ علم کی خواہش اسکی کبھی تشفی نہین ہوی اور قوت ادراک یہہ کہان پوری صرف ہونے پاتی ہے اور تلف ہو جاتی ہے۔ قدرت کے ملکی قاعدے اور اصول جو آج تک نہین ٹوٹے ساری خدائی کے منتظم انسان ہی مین نظام عالم ٹوٹ جائے ممکن نہین۔ ضرور ہے کہ موت کو ہم ٹھیک نہین سمجھے۔

موت جیسی دیکھی جاتی ہے اگر فی الحقیقت ایسی ہوتی ہی تو یہہ قدرت کے دامن پر ایک سخت رسوائی کا دھبا ہوتا اور انسان خلقت کا داغ بدنامی ہوتا۔ وہ بہشت کے پہلے اوسکا سامان بنانے والا خالق جسنے انسان کے لیے دنیا مین اسمین خواہش پیدا کرنے کے بہت پہلے تمام ضروریات زندگی کا ذخیرہ انبار کر دیا اور وہان کے بہت سے جسنے اوسکو تمام مکرمتون نعمتون اور عنایتون سے مالامال کیا اور ایسے خطرے اور اندیشہ مین بھی ہماری عمر حفاظت کرتا ہے محال ہے کہ دست غلط بہر مین اون تمام غارت ہو جانے دے اور ہمارے کام اومین ناکارت ہونے دے۔

آخر یہہ موت ہے کیا چیز - اسکی ظاہر صورت کے سوا کوئی چہپی شکل بہی ہے جو ہماری لاعلمی کے برقع مین چہپ رہی ہو
اور جہان ہمنے ہر وضع و عمر کے انسانون کے موت سے ڈرنے کانپنے کا ذکر کیا اور کہدیا کہ کوئی بہی ایسا نہین جو موت سے ترسان لرزان
نہو مبادا جستجو مین ہمسے قصور ہوا ہو اور ایسے بہی نکل آئین کہ جو اوس سے ڈرنے کی جگہ اسکے عاشق ہون اور ہمکو اپنی بہول پر
نادم ہونا پڑے - آؤ ہم ایک نظر اس ٹڈی دل کو پہر دیکہہ جائین -

اوہو یہہ چند نئی صورتین نظر آئین کبہی آگے انکو نہ دیکہا تہا مگر انکا عدم وجود برابر یہہ تو مشتے چند خاکسار ہین
سراپا عجز مجسم انکسار - ہمہ جان و تن فروتنی - ناخن پا سے فرق سر تک رحم - سوز و درد کے لعبت - ہر کس و ناکس کے پامال -
خستہ دل - کچلے ہوے - جیتے جی مرے ہوے - موت کے بے پیر - ساری عمر کے سوگوار تشنہ لب - شرمگین خاموش جو آنکہون مین
بہی نہین سماتے اور خود خوف و دہشت کی تصویر بن رہے ہین یہہ اور موت سے ڈرین یہہ تو ایسا معلوم ہوتا ہے بے موت موت سے ڈرتے
ہین موت سے تو یہہ ایسا بہاگینگے جیسے آندہی سے مچہر - ان ہنگون سے کسی موت کے مقابلہ مین ثابت قدمی کی امید ہو سکتی ہے
مجمع ہو جہان شیرون کی لڑائی دیکہی بدہی کی دو دو چونچ کا تماشا ہی سہی -

ارے یہہ کیا تماشا ہے یہہ تو جیسے رستم نکلے اور ہرن کے پوستین مین شیر - یہہ تو ہاتہہ پہیلا کر اسطرح موت کیطرف
جہپٹتے ہین کہ جیسے بچہڑے دوستون سے بغلگیر ہونے کو گرتے پڑتے ہین یا دولہا دلہن کیطرف بیتابی سے لپکتا ہے کہ جا ہی
گود مین اوٹہاتے ہین اونہون نے ایسا کیا دیکہہ لیا جو یون انکی کایا پلٹ گئی یہہ مجسم خوشی امید روز شوق بنگئے مرحبا جزاکم
اللہ تعالے اجمعین - وہی ہی دشمن جان موت نہ وہ ترشی کہ جسکی ایک بوند سے سارا نشہ زندگی کرکرا اور عیش منغص
ہوجاتا ہے آیا یہہ وہی ہے یا نہین کہ جسنے ساری دنیا کو تہرا رکہا ہے ان دلق پوشون کو ہمین وہ ایسی کیا چیز نظر آئی کہ پروانہ وار
اوس پر نثار ہونے دوڑے اور اوس سے لپٹے جاتے ہین بہلا یہہ تو دیکہو نے ہین انکو جان کی پروا نہین بس موت کو کیا ہو گیا
انپر یہہ ڈائن کیا دیکہکر عاشق ہوی وہ سنگدل جسکا دل کسی پر نہ پسیجا انپے کیسے ریجہہ گئی - ہین! - اسنے کیسی شکل
بدل لی - واہ کیا پیاری صورت ہے جل وصل حسن قربان ہے - ادا نثار ہے بانکپن بلائین لے رہا ہے یہہ تو پنجہ مژگان سے
دل چہینے لیتی ہے اور جان جسکی ایک نگاہ و ناز کا مول ہے کیا نوری قالب ہے اور کس گرمجوشی سے ہمکنار ہوتی ہے کہ معشوق عاشق

عاشق ہو گیا ہے یہہ گدڑی ہے کہ لعل کو نہان بین کہ موت جسکے لئے زندگی ننگی دشمن دوست اور عذاب راحت بنگیا
اس شے کا نام ہے عاشقان الہی موت کیطرف [illegible] گناہ کا نتیجہ ہے ورنہ خود موت تو وصل کا مژدہ ہے اور اسیر روح کے لیے
محبس تن سے رہائی کی الٹی میٹم ہے اور ہم [illegible] گناہون نے ہماری سمجھہ کو بھی کند کر دیا کہ ہمنے اسکے غلط معنی سمجھ کیا ہمیشہ
کی معدومی اور بربادی دائمی فنا [illegible] کہان [illegible] کو اوسکے سر سبزی مقام سے اوکھاڑ کر اس تہالہ مین جمانا کہ
باغ مین جو اوسکے لیئے تیار ہوا ہے اور جہان آکر [illegible] پہلنا اور ابدالاباد سرسبز رہنا ہے۔ روحانی شادی اور کہان
لازوال ہستی ہماریون صدمہ فراق اور رنج دائمی [illegible] گناہگاری کہان شربت دیدار روحانی ہمیر کامی لیکن آنا فرد ہے
کہ البصیر نقیس علی نفسہ گناہگار موت سے کیسے نہ ہول کہاے اور جان نہ چرائے اور کیسے نہ اسکے ذہن مین قتل و غارت
وفا موت کے معنی ہون محسٹریٹ و جج کے معنی جو [illegible] نزدیک آیت ہے آپ ہوا موکل عذاب نزول جلاد اور کیا ہو سکتے مین اور
شاہ رعیت اور فرمانبردار ملازم [illegible] کے خیال مین [illegible] ہوا کے محافظ اور تنخواہ تقسیم کرنے والے عربی کے علاوہ جج محسٹریٹ کے
کبہی کوئی برے معنی نہونگے۔

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق — ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

(مرزا عبد اللہ حسرتی)[*]

کفایت شعاری

کفایت شعاری ایک ایسا مضمون ہے جو دنیا کی تمام قومون مین عمدہ خیال کیا جاتا ہے اس مسئلہ کی خوبی کو تمام دنیا
ایسی ہی مضبوط اور متفق رائے سے تسلیم کرتی ہے جیسے آفتاب اور اوسکی روشنی کو۔ اس مسئلہ نے جیسے حکیمانہ خیال مین
جگہہ لی ہے ویسا ہی مذہب مین بہی اوسکو بہت رسوخ ہے۔ جیسے یہہ سویلزڈ قومون کا ایک نہایت برگزیدہ دستور العمل ہے

* جناب مرزا صاحب [illegible] کے اعتبار سے ہندوستان مین فرد خیال کیئے جاتے ہین اور انکے دستر ناک مضامین کثرت سے تمام نامی اخبارات کے ذریعہ سے [illegible] جاتے ہین۔ اس مضمون کے مرحمت ہونے کا خاص طور پر شکریہ ادا کیا جاتا ہے۔ (ایڈیٹر)

ویساہی یہہ سویلزڈ قومین بھی اسکی برکتون کو نہایت جوش وخروش سے تسلیم کرتی ہین یہہ مضمون گرم ملکون مین بھی اوتنا ہی عزت سے دیکھا جاتا ہے جتنا سرد ملک مین - بلاشبہہ اس مسئلہ کو اپنی قدرتی خوبی سے اسکا پورا استحقاق ہے کہ ہر ملک اور ہر زمانہ مین ہر دل عزیز ہو - بلاشبہہ انسان کو اور کسی قوم کو عزت وفارغ البالی سے بسر کرنیکے لیئے سب سے پہلے یہہ ضرور ہے کہ اس مسئلہ پر عمل کرے -

انسان ایک ایسی ہستی ہے جو سخت حاجتمند ہے اور اون حاجتون کا رفع کرنا خود اوسی کے ذمہ ہے ضروریات انسانی بیحد ہین اور زندگی کے تمام دنون مین ایک منٹ کے لیئے بھی بند نہین ہوتین وہ وقت نہایت تھوڑے ہین جنمین انسان اونکے مہیا کرنیکی فکر کرسکتا ہے پس ممکن نہین بجز بدون اسکے کہ اس مسئلہ پر عمل ہو انسان مطمئن ہو اور اوسکی تمام ضروریات ٹھیک ٹھیک وقت پر انجام پاوین -

نہایت افسوس ہے کہ ہمارے ہموطن اس بارآور مسئلہ کو عملاً ذرا بھی نہین سمجھتے اور ہمارے ہموطن بالعموم اس سوال کے جواب مین کہ ہمکو اپنی دولت کیونکر صرف کرنی چاہیئے غلطی کرتے ہین چنانچہ یہی وجہ ہے کہ ہمارے ہموطنون کا مقدر بہ نسبت تربیت یافتہ قومونکے نہایت زیادہ خطرناک حالت مین ہے -

ہسٹری آف انڈیا یعنی تواریخ ہندوستان سے معلوم ہوتا ہے گو ہمارے ملک کے لٹریچر نے اسکا ٹھیک ٹھیک تصفیہ کردیا ہو کہ انسانکو اپنی دولت کیونکر صرف کرنی چاہیئے لیکن ہمارے ہموطنون ہندوستانیون نے کبھی اپنی دولت کو ٹھیک ٹھیک اور صحیح طور پر خرچ نہین کیا ٹھیک ٹھیک صرف کرنیسے میری مراد یہہ ہے کہ دولت سے کبھی وہ تمام نتائج حاصل نہین کیئے گئے جو اوس سے حاصل ہوسکتے ہین اور جو ترقی یافتہ قومون نے حاصل کیئے ہمارے ملک مین جیسا یہہ مسئلہ غلط طور پر سمجھا گیا ہے ویسا ہی اس نہایت اہم اور ضروری مسئلہ مین بھی کہ انسانون کے حقوق کیا ہین اور بلحاظ فطرت اونمین کیا فرق ہے کچھ کم غلط فہمی نہین ہوئی ہے چنانچہ ان دو مسئلون کی غلط فہمی نے کہ انسان کو اپنی دولت کیونکر خرچ کرنی چاہیئے اور ہر انسان کے کیا کیا حقوق ہین نہ صرف ہندوستان کے مقدر ہی کو بگاڑ دیا بلکہ نہایت صحیح طور پر اسمین لائق بنادیا کہ شائستہ قومین ہاف سویلزڈ یعنی نیم وحشی سے مخاطب کرین - کیا یہہ خطاب بوجہ ملتا ہے کہ ہندوستان بہ نسبت اور ملکون کے غریب ہے؟ کیا ہندوستانکی دولتمندی ہمیشہ سے مشہور و فی الواقعہ قابل تصدیق نہین ہے؟ کیا قدرت نے لاکھون قسم کی نعمتون سے ہندوستان کو مالامال نہین کیا اور قدرتکی عنایت نے ہندوستان کو بہت سے ملکون پر ترجیح کا پورا فخر نہین دیا ہے؟ کیا ہندوستانیون مین قدرت نے ترقی کرنیکی بڑی ہمت عملاً نہین رکھی ہے؟

بلاشبہہ ہندوستان ہر طرح سے ترقی انسانی کا مساعد ہے اور ہندوستانیون کا یہہ خطا محض اونکی کمائیون اور کرتوتون کا نتیجہ ہے۔

اب ہم اِن دونون غلطیون کو کسیقدر تفصیل سے بتاتے ہین۔ کیا ہندوستان نے اکثر انسانون مین بہتون کو اس لائق نہین سمجھا کہ وہ ہمیشہ غلامی کی حالت مین رہین اور اونکو انسانیت کے حقوق نہ ملین اور کیا اسی سمجھہ کا یہہ نتیجہ نہین ہوا کہ ابھی تک ایک گروہ کثیر اس لائق بھی نہین کہ اوسکو نیم وحشی کہہ سکین؟ کیا عام ترقی کے لیئے ہندوستان مین صدہا قیود ہزارون روک نہ تھے؟ کیا شرافت اور ذات کے غلط اور بیہودہ خیال نے ہندوستان مین لاکھون بدنصیبیان نہین پیدا کین؟ کیا ہندوستان مین کوئی نظیر کو بھی ملسکتا ہے جسنے اپنی دولت سے ویسا ہی نفع اوٹھایا ہو جیسا آج شایستہ قومین اوٹھا رہی ہین؟ کیا کوئی فرقہ ہندوستان مین کبھی ایسا پیدا ہوا ہے جسنے اپنی دولت کو کفایت شعاری کے اون معنون مین جو کفایت شعاری کے مقصود ہین صرف کیا ہو؟ رئیسون و تعلقہ دارون کی دولت کیا ہمیشہ فضولخرچی مین نہین گئی؟ مہاجنون اور ساہوکارون کے بخل نے بجز خوش ہونے کے کیا دولت کے اور کچھہ نتیجہ دیا ہے؟ کاشتکارون کی حالت کیا ہمیشہ قابل افسوس نہین رہی؟

اسمین کچھہ شبہہ نہین کہ یہہ دونون مضمون ہندوستان مین نہایت افسوسناک اور غلط طور پر سمجھے گئے شایستہ قومون نے (جو آج ترقی و برتری مین آسمان کا تارا ہو گئی ہین) بجز اسکے کچھہ نہین کیا کہ ان دونون مضمونون کو نہایت صحیح طور پر سمجھا۔ عام انسان کو بلحاظ فطرت یکسان سمجھا اور اونکو بڑھنے پھولنے پھلنے کی اجازت دی جسکا یہہ نتیجہ ہوا کہ قوم کی قوم عالم و تربیت یافتہ ہو گئی ملکی اور شخصی دولت کا موازنہ کیا اور اوسکے صرف کے نہایت عمدہ قواعد رکھے جسکا یہہ بدلہ ملا کہ تمام قوم آسودہ اور فارغ البال ہو گئی اور ہر شخص کے لیئے دن عید رات شب برات ہو گئی انسانی حقوق مین ایک گورے اور پرنس کو برابر رکھا اور بجز اوس روک کے جو قدرتی ہین ترقی کے لیئے کوئی قید نہ رکھی دولت کو اپنے اور اپنے ہمجنسون کی آسایش و ترقی کا ذریعہ سمجھا اور اوس سے ہر منٹ مین ایک تازہ فائدہ حاصل کیا۔ فرض خیال کیجیئے کیا وجہ ہے کہ جس آسایش اور اطمینان سے ایک گورا بسر کرتا ہے وہ آسایش ہمارے بڑے تعلقہ دارون کو بھی نصیب نہین؟ کیا وجہ ہے کہ اونکے چہرون کو بشاش پاتے ہین اور اپنی حالتون کو نادار دیکھتے ہین؟ بالکل یہی وجہ ہے کہ ہمکو دولت سے کام لینا نہین آتا اور ہم نہین جانتے کہ اوسکے صحیح طور پر خرچ کرنے مین کیا خوشی ہے۔ (بلاشبہہ اور بھی وجوہ ہین لیکن وہ سب ایسے خفیف ہین کہ اگر ہم چاہین تو فوراً رفع ہو جائین) ہم یا تو اپنی دولت بالکل فضولخرچی یا غلط فیاضی مین لٹا دیتے ہین (غلط فیاضی سے میری مراد وہ فیاضی

جو عنقریب فیاض کو محتاج بنا دیتی ہے اور جو قانون قدرت کے بالکل برخلاف ہے) یا ایسی کوٹھری مین بند کیتے ہین کہ جان
جاے پر نہ نکلے - ہمکو ہرگز یہ پسند نہین آتا کہ اپنی دولت کے چند حصے کرین اور آیندہ کا خیال رکھکر اوسکو نہ تمام قواے بدنی کی شگفتگی کا ذریعہ
بنا دین بقدر استعداد عمدہ طور پر رہین - عمدہ غذا کہائین - عمدہ کپڑے پہنین - بی بی اولاد کی خوشیان منائین - دوستون کی صحبت کا
بہی حظ اوٹہائین لیکن وہین تک کہ مقدرت اجازت دے - شادی بیاہ مین بہی مزے اوڑائین لیکن نہ ایسا کہ اوسکے ہو رہین فیاضی کی جو موجان
بہی لوٹین مگر نہ اس طور پر کہ آئے دن خود کسی فیاض کی جستجو کرین آیندہ کا بہی خیال رکہین لیکن نہ موجودہ خوشیون کو رایگان
کر کے - ہمارے یہان کوئی اس فکر مین ہے اگر یہ فکر ہو کہ کل بارہ بجے تک ہزار کی پوری ہو جا کوئی اس خیال مین کہ آج تو سب صرف
ہو گیا کل کہان سے آویگا -

ہمکو اسبات کے دیکہنے سے کہ ہمارے اکثر ہموطنون کے کچھ کچھ خیالات بدلتے جاتے ہین اور وہ اس مضمون کو ورد کہ انسان کو اپنی دولت کیونکر صرف
کرنی چاہیے ا کسیقدر سمجہنے لگے ہین بہت خوشی ہوی ہے لیکن افسوس یہ ہے کہ جب ہم ذرا غور دیکہتے ہین تو ہماری یہ ساری خوشی
محو ہو جاتی ہے ہمارے ہموطنون مین عاقبت اندیشی کا میلان گو روز بروز بڑہتا جاتا ہے کیونکہ ہم یہ دیکہتے ہین بہت ہوتا ہے مگر ہان دوسرے
پیرایہ مین - پہلے ہمارے ہموطن مدت العمر مین لاکہون مصیبتون سے کچہ جمع کرتے تہے اور اوسکو کسی تقریب مین صرف کر کے خیالی اور غلط
نام آوری کے خیال مین پہولے نہ سماتے تہے اب ہمارے روشن ضمیر بلا لحاظ آیندہ اپنی ساری دولت میز کرسی بنگلہ بسکٹ مٹ مینا وغیرہ
مین خرچ کر دیتے ہین اور سویلزیشن کی تکمیل کا سارٹیفکٹ لیکر خوش ہوتے ہین جیسے وہ آیندہ کے خیال مین موجودہ کہلا دیتے تہے ویسا ہی
یہ موجودہ کے جوش مین آیندہ سے بیخبر ہو جاتے ہین اونکی کمائی تقریبون پر نثار ہوتی تہی انکی دولت سویلزیشن و شایستگی کے نذر ہوتی ہے
وہان چہپا ہوا ٹاٹ باقی ہوتا تہا یہان آئینہ اور سیاہ بوٹ ہوتا ہے وہان محل خانات کا خرچ تہا - یہان ولایتی تمبرے کی
بہرمار ہے - وہان یہ فکر تہی کہ علاوہ کے ایک روٹی کا ٹہکانا نہ ہو جا ہے سو ہو لیکن قرۃ العین کا ختنہ تو دل کہول کر ہو جا ہے
یہان یہ دہن ہے کہ کچھ ہی ہو لیکن بدون اسکے کہ کمرہ شیشہ آلات اور اعلی درجہ کے انگریزی اسباب سے آراستہ ہو شایستگی مین کمی ہی جاتی ہے
دولت کے خرچ کا وہ اصلی اور صحیح اور برکت انگیز طریقہ جسکا پیارا نام کفایت شعاری ہے نہ اونکو تہا نہ انکو -

اے عزیز ہموطنون گو ترقی یافتہ قوم کی پیروی مشابہت کا پورا خیال نہایت اچہا ہے اور وہ بڑی بہاری امید دلانیوالا ہے

لیکن ادن طبعی اسباب پر نظر کرنا بھی ضروری ہے۔ جو اوس مشابہت کے سخت ہارج ہین یہہ خیال کہ ہم مثل یوروپین جنٹلمین کے بسر کرین بلاشبہہ نہایت اچھا خیال ہے اور خوش نصیبی آیندہ کی مبارک فال ہے لیکن اوس فرق کو ملحوظ رکھنا بھی لابدی ہے جو ہم مین اور یوروپین قومون مین بلحاظ ملک۔ بلحاظ حالت۔ بلحاظ طبائع۔ بلحاظ تعلقات ہے۔ یورپ مین گو گو اونکی عام آسودگی ہمکے لحاظ سے تمام تعلقات سے منقطع ہوکر رہنا سولزیشن کی عمدہ علامت ہو لیکن ابھی ہمکو اپنے تعلقات کا منقطع کردینا غالباً سخت گناہ ہے یوروپ مین روپیہ پیدا کرنیکے بہت وسائل ہین ہمارے ملک مین ابھی تک بہت محدود وسیلون سے کچھ مل سکتا ہے۔ یوروپ کی آب و ہوا انسان کو بہت دنون تک صحیح و سالم و قابل کام کے رکھتی ہے۔ ہندوستان کی آب و ہوا زیادہ جفاکشی اور مدت تک تندرستی کی ہرگز مقتضی نہین ہمارے یہان پرانے قسم کے مصارف اور فضولخرچیون کے اوٹھانیکے لیے بڑے بڑے آرٹیکل لکھے جاتے ہین جو بلاشبہہ نہایت عمدہ بات ہے لیکن ان مہذب فضولخرچیون کے لیے جو ہرگز ہمارے ملک اور حالتون کے مناسب نہین اور جو ہمارے حق مین اونکی فضول خرچیون سے بھی زیادہ خطرناک ہین ایک لفظ بھی نہین کہا جاتا کیا وہ شادی بیاہ پاٹ پانی۔ آنا کے پرانے مصارف اور سنگلہ بسکٹ بیٹ بوٹ کشمیرے کی مہذب فضولخرچی دونون نتیجے مین ایک نہین۔ بلاشبہہ اگر ہمارے ہی خیالات ہین تو ہماری روشن ضمیری بھی ہمکو ویسا ہی ڈبودیگی جیسی ہماری جہالت و ناتربیت یافتگی نے ڈبایا صرف یہہ فرق ہوگا۔ ؎

شیخ کعبہ ہوکے پہونچا مین کنشت دل کی راہ — درد منزل ایک تھی پر راہ کا کچھ پھیر تھا

فاعتبروا یا اولی الابصار۔ (احسان اللہ منڈاوری)

رشک و حسد

انسان کے وہ جذبات جنکا نتیجہ ہمیشہ اوسکے حق مین مضر ثابت ہوا ہے اونمین سب سے زیادہ نقصان رسان رشک و حسد ہے جسکو دوسرے کو دیکھکر جلنا بھی کہتے ہین اور یہہ کسی دوسرے کی کسی قسم کی عظمت کی بوجہ زائل ہوجانیکی خواہش ہے۔ یہہ ایک ایسی کمینہ خواہش ہے جو نہ صرف حاسد کی دنائت ثابت کرتی ہے بلکہ اوسکو اپنی نقصان [illegible]

نہیں رہتی۔ حاسد ہمیشہ محسود کی کسی ذمت کا خواستگار رہتا ہے اور چونکہ یہ مراد اسکے امکان سے خارج ہوتا ہے اوسکو ہمیشہ
اپنی ناکامیابی پر رنج و غصہ کہانا پڑتا ہے۔ اوسکی طبیعت منقبض رہتی ہے۔ اور اوسکو تعب و حجاب ہوتا ہے جسکے باعث اسکے
قوی ضعیف ہو جاتے ہیں اور وہ اوس مہلک بیماری کی طرح ہے جو اوسکی رگ و ریشہ ہڈی گودے اور تمام بدن میں سرایت کرکے بخوبی
اوسکا کام تمام کرنے پر مسلط ہوگئی ہو۔ ایسے بہی بہت کم دیکہے گئے کہ اسکا اثر کچہ تہوڑا بہی محسود تک پہونچے اول اور اسکے تمام و کمال نتیجے
اوسی کی ذات پر ختم ہوجاتے ہیں۔

حاسد نہ صرف محسود ہی کی زوال عظمت کی خواہش رکہتا ہے بلکہ حقیقتاً وہ قدرت کی مخالفت پر آمادہ ہوتا ہے۔ وہ خداوند
کی حکمت کو غلط اور بیموقع خیال کرتا ہے۔ وہ اوسکی مرضی سے آزردہ رہتا ہے۔ وہ قدرت کی اوس مشیت کو سب اپنی نہایت ہی
اعتراض کی نظر سے دیکہتا ہے۔ اوسکی یہ آرزو نہایت سرکشی اور خود داری پر مبنی ہوتی ہے کہ وہ خدا کی کسی بندہ کو
جسکو اوسنے کسی مرتبہ اور اچہے حال میں کبہی پسند کیا ہو اوسکے خلاف اوس شخص کے سب و تخریب و تذلیل کی تدبیر کرے
حالانکہ وہ ہرگز اس قسم کی حکومت اور خواہش کا استحقاق نہیں رکہتا اور بندگی اور بے اختیاری انسانوں کی یہی شان ہے۔

حاسد اپنی ذاتی قابلیتیں اور اون صلاحیتوں کو بہی ضائع کر دیتا ہے جنکے باعث گر وہ اون سے نتیجہ منصوبے کی اپنی
ترقی کے وسائل سوچتا اور اپنی بہبودی کی کوشش کرتا تو بہر حال وہ اوس عزت و نعمت کی قابلیت پیدا کر لیتا جو محسود میں ہے
سبب حسد و رشک کے مرکز خیال کیجہ بہی نہیں ہے کہ محسود کے نقصان پہنچنے اور اوسکے رنج دہی کی فکر ہوتی ہے مگر ایسکے نتیجہ میں
اوسکی راحت و خوشی کا باعث ہے کیونکہ ہر شخص اپنے بد خواہ کو تکلیف میں دیکہنا پسند کرتا ہے اور حاسد سے زیادہ کسی شخص کو بدخواہ کا صدمات
نصیب نہیں ہوتے اور طرفہ یہ کہ محسود کو اسکے لیے کسی کوشش و تکلیف کی ضرورت نہیں ہوتی۔ حاسد نے پیر میں خود اپنے آپ
کلہاڑی مارتا ہے۔

محسود کا اپنے ترقیات کے زینہ پر تیز رفتاری کے ساتہہ چڑہنا آتش حسد کی زیادہ مشتعل کا باعث ہوتا ہے اور جسقدر محسود کی
ترقی ہوتی جائیگی اوسکی تکلیفات میں افزایش ہوتی جائیگی۔ ایسے حاسد محسود کا دشمن نہیں بلکہ وہ خود اپنا دشمن ہے
اور محسود کو اسکے ساتھ دشمنی کرنیکی ضرورت نہیں ہوتی۔ ع

کہ خود خوے بد دشمنش در قفاست

وہ جس شخص کے پتھر مارتا ہے اوسکو نہیں لگتا بلکہ ایسی شے مین لگتا ہے جسمین آگ کرا وا ما اوسی مارنیوالیکا سر پہوڑ جاتا ہے مگر وہ اپنی حماقت سے جہلاکر پہر اوسی طرح مارتا ہے، اور اوسیطرح اپنا سر پہوڑتا رہتا ہے۔

حسد حاسد کی بیوقوفی کا کامل ثبوت دیتا ہے، کہ وہ اپنی خیالی غلط کاریون سے دوسرے کی رنجیدگی کی فکر مین خود رنج اوٹھاتا ہے اور کچھہ نہین سمجھتا۔ حاسد اپنا اور اپنے ابنا جنس کا دشمن ہے کہ وہ کسیکو باعتبار دیکھنا پسند نہین کرتا بلکہ اونکی خرابی و بربادی کے تردد مین اپنی ترقیات کی فکر سے بہی غافل رہتا ہے، حالانکہ وہ کسی قسم کا نقصان دوسرونکو پہونچانے پر قدرت حاصل نہین کر سکتا۔ ہان اِس قسم کا حسد کہ جو علم یا عزت یا دولت دوسرے شخص کو حاصل ہے بغیر اسکے کہ اوسکو کسی طرح کی مضرت پہونچے مجھے بہی حاصل ہو جاے۔ اور مین بہی اوسی درجہ کا یا اوس سے زیادہ عالم وقیع۔ دولتمند سمجہا جانیکا استحقاق پیدا کرون۔ مثلاً طالب علم کوشش کرنا چاہے کہ اپنی دفعہ مین میرا نمبر سب سے اعلیٰ رہے۔ یا امتحان مین اول درجہ کی ڈگری حاصل کرون تو اسکا مضائقہ نہین اسکو حسد نہین بلکہ غبطہ کہتے ہین۔ اور یہہ ہر طرح سے پسندیدہ ہے۔ اسکے سوا اور بعض صورتین جو حسد کے مشابہ ہین مگر حسد نہین کہہ سکتے۔ مثلاً کسی ظالم حاکم کی تنزل کی خواہش کرنا اِس نظر سے کہ عامہ خلائق اوسکے جابرانہ برتاو سے محفوظ ہو۔

حسد اِس بات کو بہی بتلا دیتا ہے، کہ حاسد ایک دنی درجہ کا شخص ہے اور اوسکے خیالات نہایت پستی کیجانب مائل ہین اور اوسکے خیالات بہت ہی تنگ و تاریک احاطہ مین محدود ہین کیونکہ حسد ہمیشہ ایسے شخص کو ہوگا جو بہت ذلیل ہو اور دوسرے کی عزت و دولت کا زوال اِس خیال سے چاہیگا کہ یہہ شخص مجھسے زیادہ اور مرتبہ پر ہے، یا ہو جائیگا جو میری نا قابلیت سے مجھے حاصل نہین یا حاصل نہین ہو سکتا۔

یا جبکہ وہ اعلیٰ درجہ کا کم ہمت ہو۔ جسنے نیت کسی عالی حوصلہ کو اوسکی کوششون مین کامیاب دیکھیگا۔ جبکہ اوسنے اپنی ذاتی محنت سے ترقی بہم پہونچائی ہو تو اوسکے سینہ مین خواہ مخواہ حسد کی آگ بھڑکیگی کیونکہ وہ دانستہ اپا ہج بنے سے ہرگز خود کو ترقی کے اوس اعلیٰ خانہ پر نہین پہونچا سکتا جسپر اوسکا ہم مقابل اپنی نمایان کوششون کے زینہ پر سے ہو کر اوس بلندی پر پہونچگیا ہے جہان سے اوسکو حاسد بہت چھوٹا سا نظر آتا ہے۔

اخبار

اخبار کے فائدے ایسے عام ہین کہ وہ کسی خاص ذات یا کسی خاص فرقہ یا خاص قوم تک ہی محدود نہین بلکہ اخبار تمام ملک کے لیئے مفید ثابت ہوا ہے۔ اخبار سے یہی غرض نہین کہ اوسمین صرف پانچ پیر کی بکری یا بلے سوندنے ہانبی جیسی بیہودہ غیر مفید خبرین لکہی جائین بلکہ۔

اخبار مفید سلطنت ہے

اخبار سلطنت کے لیئے ایک تجربہ کار مشیر اور لائق مدبر کا کام دیتا ہے وہ ملک کی عام رائے کا آئینہ ہوتا ہے اور ہر قسم کی ناواجب سختیون سے آگاہ کرتا رہتا ہے جو رعایا پر قانونی غلطیون کے باعث عائد ہوتی رہتی ہین ایک دانا گورنمنٹ اخبارات کی آزادی کبھی سلب کرنے پر آمادہ نہین ہوتی اسی غرض سے کہ اوسکو مفت مین سلطنت کے لیئے لائق وزرا کی ایک جماعت ہاتھہ آتی ہے۔ کیونکہ انگریزی اخبارات کے اڈیٹر بڑے نامی مدبر اور پارلیمنٹ کے ممبر ہوتے ہین اور اونکی رائین نہایت صفائی اور آزادی کے ساتھ ہوتی ہین انگریزون کا قول ہے کہ "ملک کا بانی مبانی اخبار ہے" اخبار گورنمنٹ کی حکمت عملیون پر نیک نیتی کے ساتھ نکتہ چینی کرتا ہے اور اوسکی ہر قسم کی غلطیون کی اصلاح مین مدد دیتا ہے اپنی گورنمنٹ کے فائدون پر نظر رکہنا اور سلطنت کی بنیاد ہمیشہ کے لیئے ملک مین قائم رکہنے کی تدبیر بتلانا اخبار کا اعلی فرض ہے۔ ایک بہت بڑی مدد گورنمنٹ کو دیسی اخبارات سے یہہ حاصل ہوتی ہے کہ جو غلط اور بے سر و پا افواہین عام کی زبانون پر شاہی وقار اور اوسکے اقبال کو صدمہ پہونچانیوالی ہوتی ہین اون سبکو اخبار بے اصل ثابت کرتا رہتا ہے اور ہمیشہ واقعی حالات کے انکشاف مین پہلوتہی نہین کرتا۔

مفید رعایا

اخبار رعایا کی طرف سے گورنمنٹ کی خدمت مین وکالت ادا کرتا ہے اوسکے تمام واجبی حقوق سرکار مین پیش کرتا ہے اونپر کامل طور پر بحث کرتا ہے اونکی تکلیفون کو بلا واسطہ گورنمنٹ کے کانون تک پہونچاتا ہے۔ ہمیشہ اپنے ملک کی سچی حمایت مین سرگرم رہتا ہے۔ جمیع اقوام مین اتحاد پیدا کرنیکی کوشش رکہتا ہے۔ اونمین تہذیب و شائستگی پہیلانی چاہتا ہے۔ ملک کی تجارت کی ترقی کے وسائل پیدا کرنے مین سعی کرتا ہے کبہی گورنمنٹ کی مہربانیون پر ملک کی جانب سے شکریہ ادا کرتا ہے کبہی اونکی مظلومانہ حالت کا فوٹو کہینچ کر دکہلاتا ہے

پیش کرتا ہے۔ اپنے دردمندانہ الفاظ سے ملک کی جانب توجہ دلاتا ہے۔ اپنی مدد آپ کرنیکا سبق دیتا ہے۔ اپنے ملک کی ہمدردی پر مستعد رہتا ہے اور امور رفاہ عام پر زور دیتا ہے۔

ترقی معلومات

سو برس قبل جب ہندوستان اخبارات سے محروم تھا ایک ایسا تاریک زمانہ تھا کہ نہ ڈاک تھی نہ ریل نہ تار برقی نہ پریس آمد و رفت نہایت دقت اور کمی کے ساتھ ہوتی تھی۔ آس پاس کی ٹھیک ٹھیک خبرین ملنا بھی دشوار تھین دس پانچ منزل کا مسافر ایک جہاندیدہ شخص سمجھا جاتا تھا اور اوسکے مبالغہ آمیز بیانات نہایت شوق اور اعتبار سے سنے جاتے تھے اور جسقدر اوسکی تقریر مین جھوٹ اور حیرت انگیز فرضی افسانون سے رنگ آمیزی ہوتی تھی اوسیقدر وہ وقیع سمجھا جانیکا استحقاق پیدا کرتا تھا۔ گویا سب آدمی اوس ہیولے تیرہ مین پرورش پاتے تھے جسکا ذکر اکثر بوسیدہ کہانیون مین سنتے آئے ہین۔ دوسرے ملکونکی تو کہان اپنے صوبہ کے حالات سے بھی واقفیت نہ تھی بخلاف آجکل کے کہ اخبارات نے اوس قعر تیرہ جہالت کے دور کرنیمین سب سے بڑا حصہ حاصل کیا۔ اسکے ذریعہ سے دنیا کے ایک ایک شہر کا مفصل حال وہانکے باشندونکی بول چال رسم و رواج۔ وضع قطع ہمارے سامنے موجود ہے۔ ہر عملداری کی پوری پوری کیفیت ہر سلطنت کی جنگی طاقت۔ مالی قوت سے واقفیت ہے۔ تار کی خبرون سے آج یہہ معلوم کر سکتے ہین کہ کل لندن کی کیا کیفیت تھی امریکہ کیا صورت رہی۔ فرانس مین کیا کارروائی ہوی۔ روس مین کیا گیندہا۔ روم کی کیا حالت تھی۔ اسکے علاوہ علمی مضامین لائق فائق شخصونکے قلم سے لکھے ہوے ہماری ترقی معلومات کیلیئے ایک کامل فریے نظیر اوستاد اور اکسیر اعظم کا حکم رکھتے ہین۔ مگر یوروپ و ہندوستان کی اخبار نویسی مین ہنوز زمین آسمان کا فرق ہے یہان اگر اخبار دیکھا جاتا ہے تو اوس سے یہی غرض ہوتی ہے کہ کہین لڑائی بہڑائی کی بہی خبرین ہین یا نہین بخلاف یوروپ کے کہ وہان علمی و اخلاقی مضامین پر نظر ہوتی ہے اور پولیٹکل پیچیدگیون کا سلجھانا ملاحظہ کرتے ہین مصالح وقتی اور ہر گورنمنٹ کی حکمت عملیونکی نبض خوب پہچانتے ہین وہانکا ایک ادنی اہل حرفت دکاشتکار و مزدور بڑے بڑے معاملات پر رائے زنی کرنیکی قابلیت رکہتا ہے اور خوب سمجھتا ہے کہ ہمارے اور دیگر ممالک کے اصول سیاست مدن کیا ہین۔

تجارت کو فروغ

اخبارات سے تجارت کو بہت بڑی مدد پہونچتی ہے ہر ملک کی تجارتی اشیا کا نرخ اور ضرورتین معلوم ہوتی رہتی ہین اخبارات مین ہر قسم کے تجارتی اشتہارات شائع ہوتے رہتے ہین جو تمام ملک مین کارخانہ کی شہرت اور کثرت خریداری کا باعث ہوتے ہین خریدارونکی تعداد مین ہمیشہ افزایش ہوتی رہتی ہے اور تجار بہت کچھ منفعت حاصل کرتے ہین یہان سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ تجارت کے سلسلہ کو

اخبارات سے کسقدر تعلق ہے اور کارخانونکو کتنا فائدہ حاصل ہوتا ہوگا جبکہ اخبارات مین اشتہارات چھپوانے کا معاوضہ بہت قلیل دیا جاتا ہے
اور باوجود اسکے وہ ایک معقول تعداد ہے لندن کے ایک اخبار "ٹمیس" مین اشتہارات کی اجرتی آمدنی چالیس لاکھ سالانہ سے زیادہ ہے

قدر

یوروپ کے اخبارات نے بہت کچھہ ترقی بہم پہونچائی ہے وہان اخبارات سلطنت کا ایک رکن سمجھے جاتے ہین اونکے معاون بڑے
بڑے مشاہیر لائق شخص ہوتے ہین جو اپنے ملک کے حقوق پر جی توڑ توڑ کر لڑتے ہین اور اپنی آزادی اور سچائی کے باعث اپنے ارادون مین کامیابی
حاصل کرتے ہین۔ اسلیئے وہان ہر متنفس اخبار کو دل سے عزیز رکھتا ہے جسطرح انسان کو کھانے پینے وغیرہ لوازمات انسانی کی ضرورت سے
مفر نہین اسیطرح اخبار بہی اونکی غذا سمجی جاتی ہے ہر شخص اخبار خریدتا اور اوسکو دیکھتا ہے۔ وہان اگر اخبار نہ دیکھنا نہایت درجہ عیب
سمجھا جاتا ہے۔ حتی کہ باپ اور بیٹے بہی جدا جدا ایک اخبار کے خریدار ہوتے ہین کیونکہ وہ اس امر کو گوارا نہین کرتے کہ دوسرا شخص اخبار دیکھے
اور خود کچھہ دیر کیلیئے اوس نعمت سے محروم رہین۔ لارڈ بیکنسفیلڈ مرحوم سابق وزیر اعظم سلطنت انگلستان پارلیمنٹ سے باہر نکلے اوسوقت
اونکو ایک گاڑی کی ضرورت پیش آئی ایک گاڑیبان سے کہلایا گیا کہ وہ گاڑی کرایہ پر لیجیئے مگر اوسنے اوسوقت فوراً انکار کر دیا کہ مین نے
اسوقت ایک تازہ پرچہ خریدا ہے جبتک اسکو نہین دیکھہ سکتا مجبور ہون یا کچھہ دیر مین گاڑی لیجا سکتا ہون اور تلاش کر لیجاے۔ یہان سے
معلوم ہوتا ہے کہ وہان اخبارات کس نظر سے دیکھے جاتے ہین۔ خریدار اس کثرت سے ہین اور اخبار بہی اس افراط سے ہین کہ جسکا اندازہ
مشکل سے کیا جا سکتا ہے۔ روس کے ایک اخبار نے لکھا تہا کہ اسٹینڈرڈ کے ایک مطول اخبار کے دو لاکھ ۴۲ ہزار پرچے روزانہ نکلتے ہین
ہندوستان کے اخبارات نے گو اونکی تقلید مین قدم بڑہانا چاہا ہے مگر ابہی تک وہ مطلب کافی طور پر میسر نہین ہوا اور اخبارات جس نگاہ سے دیکھے
جانیکے قابل ہین ابہی ملک اوس سے محروم ہے، قدردانی معدوم ہے اور اردو اخبارات کے مالک و ایڈیٹر و معاون بجز معدودے چند کثرت سے
ایسے پائے جاتے ہین جو اس امر اہم کا بار اوٹہانیکی قابلیت نہین رکہتے بلکہ وہ اردو اخبارات کے بدنام کرنیوالے ہین گورنمنٹ نے نہایت قدردانی کی کہ
گورنمنٹ رپورٹر کا محکمہ قائم کیا جس کی وساطت سے اخبارات کی ضروری گزارشین اوسکے کانون تک پہونچتی ہین اور اونپر
نظر ہوتی ہے اب ملک کی قدردانی اور عالی حوصلگی ہے کہ وہ اس مفید انجمن سے بڑے بڑے مفید کام نکالے اور باقاعدہ
چلاے تاکہ اوسکی رو سے اپنے ہاتھہ پیر بہی بچے رہین۔

سوسائٹی

ہمارے اہل وطن کی بڑے درجہ کی نکبت اور پستی کا باعث بزرگی کا غلط خیال ہوا ہے۔ ہملوگ ابھی تک اس بات کو نہین سمجھتے کہ سوسائٹی کیا چیز ہے اور اوسکے لحاظ سے ہمارا باہمی رتبہ اور درجہ کیا ہے؟ - اور یہہ کہ باہمی ترجیح و تفضیل کہانتک جائز اور مناسب ہے؟ - جبتک ہملوگ اس اہم مسئلہ کو طے نکر لینگے تب تک ہمین ہرگز یہہ امید نرکھنی چاہیئے کہ کسیوقت مین بھی ہماری قوم مین سلف ریسپکٹ (اپنی عزت آپ) کا آئیڈیا تک بھی حلول کر سکیگا - اور اسلیئے ہم اپنی عزت دوسرون سے بھی کرانیکے قابل ہونگے - پس یہہ وقت ہم لوگون کیلئے کمال ہوشیاری کا ہے کہ ہم سوسائٹی کی تعریف اور اوسکے مفہوم سے بخوبی واقف ہو جائین - سوسائٹی اوس مجمع کا نام ہے جسکا ہر فرد بلحاظ عزت شرافت رتبہ اور درجہ کے ہمپایہ اور ہمرتبہ سمجھا جاے - پس جبکہ سوسائٹی کا لفظ ساری قوم کی حیثیت باہمی کے تعلقات پر حاوی ہو تو اوسکا یہہ مطلب ہونا چاہیئے کہ اوس قوم کا ہر ایک متنفس اپنے آپکو نہ کسی سے کم اور نہ کسی سے زیادہ سمجھتا ہے - لیکن جس قوم کے دلون مین اس بات کا کچھہ ذرا سا ایما بھی ہو کہ بحیثیت سوسائٹی کے بھی کوئی اون سے اوپر والی مخلوق ہے - تو اوس قوم کی تباہی مین کوئی شک نہین - بالطبع اونمین شیخی - تجبّر اور غرور یا خوشامد کمینہ پن اور رزالت کی بلائین پھیلینگی جسکا لازمی نتیجہ ادبار ہے - جبکہ ہم سوسائٹی کے پلیٹ فارم پر کھڑے ہین تو وہ ایک ہموار جگہ ہے اور اوسوقت ہمارے مقابل کوئی ایسا مقام نہونا چاہیئے جسکو ہم اوپر آنکھہ اوٹھا کر دیکھین بیشک اگر کوئی ہماری قوم مین سے بادشاہ یا حاکم ہو تو اون گھنٹون کے اندر جبکہ وہ حکومت کی چوکی پر اجلاس کرتا ہے ہمارا حاکم اور اسی لیئے ہم سے بڑہکر رتبہ کا استحقاق رکھتا ہے - لیکن جبکہ وہی شخص اپنی پرائیوٹ حیثیت مین ہے اور ہم بطور ایک قومی بھائی کے اوس سے ملاقات کرتے ہین تو اوسوقت وہ اور ہم برابر ہین - اگر ہم اوسکے محل پر جائین تو وہ بھی ہمارے جھونپڑے مین آنے سے عار نہ سمجھیگا - اگر ہم اوسکی تعظیم کرتے ہین تو وہ بھی ہمارے لیئے اوٹھہ کھڑا ہونا یا ہم سے مصافحہ کرکے اپنے برابر بٹھانا اپنا فخر سمجھیگا غرضکہ کوئی دقیقہ اوسکی اور ہماری مساوات کا باقی نرہنا چاہیئے -

ہندوستان مین ہمارا باہمی میل جول کی ایسی بری پابندیان اور تعظیم و تکریم کے ایسے ناقص قواعد ہین کہ جنکو صرف دیکھہ سنکر ہی ہماری مہذب اقوام کے دماغون مین بھی فتور پیدا ہو گیا ہے - اور وہ بھی اون خلاف تہذیب نیم وحشیانہ قواعد کی پابندی باشندون کیلئے لازمی سمجھتے ہین - اور طرفہ یہہ کہ پھر اپنی پرائیوٹ مجلسون مین ہماری غلامانہ طرز معیشت کو مضحکہ بنانے بھی کا ذریعہ

وہ ہمارے فراشی سلام وہ زمین دوز تسلیماتیں۔ وہ کسی کے لئے کسیقدر جنبش کر دینا اور کسی کے لئے نیم قد اور کسی کے لئے سروقد کہڑا ہو جانا۔ کسیکو اپنے ساتھہ گاؤ تکیہ پر۔ کسیکو فرش اور کسیکو حاشیۂ فرش پر بیٹہانا۔ غرضکہ ایسے ہی نامعقول خیالات نے ہماری سوسائٹی کو حد درجہ کمینہ پن اور ذلت مین ڈال رکہا ہے پس ہم اپنے ہموطنون سے دست بستہ ملتمس ہین کہ للہ وہ اپنی معاشرت کو خستہ اور خراب نکرین اور جو ہماری مطلب قدرت کا اونکی پیدائش سے ہے اوسکو ضائع نکردین۔ اور وہ سب بخوبی اسبابت کو اپنے دلون پر نقش کرلین کہ اگر اپنے سے ہمین زیادہ کسیکو سمجہنا ہے تو وہ صرف حکومت سے، اور اسکے علاوہ جو شخص اپنی دولت یا رتبہ وغیرہ کے گہمنڈ کو برا لوٹ حیثیت مین ذرا کنایتاً بہی ظاہر کرے تو ہمکو اوسے پورے درجہ کا اوچہا اور کمینہ سمجہکر اپنی سوسائٹی سے اوسے خارج سمجہنا چاہیئے۔ اور دوبارہ اوسکی صورت دیکہنے کا بہی روادار نہ ہونا چاہیئے۔ ورنہ جبتک ہم لوگ اپنی عزت آپ نکرین تب تک ہم غیر قومون سے تو ذرہ بہر عزت پانے کی بہی امید نہین رکہہ سکتے۔ (محرم علی چشتی)+

ورزش جسمانی

انسان کے اعضا کی ترکیب گہڑی یا کلون کے پرزون کی سی ہے، کیونکہ یہہ جسقدر ایجادین ہوئین ہین اونکو انسانی ساخت سے بہت بڑی مدد ملی ہے۔ ایک گہڑی کو بینوری اور بداحتیاطی کے ساتہہ پڑا رہنے دین۔ نہ اوسکو کبہی کوکین نہ اوسکے پرزون سے زنگ وغیرہ صاف کرین نہ اوسکو سردی سیلن سے محفوظ رکہنے کی کوشش کرین تو چند روز مین وہ بیش قیمت گہڑی زنگ آلود ہوکر بیکار ہو جائیگی۔ اوسکے سارے اجزا بیکار ہو جائینگے اور جس غرض کے لئے وہ بنائی گئی ہے وہ حاصل نہو سکیگی وہ بالکل ضائع ہو جائیگی۔ یہی حال انسان کے بدن کا ہے اگر اوسکو صاف ستہرا رکہا جاوے چالاکی چستی قائم رکہی جاوے حفظ صحت کا خیال رہے اوسکو بیکار نہ چہوڑا جاوے تو اوسکی تمام جسمانی قوتین بہی قائم رہینگی۔ اور ہر عضو جسکام کے لئے پیدا کیا گیا ہے اپنے منصبی فرض کے ادا کرنیکی

+ جناب مکرمی منشی محرم علیصاحب چشتی پنجاب کے ایک سربرآوردہ اور اخبار رفیق ہند کے مالک و ایڈیٹر ہین۔ آپ ایک نوجوان روشن خیال شخص ہین جنکی اخباری انشاپردازی ہندوستان مین وقعت کی نظر سے دیکہی جاتی ہے۔ (مسلسل) منصور

قوت کو بحال رکھیگا- ورنہ وہ اوسکی ساری قوتین جو قدرت کا عطیہ ہین زائل ہو جائینگی اور اونکا زائل کرنا گویا منشاء آفرینش انسانی کی مخالفت کرنا ہے-

جس طرح پر دماغی قوت برقرار رکھنے اور اوسمین ترقی بہم پہونچانیکے لئے علوم ریاضیہ پر غور و فکر کرنا واجبات سے ہے اسیطرح جسمانی طاقت کے قائم رکھنے اور اوسکو اعلی درجہ پر پہونچانیکے لئے ورزش جسمانی ضروری بات ہے- انسان کے بدن مین خون کی گردش اوس آب جو کی مانند ہے جو کسی باغ مین ہر نہری کو ہو کر نکلتا ہے اور سارے درختون کی جڑون مین پہونچتا- تمام باغ کو سیراب کرتا- سب روشون مین دورہ کرتا پھرتا ہے- باغ مین جسقدر ہرے بھرے درخت نظر آتے ہین سبز و شاداب پودے معلوم ہوتے ہین- رنگ برنگ کے پھول کھلے ہوئے اپنی بہارین دکھلا رہے ہین- سبزہ لہلہا رہا ہے- یہہ سب کیا ہے؟ اوسی پانی کے کرشمے ہین- اگر اوسکی نالیان نکھولی جائین یا وہ تمام درختون کو سیراب نکر سکے- اوسکا سیلان موقوف ہو جائے تو سوائے اسکے کیا ہو کہ تمام باغ کے چہرہ پر زردی چھا جائے- اوداسی برسنے لگے- نوخیز پودہون کی قوت نمو جواب دیجائے- پھول کملانے لگین- اس طراوت و شادابی کی عوض جس سے آنکھون کو نور اور دلونکو تازگی حاصل ہوتی ہے- خاک اوڑنے لگے- علی ہذا القیاس انسان کی زندگی کا انحصار بھی خون کے سیلان پر منحصر ہے- ورزش بدنی ہی ایسی شے ہے جو خون کی گردش کو تیز رکھتی ہے- جسم کے کل اعضا کو چست و چالاک بنا دیتی ہے اور جسطرح پانی کسی ایسے درخت کو جو عنقریب خشک ہو جانے والا ہوتا ہے پھر از سر نو سرسبز کر دیتا ہے اسیطرح ورزش بدنی کسی عضو کو بیکار نہین ہونے دیتی- کھانا پینا عمدہ طور پر ہضم ہوتا ہے جسمانی طاقت مین افزائش ہوتی ہے دگو اس موقع پر یونانی اور انگریزی طبابت مین بحث ہے مگر یونانیون کے نزدیک "قوت" جسم حیوان مین ایک ہیئت ہے جسکے وسیلہ سے انسان بالذات فعل کرنیکی قدرت رکھتا ہے اور گو انسان مین بالقوہ ہر قسم کا مادہ موجود ہوتا ہے مگر جبتک اوسکو حرکت نہین دیجاتی اور اوسکو فعلیت کے درجہ پر نہین پہونچایا جاتا اوسمین نمود اور ترقی حاصل نہین ہوتی تجربہ بتا رہا ہے کہ مزاولت و مشق ترقی کے باعث ہین) ورزش سے تحمل کی عادت بڑہتی ہے- صحت قائم رہتی ہے- انسان اکثر مصائب کی برداشت کرنے پر اپنے آپکو قادر پاتا ہے اور اوسکو اپنے اوپر بھروسہ رہتا ہے- جسم کی بادی اور ہوائی فضلات تحلیل ہوتے ہین- اطبا کا قول ہے کہ کسی کام کے لئے کچھہ حرکت بھی کیجائیگی ضرور انسان کے بدن کا کسیقدر جزو گھٹ جائیگا یعنی اوسکے اعضا

فضلات خارجی فرسودگی کے باعث زائل ہوجاتے ہین کیونکہ ایسا نہو تو انسان ایک انبار عظیم ہوجاے اپنی جگہ سے ہی
ہل نہ سکے اسکے ثبوت کے لیئے اون شخصون پر خیال کرنا چاہیئے کہ جو کاہالت وآرام طلبی کے باعث ایسے جسیم بنگئے ہین کہ
اونسے اپنی حاجات ضروریہ بہی مشکل کے ساتہہ پوری ہوتی ہین۔

انسان کی اندرونی وبیرونی کاروائیون کیلئے اصل کارفرما طبیعت ہے، اوسکی شگفتگی وبحالی جسم کی حفاظت پر منحصر ہے
اگر جسم کی ساخت کو خراب کردیا جاے تو اوسکا اثر روح اور طبیعت پر نہایت مضرت کے ساتہہ پڑیگا۔ ہر شخص کی تمام دنیاوی
امیدین تندرستی ہی پر منحصر ہین اگر اوسکی پوری فکر نکیجاے تو آیندہ زندگی کی خوشیون سے ہاتہہ دہونا چاہیئے۔

طالبعلمی کا زمانہ اسی قسم کا ہوتا ہے کہ اوسمین ہمہ تن دماغی قوت کا صرف کرنا ہی مقصود بالذات سمجہا جاتا ہے۔ اکثر طالبعلم
اس امر کا عہد کرلیتے ہین کہ اوس زمانہ تک جب تک کامیابی حاصل نہو کوئی دوسرا کام نکرینگے کیونکہ وہ باعث ہرج ہوگا۔ وہ کتاب کے
کیڑے کیطرح خواندگی کو لپٹے ہین اور اس شدت سے دماغی مشقتین اوٹہاتے ہین۔ اور یہانتک سائینس کے خلاف عمل
کرتے ہین کہ اونکی جسمانی قوت کو بیکار رہنے کے باعث بڑی بہاری مضرت پہونچتی ہے۔ اونکو یاد رکہنا چاہیئے کہ سائنس
ہی پر اونکی ساری آرزوئین منحصر ہین اور اسیکو مقدم سمجہنا چاہیئے۔ اور اونکے آیندہ زمانہ کی بہبودی اوسی سے وابستہ ہے۔

خیال

اے صبح صادق کی ہلکی ہلکی سفیدی مین ڈوبتے اور جہلملاتے ہوے تارو۔ اے برسات کے گہرے بادلون سے دم بدم اوبلتی
ہوئی بجلی کی چمک اور کرنو اے شام کے نیلے آسمان پر گہری گہری سنہری اور روپہلی روپ بدلتے ہوا مین اوڑتے ہوے بادلو
تم بہ نسبت رات کے تارون شفاف آفتاب کی کرنون۔ کہلا تو یہ بادلون کے اسقدر خوبصورت کیون معلوم ہوتے ہو؟ اسلیئے کہ تمہاری
کیفیت مین ہر وقت جدت تمہاری رنگت مین ہر ساعت تازگی ہے؟ اس جدت ہی نے تمہاری صورتمین اسقدر لذت رکہی ہے اس جدت ہی
تمہارا ڈہلا ہوا حسن اوترا ہوا چہرہ ہماری نظرون مین کہبگیا ہے تو جو خیر ہماری دلی کیفیتون اور باطنی قوتون مین سب سے زیادہ ترقی دیکر

وہی زیادہ ہماری محبوب ہے

وہ چیز کیا ہے؟ کیا وہ عقل ہے جو انسان کی بدنی بادشاہت مین سب قوتون کی سرتاج کہلاتی ہے کبھی نہین وہ خود ہی اپنی حکومت
مین کسی دوسری قوت کی رہبری اور مخبری کی محتاج ہے۔ پھر کیا ہماری دلی کیفیتون مین سب سے زیادہ خوبصورت وہ چیز ہے جسے لوگ امید
کہتے ہین؟ ہرگز نہین۔ وہ تو بالکل دور کے ڈہول سہانے۔ ایک عارضی چیز ہے جسکے نام ونشان کا مٹانیوالا جسکا بیخ وبن سے نیست ونابود
کرنیوالا ایک بہت بڑا قوی حریف پاس ہی موجود ہے، جو اسی طرح کسی اور قوت کا فرمانبردار ہے۔ او عاشقون کے اضطراب اور معشوقون کے
مزاج ہائے انسانی خیال یہہ رگ رگ مین شرارت بہرا حسن اور یہہ بوٹی بوٹی کی پھڑک مین اچپلاہٹ کا انداز تجھی مین ہے۔ تلون کی بلگی بوقلمون رنگ
تیرے ہی چنچل رنگ کی شوخی ٹپک رہی ہے۔ مٹی کے پتلے انسان کو خلقت کی آنکھ کا تارا تجھی نے بنایا۔
تجھی نے فطرتی بلا تصنع۔ خداداد حسن کی خوبیان اوسکے نادان بہادر دلپذیر نقش کین تجھی نے مصورہ کو اونکی نقاشی کا حکم دیا
تجھی نے اونکی محبت کا اوسے دیوانہ بنایا۔ تجھی نے اوس دائمی اور ابدی سلطنت کی ہیبت اوسکے بہولے انجان دلمین قائم کی۔ تجھی نے
اوس جلال والے بادشاہ کی عبودیت اور فرمانبرداری کا اوس سے اقرار لیا۔ او دماغ کے اندہیرے گہر کے اوجالے جسطرح یہہ کالی کوٹھری
تاریک گنبد تیرے قدمون کی برکت سے روشن ہے اوسیطرح سویدائے دل کا آئینہ خانہ تیرے ہی بے نقاب حسن کے پرتو سے معمور ہے تیری ہی
مشورہ کاری پر دل کی بادشاہت قائم ہے انسان کا سارا علم سارا تجربہ سب تیری ہی بدولت ہے انسان کی اصلی ترقی صرف تیری ہی ترقی کا نام ہے
انسان کی ساری خوبیان اور ساری نیکیان شجاعت سخاوت حیا عفت۔ یہانتک کہ اوسکا مذہب دولت سب تیرے ہی مسخر۔ اور تیری ہی ایک
بےتوجہی کی چشمک کے منتظر ہین۔ سر ڈیوڈ لکی[1] کے کالی پنسل سے اتبک تیرے ہی چلبلی ادائین تیرے ہی رنگ کی شوخیان ٹپک رہی ہین
سر فرانسیس چینٹری[2] کے یہہ تابان تیشہ سے تیرے ہی حسن کے جوہر چمک رہے ہین۔
جارج اسٹیون[3] کا لوکوموٹیو انجن تیرے ہی ایجاد۔ اور جوزف پیکسٹن[4] کا کرسٹل پیلس تیری ہی ڈالی ہوی بنیاد ہے ولیم ہرشل[5] نے
دوربین کے پردہ مین تیرے ہی حسن کے جلوے دیکھے۔ شیکسپیر[6] نے ڈراما (ناٹک) کے لباس مین تیرے ہی روپ دکھائے۔
او ہمارے دل کے سرور اور ہماری آنکھون کے نور۔ او ہمارے پاک خدا کے بےمثل خالص حسن کے پرتو دنیا مین ہمیک ایک تو ہی وہ ہے

[1] نام مصور [2] مشہور سنگتراش [3] انجن کا بنانیوالا [4] مشہور [5] منجم [6] مشہور ناٹک کا مصنف انگریزی مین۔

جو ہم مین ہے - اور ہمیشے اسقدر دور ہے کہ فرش سے عرش تک کوئی جگہ - کوئی مقام تیرے تصرف سے خالی نہین زمین و زمان مکین و مکان سب
تیرے ہی نور سے معمور - تو وہ ہے جسنے بڑی بڑی بے تہاہ - عمیق و عریض طوفان خیز سمندر - ندی نالے - صرف ایک طرفۃ العین مین طے
کر ڈالے اور کبھی ایک بال بھی تیرا تر نہوا - تو وہ ہے کہ سیبریا کی جہاڑیون - اور سوئیٹزرلینڈ کے پہاڑون مین صدہا بار اٹھکہیلیون
کی چال چلا - اور نہ تیرے نازک تلوون مین کبھی ایک پھانس چبھی - نہ کبھی کسی خار زار سے تیرے پائدار دامن کا ایک تار الجھا -
تو وہ ہے کہ ہمالیہ سے پہاڑ کی اونچی چوٹی - تیری ایک قدم کی مسافت سے ہزارون میل کم ہے - تو وہ ہے کہ نہ تیری وسعت مین کوئی چیز تیری
آڑے ہے اور نہ تیری سیر مین کوئی چیز تیرا حجاب - بچپن کے اوس خون غلطان کرنیوالی عمر مین چاند اور چراغ کے پردے مین اپنی ظرافت آمیز
شوخیون سے ننھے ننھے بچون کا دل بہلانے والا - اور لوری کی آواز خوش آیند کرنیوالا کون تہا؟ - اوس مصیبت کی
ٹیڑھی گھڑی مین جبکہ انسان اپنی ساری کوششون سے عاجز ہو کر حسرت بھری نگاہ سے داہنے بائین دیکھ رہا تہا - امید کی تسکین بخش
پیاری ہوا مگر نرم نرم در دیدہ نگاہون سے مسکرا کر دیکھتے ہوئی صورت کسنے دکھائی - وہ ہموطنون کی محبت کا رنگ جو بچپن کے ساتھ کھیلنے کو
یارون کا سچا عاشق غریب الوطنی مین ہے - یار و دیار - جہان سے کسی کے پیرہن کی بو بھی ہوا پہونچا نہین سکتی - صدہا کوس کے فاصلہ پر پڑا ہے
عزیز آشنا کی مفارقت اوسکے پاک دل کو صدمے پہونچا رہی ہے - مان باپ کی نورانی صورت اور شفقت آمیز نگاہون کو آنکھین ترس رہی ہین
جب کسی آدمی کی اجنبی آواز اجنبی صورت دور سے اوسکو دکھائی یا سنائی دیتی ہے تو کبھی کبھی دہوکے سے شوق کی حالت مین بیچین ہو کر اوچھل
پڑتا ہے اور آخر کار شرمندہ ہو کر بجھے ہوے دل سے ایک سرد آہ کھینچکر مایوسی مین آنکھین نیچی کر لیتا ہے -

دن تو دنیا کے بول چال - کام دھندون مین گذر جاتا ہے مگر فراق کی پہاڑ رات - جسکو دیکھ کے آشنا بھی بان ہون سے
ہمدردی کرنیکو آمادہ نہین - تو ہے شکستہ خاطر دلکی رہنمائی اور آزردہ خستہ دلون کے مرہم - انسانی خیال - تو ہی اس کٹھن گھڑی مین اونکی
مظلومی و مجبوری و بیکسی اور بے بسی پر ترس کہانے والا - تو ہی اوسکے وطن کے پیچ پیچ راہون کا پورا نقشہ اونکی نظرون کے سامنے کر دینے والا ہے - اوسکے [illegible]
[illegible] ہے - لیکن تیرے پردہ مین اپنا محبت کے رنگ مین رنگا ہوا گھر عزیز آشنا کی پیاری پیاری صورتین چھوٹے چھوٹے بچون کی
بے تصنع شرارتین گویا ان آنکھون سے دیکھ رہا ہے -

وہ فاتر العقل دیوانہ یار دوست - عزیز آشنا - ایک جہان سے بیگانہ - جنگلون جنگلون پلکون پلکون مست و مدہوش ہو کر پھرتا ہے گھر ہون ہمکو

ٹھوکرین کہا رہا ہے۔ اوسکا سر لڑکونکے تہپڑونسے دگار۔ چارون طرفسے اوسپر تالیون دگالیونکی بوچھار ہے عقل و تمیز یا انکار
نے اوسکی صحبت سے کنارہ کیا مگر اے معذورون کے غمخوار ہوش آشنا تو ہی ہے اوسکی غمخواری سے ہاتھ نہ اوٹہایا۔ گو ضعف دماغ سے
تیرا حسن عالم افروز دیکھتے ہوے اوسکی آنکھون مین چکاچوندہ آتی ہے مگر کنکھیون سے تیرے ہی چہرہ پر نگاہ ہے۔ میرا ایک جوہر ہے
مگر وہ اپنے ذہن مین ایسا بیخبر ہے کہ یہ ساری اذیتین اوسکی نظر مین ہیچ ہین۔

وہ اشی برس کا بوڑھا بیحس و حرکت پڑا ہے۔ جوان لڑکے اوسکی تجربہ کارانہ نصیحتون پر نہایت حقارت سے تمسخر کر رہے ہین وہ کار
رہا ہے اور کوئی اوسکے پاس نہین بیٹھتا ہے ہاتھ پاؤن نے جواب دیدیا آنکھونکی بصارت کہوگئی کانون کی سماعت باطل ہو گئی دانتون نے
صحبت کا سلسلہ توڑ دیا۔ مگر اے انسان کے دکھ سکھ کے شریک سچے رفیق **خیال** تو ضعیف ہوگیا ہے لیکن اس مہلک بیماری مین
جس سے نجات کی کسیطرح امید نہین تجہی نے اپنی رفاقت اور سچی وفاداری سے منہ نہین موڑا۔ کوئی پاس نہین مگر تیری ہی ہمکلامی سے
اوسکا سارا غم غلط ہے۔

ناشکر لوگون کا قول ہے کہ تو انسان کی زندگی مین غم سے جانی دشمن کی ایسی ہی حمایت کرتا ہے جسطرح اوسکے دلی دوست خوشی کی
اور مرنے کے بعد تو بہی اوسکی وفاداری سے منہ موڑتا ہے بلکہ نہین مین دیکھتا ہون کہ دنیا مین خوشی کا امتیاز تیری ہی بخشش سے ہے
خوشی امید سے ہے جو ایک زمانہ کے محبوب اور ہر دل عزیز ہے۔ کہ تو پچہلے مصائب کا بہولا ہوا سبق حافظے کے ذریعہ سے یاد دلانیوالا
اور اگلے خوش آیند زمانہ کی پیشین گوئی کرنے والا ہے۔

انسانکی اوس خوفناک لابدی حالت کے بعد جسے موت کہتے ہین جبکہ ہڈیان تک مٹی کے ساتھ خاک برابر ہو جاتی ہین عمر بھر جنکے ساتھ تھی
جو جوڑ کے بہائی بند سب جہوٹی ہمدردی کا رونا روکر صبر کرکے بیٹھ رہتے ہین جب جواب دہی کی کشمکش مین مبتلا
ہاتھ پاؤن آنکھ ناک کان اوسکی مخالفت مین گواہی دینے کو موجود تو اسے ہمیشہ زندہ رہنے والے خیال تو ہی اس آڑے
وقت مین بہی اپنی وفاداری سے آڑے آتا ہے۔ تو ہی اوسکے گناہون کا مخزن اوسکی نظر کے سامنے رکہہ دیتا ہے
تو ہی حسرت اور ندامت کے آٹھ آٹھ آنسوؤن سے رولا کر اوسکا گرد آلودہ چہرہ۔ اور داغدار دامن پاک کرتا ہے۔ اور پہر اوسے
اوسی متبرک اعلی مقام مین پہونچاتا ہے جسے بہشت کہتے ہین۔

او خیال - او خیال جب تجھی سے سب کچھہ اور تجھی مین سب کچھہ ہے تو تو ہی ہماری مشکلون مین ہماری مدد کر - اور ہم کو راہ راست پر رکھہ -

(اودھ پنچ)

ازدواج کمسنی

یہان کم سنی سے وہ مدت عمر مراد ہے جو قبل زمانہ بلوغ واقع ہو - اور ازدواج مرد اور عورت کے اوس باہمی تعلق کا نام ہے جسکی وجہ سے مرد شوہر اور عورت زوجہ بننے کی حیثیت پیدا کرین اور جو اونکی مذہبی شریعت کے موافق جائز اور مسلم قرار پایا ہو - تاکہ وہ اون تمام خواہشات کے پورا کرنے اور اون تمتعات کے حاصل کرنے کی مجاز ہون جو اس تعلق کے ساتھہ وابستہ ہین اور قدرت کے اوس منشا کو پورا کرین جسکے سبب سے عورت و مرد باہمی میل جول پر مجبور کیئے گئے ہین -

اسکے جسقدر ضروری ارکان ہین اونسے صاف ظاہر ہے کہ اونکا پورا ہونا اور ازدواج سے جو کچھہ مقصود ہے اوسکا حاصل ہونا کس عمر مین ہو سکتا ہے - وہ عمر بچپن کی عمر نہین ہے کیونکہ وہ زمانہ ہرگز ازدواج کے اصلی مفہوم کو پورا نہین کر سکتا بلکہ اوس مدعا کا حصول مرد و عورت کے سن شعور اور زمانہ بلوغ پر منحصر ہے - اور چونکہ ازدواج مرد و عورت کے لیئے ہر ایک شریعت مین ایک بہت بڑی مضبوط بیڑی ہے جو دونون کو اونکی تمام عمر کے لیئے ایک دوسرے سے جدا نہین ہونے دیتی - اور اونکی آیندہ عمر کے رنج و راحت مین ایک دوسرے کو شریک اور ایک کی خوشی و رنج کو دوسرے پر منحصر رکھتی ہے تو نہایت ہی ظلم ہے اگر ایکے سر پر یہہ بوجھہ رکھا جائے اور اونکو اوسکی بہلائی برائی کے دیکھنے کا کوئی موقع نہ دیا جاوے اور ایسے وقت مین اون دونون کے کاندہے پر اوس گاڑی کا جوا رکھہ دیا جائے جو اونکو تمام عمر کہینچنی پڑیگی جبکہ اونمین کا ایک دوسرے سے صاف ہمدردی مین اس امر کو کہ وہ کس درجہ تک میرے ساتھہ چلنے کے لیے موزون ہے یا مین اوسکے لیئے کہانتک مناسبت رکھتا ہون نہ دیکھہ سکے یا ایسا دیکھنے اور معلوم کرنے سے روک دیا جاوے - ازدواج ہرگز کوئی گڑیون کا کہیل نہین کیونکہ اوسکی وجہ سے مرد و عورت ایک بڑی ذمہ داریون کے شکنجون مین کہینچ لیئے جاتے ہین اور اوس سے قدرت کو بڑے بڑے کام لینے ہوتے ہین - گویا انسانیت کی بنا اسی پر ہے -

مگر ہمارے ملک مین یہہ امر اہم اوس نظر سے دیکہا جاتا ہے اور اون طریقون سے برتا جاتا ہے
جو فی الواقع بہت سی زندگیون کا ہمیشہ کے لئے خراب کر دینے والا اور اون کی دائمی خوشیون کو رنج سے
بدل دینے والا اور دنیاوی عیشون کو مکدر کر دینے والا اور نسل انسانی کا قطع کر دینے والا ہو جاتا ہے۔
کیونکہ جسطرح چہوٹی لڑکیان گڑیون کے بیاہ سے دل خوش کر لیتی ہین اسی طرح مان باپ اپنی اولاد کی
شادی اپنی تمام عمر کی مرادون۔ منتون۔ آرزوٗن۔ یعنی اپنی دیکہتی آنکہون سہرا دیکہنے یعنی کتخدا بنانے
کی غرض سے کرتے ہین وہ اپنی نادانی سے اوسکو فرض کہہ کر اوسکو ایسے بے موقع ادا کرتے ہین کہ
اوسکا ترک زیادہ ثواب کا موجب ہوتا۔ بعض دل کے حوصلے نکالنے کی غرض سے کرتے ہین اور اوس سے
نام آوری مقصود ہوتی ہے مگر اوسکے مضر نتیجے اولاد کی زبان حال سے کہہ دیتے ہین کہ۔ ع

ہماری جان گئی آپ کی ادا ٹہہری

وہ اپنی زندگی مین کسطرح اون کو بیاہ کے کپڑے پہنے ہوئے دیکہنے کی تمنا رکہتے
ہین اون کو چندان اوس کا اصلی مقصود مطلوب نہین ہوتا ورنہ ایسا کبہی نہ کرتے۔ انہین وجوہ سے
کم سنی مین ازدواج کی رسم جاری ہوی مگر درحقیقت یہہ رسم نہایت مضرت بخش اور خطرناک ہے
یہی نہین کہ وہ مرد و عورت کے عیش تمام عمر کے لیئے منغص کر دیتی ہے بلکہ وہ قدرت کے کسی
ضرورت کو بہی پورا نہین کرنے دیتی اور اوس مین تاج قوی ہوتی ہے۔ افسوس ہے اون مان باپ پر
جو اپنے ایک چند منٹ یا چند روزہ فضول خوشی کے لیئے اپنی پیاری اولاد (جسکو وہ اپنی زبان سے
اپنی آنکہون کا سکہہ اور کلیجہ کی ٹہنڈک کہتے ہین) کا تمام عمر کو رنج و افسوس مین
رہنا پسند کرتے ہین۔

انسانی طبائع مختلف واقع ہوی ہین سب جانتے ہین کہ ایک شے سب کی نظرون مین یکسان بہلائی برائی کی نگاہ سے
نہین دیکہی جاتی لیکن اس کا کوئی کلیہ قاعدہ نہین ہے ممکن ہے کہ ہم کسی شے کو پسند کرتے ہین اور دوسرا اوسکو ویسا ہی برا

سمجھتا ہے اگر ایسا نہوتا تو دنیا جو حقیقت مین ایک عجائب خانہ ہے اور یہی اختلافات خواہش وضرورِ اشیا کا کوئی پوچھنے والا نہین
اور سکے وہ تمام نمونے جو فی الواقع عمدہ ہین اور جنکو سچے مبصرون نے منتخب کیا ہے تمام جہان کو اوسیطرح پسند ہوتے اور باقی
جملہ غیر محدود اشیا کا کوئی لینے پوچھنے والا بہی نرہتا۔ اسیطرح ضرور نہین کہ باپ کی پسندکی ہوی چیزین ہمیشہ اولاد کی
نظرون مین بہی وہی وقعت قائم رکہین خصوصًا جبکہ وہ اولاد ہی کے لیئے مخصوص ہون۔ کم سنی کا ازدواج اکثر ہوتا ہے
کہ اولاد کو جبکہ وہ اپنے اندر بہلائی برائی کے پہچاننے کی قابلیت پاتا ہے غیر موزون پاتا ہے اور وہ بالطبع اوس سے
برگشتہ اور نفیر ہوجاتا ہے جس سے جو کچہہ نتیجے ظاہر ہوتے ہین وہ نہایت درجہ افسوسناک اور شرمناک اور رنج دہ ہوتے ہین شادی کی
ضرورت سن بلوغ سے پہلے نہین ہوتی پہر اکثر کام جو قبل از وقت کیئے جاتے ہین وہ کبہی تو فضول سمجہے جاتے ہین اور
کبہی مضر اور خاصۃً یہہ صورت تو نہایت ہی خطرناک ہے۔

کم سنی کا ازدواج ترقیات کا بہی ایک بڑا سدِ باب ہے جب کم عمری کی حالت مین اولاد پر اوسکی طاقت سے زیادہ بوجہہ
رکہدیا جاتا ہے تو چار و ناچار اوسکو اوٹہانا پڑتا ہے اور اوسکا بیوقت ایسے غیر ضروری مخمصون مین پہنسنا اونکو کچہہ بہی
نہین دیتا۔ تعلیم نسوان کو بہی اس رسم سے ایک خاص صدمہ پہونچا ہے۔ اور روز روز کی خانہ جنگیون کا بہی سب سے بڑا ایک یہی سبب ہے
کیونکہ خانہ داری کے انتظام کی لیاقت اور معاشرت کے قواعد سے واقف ہونیسے پہلے لڑکیان گہربار والی اور اولاد والی
بنجاتی ہین۔ اکثر اہل الرائے کا اتفاق ہے کہ لڑکی کی عمر ۱۶ سال اور لڑکے کی ۲۱ سال سے کم مین شادی ہونا پسندیدہ نہین
یہہ مدت اونکے لکہنے پڑہنے لیاقت حاصل کرنیکی ہے اور اس عرصہ مین ہر قسم کی شعوردار بن سکتی ہین۔

ایک حکیم لکہتا ہے کہ شادی صغرسنی مضر صحت ہے۔ اور بدنی افزایش کو روکتی ہے دماغی قوت کو ضعف
پہونچاتی ہے۔ رسائی ذہن اور صفائی عقل مین کمی کردیتی ہے اولاد کم زور پیدا ہوتی ہے۔ اور قوت جسمانی کو
گہٹا دیتی ہے وغیرہ وغیرہ۔

سخت افسوس ہے کہ زیادہ تر اس رسم کی پابندی اہل ہنود مین ہے حالانکہ یہہ اونکے قدیمی طریقہ سویمبر کے بالکل مخالف ہے اور
اونہین مین نکاح ثانی کی ہنوز سخت مخالفت چلی جاتی ہے جو ہر نوع اونکے لیئے زیادہ مضرت رسان ہے ہماری ملکی انجمنون کا

پہلا فرض ہے کہ وہ اس بارہ مین ضرور اپنی نمایان کوششون سے دریغ نکرین۔

سیاحت

دنیا کی سیر کرنے یعنی ملک بملک اور شہر بشہر پہرنے کو سیاحت کہتے ہین۔ سیاحت کا بہت بڑا اثر خیالات پر پڑتا ہے۔ سفر خیالات کو وسیع بنا دیتا ہے اور انسان مین علو ہمتی پیدا کر دیتا ہے۔ انسان کو سچا انسان بننے کے لیئے تعلیم کی نہایت ضرورت ہے، اور جسقدر کامل وہ استاد ملیگا اوسیقدر تعلیم عمدگی سے حاصل ہوگی۔ کسی فلاسفر کا قول ہے کہ "تجربہ سب سے بہتر اوستاد ہے" اور تجربہ کا دشوار گذار اور ناپیدا کنار راستہ اگر کسیقدر طے ہو سکتا ہے تو سیر و سیاحت ہی کی تیز رفتار گاڑی کے ذریعہ سے ہو سکتا ہے۔ اسلیئے سفر بہی انسانی شایستگی کے لیئے لازمی امور مین سے ہے۔ جو شخص اپنے گہر کی چار دیواری سے کبہی باہر نہ نکلا وہ اوسی گولر کے کیڑے کی مانند ہے جسکا زمین و آسمان کون و مکان گولر ہی کے اطراف ہین۔ جو کچہ نہین جانتا کہ دنیا کیا چیز ہے اور اوسمین کیا ہو رہا ہے۔ گل کسکو کہتے ہین اور بلبل کس جانور کا نام ہے۔

اٹلس اور جغرافیہ ہماری وسعت معلومات کے لیئے دوربین ہین۔ جسکے ذریعہ سے ہمکو دست قدرت کے صنائع بدائع اور اوسکے دلفریب عجائبات کا پتا ملتا ہے اور خدا کی بسائی ہوئی بستی کا تہوڑا بہت علم حاصل ہوتا ہے۔ تواریخ ہماری عبرت حاصل کرنے اور اپنے تمدن و معاشرت کی اصلاح کے لیئے ایک مرقع ہے جسمین لاکہون صورتین ہزارہا مختلف حالتون مین نظر آتی ہین جنکی پیشانیون پر اونکے تغیر حالات کی وجوہات جلی قلم سے لکہی ہوئی ہین تاکہ ہم اونکو دیکہین اور اپنی حالتون سے مقابلہ کرکے سبق حاصل کرین۔ یہہ سب کچہہ کیا ہے؟ اسی سفر اور تجربہ کے ضخیم مگر ناتمام رسالہ کی ایک فہرست ہے پہر کیا فہرست دیکہکر اوس کتاب کے عالم بن سکتے ہین؟ نہین ہرگز نہین۔ اسکی مثال ایسی ہے کہ کسی نادان بچے سے جو سوزش کے مزہ سے مطلق بیخبر ہو کہا جائے کہ آگ جلا دینے والی شے ہے اور دوسرے کے پیر پر چنگاری رکہکر واقف بنایا جائے تو پہلی صورت مین کوئی شخص آگ کے اثر سے کامل طور پر واقفیت حاصل کر سکتا ہے یا دوسری حالت مین۔ عین الیقین اور علم الیقین مین بڑا فرق ہے۔ پوری تحقیقات اور واقعی امور کا مشاہدہ اور تجربہ [illegible]

ع ذوق این بادہ ندانی بخدا تا نچشی ✣

ناتجربہ کاری تمام خرابیون کی جڑ ہے جبتک انسان تجربہ کار نہین ہوتا نہایت پست ہمت۔ ڈرپوک۔ ناکارہ۔ شکی۔ ناواقف۔ بات بات مین حیران رہجانیوالا۔ جگہ جگہ ٹھوکرین کہانیوالا اور ایک محدود خیالات کا آدمی ہوتا ہے۔ سیاحت انسان کو عقیل۔ دور اندیش۔ عالی حوصلہ مستعد۔ مستقیم المزاج۔ واقفکار بنا دیتی ہے۔ بلبل شیراز کا گلستانی نغمہ آجتک باغ عالم مین احسنت و مرحبا کی صدا کے ساتھ گونج رہا ہے۔ ؎

تا بدکان حنانہ در گروے ہرگز اے خام آدمی نشوے

بروا ندر جہان تفرج کن پیش ازان روز کز جہان بروے

سیاحت قوت ممیزہ کو اعلیٰ درجہ پر پہونچاتی ہے سیاح اور مسافر مختلف ملکون مین جاتا ہے مختلف قومون کو دیکھتا ہے ہر ایک کی تمدنی حالت کی خوب طرح جانچ پڑتال کرتا ہے ہر ایک کی معاشرت پر نظر ڈالتا ہے کسی ترقی یافتہ قوم کی ترقی کے وسائل اسکے پیش نظر آتے ہین کبھی وہ کسی ایسی قوم کو دیکھتا ہے جو نہایت پستی کی حالت مین پہونچ چکی ہے وہ اونکی پستی کے اسباب پر غور کرتا ہے ہزارہا انقلاب اسکی آنکھون کے سامنے گذر جاتے ہین سیکڑون نشیب و فراز اوسکو دیکھنا نصیب ہوتے ہین طرح طرح کے آدمیون سے اوسکو واسطہ پڑتا ہے قسم قسم کی آب و ہوا کا مزا اوسکو چکھنا ہوتا ہے۔ اکثر زبانون سے اوسکی کام و دہان لذت یاب ہوتے ہین وہ کبھی ناگہانی مشکلات مین پہنس جاتا ہے کبھی اوسکو غیر مترقبہ نعمتین حاصل ہوجاتی ہین کبھی وہ جدید علوم و فنون کا کمال دیکھتا ہے۔ کبھی ہنر اور دستکاری صنعت و حرفت کے اوج و عروج پر نظر ڈالتا ہے اوسکو ہزارہا پستی و بلندی سے سابقہ پڑتا ہے۔ وہ دولتمندی کسب ہنر فضل و کمال سے پوری واقفیت بہم پہونچاتا ہے وہ زمانہ کی ہوا کو ٹھیک طور پر شناخت کرنیکی قابلیت اپنے اندر پیدا کرلیتا ہے اور اوسکی نبض کو پورا پورا پہچانتا ہے وہ خوب سمجھ لیتا ہے کہ اتفاق کیا چیز ہے اور ہمدردی کسکو کہتے ہین اور اوسکا استعمال کس طرح پر مناسب ہے تب وہ اپنی اور اپنی قوم کی و ملک کی ہر قسم کی حالتون کو دوسری قوم و ملک و رسم و رواج سے مقابلہ کرتا ہے اوسکو بہت سی خوبیان اپنی قوم مین پہیلانے کے وسائل ہاتھ آتے ہین۔ ہر قسم کے مضار قومی دور کرنیکی قدرت حاصل کرتا ہے۔ وطن غربت۔ رنج و راحت سفر و حضر بیکسی و رفاقت تنہائی و انجمن آرائی۔ دوست دشمن۔ عزیز و بیگانہ کی قدر خوب جان لیتا ہے۔

تواریخ اِس امر کی گواہ ہے کہ ہر قوم کی ترقی سفر کی بدولت ہوئی آج ہندوستان جیسے وسیع و زرخیز خطہ کی حکمرانی کا سہرا انگریز بہادرون کے سر - اوسی بلند حوصلہ یورپ مین سیاح کے سفر کا نتیجہ ہے جو جہاز لیکر اللہ کے بہروسہ پر ناک کی سیدہ چل کھڑا ہوا تہا -
آج ہندوستان مین اللہ اکبر اللہ اکبر کی صدائین سفر ہی کی بدولت گونج رہی ہین جو اسلامی مذہب کے مستحکم اصول مین داخل ہین یہہ سفر ہی ہے کہ جسنے مذہب اسلام کو جو عرب کے ریگستان کا ایک ذرہ تہا اوسکو ستارہ سے ماہتاب اور ماہتاب سے آفتاب بناکر چمکایا جسکی روشنی آج تمام عالم مین پہیلی ہوئی نظر آتی ہے - سفر ہی تہا جسکی برکت سے کلمبس نے امریکا دریافت کی - ہر ایک علم و فن جہان ایجاد ہوا سفر ہی نے اوسکی تمام جہان مین اشاعت کی سفر کی بدولت لاکہون مسائل علمیہ حل ہوگئے - کروڑون باتین دریافت ہوئین تجارت کا دارومدار سفر ہی پر ہے جسکی نسبت کہا گیا ہے کہ ”تاجر جہان کا مربی ہوتا ہے“ سفر کے باعث ادنی ادنی قومون نے دولتین سلطنتین عزت و شہرت علم و فن حاصل کیے جنکی صدہا نظیرین تاریخ کے ورقون مین ثبت ہین -

جس سفر کی نسبت کہا گیا ہے کہ بصورت سقر ہے - اول تو اِس قسم کی مثالین کسی دعوے کی دلیل نہین ہوسکتین ؏

کار پاکان را قیاس از خود مگیر در نماند در نبشتن شیر و شیر

دوسرے ہر چیز کا بیموقع استعمال بجائے مفید کے اکثر مضر ہوتا ہے - کوئی احمق شخص جسمین کسی قسم کا مادہ اور کوئی لیاقت نہو بلکہ حال تواریخ مین دیکہکر ہندوستان کی بادشاہت کے قصد سے سفر پر کمر باندہی تو اِس انگریزی عملداری مین سوائے پاگلخانہ یا جیلخانہ کے صدر نشینی کے اور کیا حاصل کرسکتا ہے - ایسے ہی بے نواؤن بے ہنرون جاہلون فاقہ مستون کے سفر اونکو کب اوس قسم کے فائدے پہونچا سکتے ہین جیسا کہ ہنرمندون تاجرون وغیرہ کو جنکا سفر وسیلۃ الظفر کے نام سے پکارا جاتا ہے - اور اِس زمانہ مین تو سفر جسقدر ریلوے اور دیگر انتظامی امور کیوجہ سے آسانی اور عمدگی سے ہے وہ کسی وقت مین بہی نصیب نہ تہا - غرض اسمین شک نہین کہ سفر آدمی کو پختہ بنا دیتا ہے

سوالات مشقی

(اصل عنوان ہیں اور اسکے ضروری مباحث)

(۱) تجارت (۱) فوائد تجارت (۲) تجارت کی دو قسمیں - بالانفراد - بالاشتراک (۳) کونسی قسم مفید ہے (۴) ہندوستان کے لئے کِسکی ضرورت ہے (۵) یوروپ کی تجارت کا مقابلہ کرو (۶) ہندوستان سے ہندوستانی اشیاء کا باہر بھیجنا زیادہ مفید اور آسان ہے اِسکو ثابت کرو ؟ -

(۲) ہمت (۱) جو اِنسان نے کیا ہے وہ اِنسان کر سکتا ہے (۲) اگر ہمت نہو تو کوئی کام انجام کو نہ پہونچے (۳) زمانہ میں صدہا تاریخی نظیرین موجود ہین جو ہمت کی اعلی صفات اِنسانی مین سے ہونیکا ثبوت دیتی ہین (۴) ہمت نہو تو جسمانی طاقت بیکار ہے (۵) ہمت کی ضد " بزدلی "

(۳) مطالعہ کتب (۱) کتاب عمدہ مصاحب ہے (۲) معلومات اور ہر قسم کی ترقی اوسیوقت خوب ہوتی ہے جب اپنی توجہ سے کوشش کیجائے (۳) طالبعلم کو سبق سے پہلے مطالعہ دیکھنا اونکی لیاقت کو بڑہاتا ہے (۴) ذہن کو ترقی اور حافظ کو قوت پہونچاتا ہے -

(۴) ہنرمندی (۱) ہنرمند تکلیف نہین اوٹھاتا (۲) ہنرمند کو زمانہ عزیز رکھتا ہے وہ کسیکا محتاج نہین ہوتا بلکہ دوسرے اوسکے محتاج رہتے ہین (۳) جو ہنر حاصل کرے اوسکو کمال پر پہونچائے (۴) بے ہنری باعث ذلت ہے

(۵) افلاس (۱) دو قسم کے مفلس ہو سکتے ہین ایک وہ کہ مال و دولت و ریاست و حکومت سے قصداً دست بردار ہو جائے تاکہ دنیاوی مخمصون سے نجات حاصل ہو ایسی مفلسی قابل فخر ہے - دوسرے جو مال و دولت تلاش کرتے ہین مگر نہین ملتی وہ تارک الدنیا نہین بلکہ متروک الدنیا ہین (۲) ایسی مفلسی برائیون کی جڑ ہے (۳) ایسے مفلس دنیاوی اور دینی کاموں سے محروم رہتے ہیں سوا اسکے کل مذہبی احکام پورا کرنے پر بھی قادر نہین ہوتا (۴) ایسے مفلس کی ظاہری حالت کے علاوہ نیت بھی بگڑ جاتی ہے

(۶) مشورہ (۱) مشورہ سے عمدہ رائے حاصل ہوتی ہے (۲) مشورہ ایسے شخص سے کیا جائے جو تجربہ کار اور نیک نیت ہو

(۲) کسی کام کے شروع کرنے سے پہلے مشورہ لینا مفید ہوتا ہے۔ اکثر اوسوقت مشورہ لیا جاتا ہے جب انسان مجبور ہو کین پھنس جاتا ہے اور اوسوقت کچھہ نہین ہوتا (۳) جس سے مشورہ لیا جاے اوس شخص کو رازدار بننا چاہیئے۔

(۷) آزادی (۱) آزادی کے معنے (۲) اوسط درجہ اور مناسب مقدار ہر چیز اور ہر کام کا عمدہ ہوتا ہے (۳) بالکل تقلید اور پابندی اور مطلق آزادی کے نقصانات (۴) آزادی کس درجہ تک جائز ہے۔

(۸) انصاف (۱) انصاف کرنا ایمانداری کی علامت ہے (۲) انصاف نہوا تو کسیکی حق تلفی ہوگی اور یہہ نہایت دل آزاری پر مبنی ہے اور دل آزاری غیر ہر دلعزیز اور دشمن بنا دیتی ہے ایسا ہونا اوس شخص کے لیے اوس خدمت سے علحدہ کر دینے کا باعث ہو جاتا ہے جسکی وجہ سے کوئی شخص انصاف کی جوکی پر بیٹھتا ہے (۳) انصاف سلطنت کی بنیاد مستحکم کرتا ہے (۴) انصاف سب کی نظرون مین وقیع و معزز بنا دیتا ہے (۵) اسکی ضد ظلم۔

(۹) درشت کلامی (۱) انسانکی اندرونی خوبیان ہنوز چھپی رہتی ہین سب سے پہلے یہہ برائی ظاہر ہوتی ہے (۲) بد کلام کے ساتھہ دوسرے بھی بدکلامی سے پیش آتے ہین (۳) سخت کلام شخص بیوقعت ہو جاتا ہے (۴) ایسے شخص کے اکثر کام بگڑ جاتے ہین (۵) جس شخص کو غیر جگہہ یا زیادہ تر غیر شخصون سے کام پڑے اوسکو بدکلامی زیادہ مضر ہے (۶) اکثر سخت کلام حکام کی عزت اسکی نظر سے ہو جاتی ہے (۷) اسکی ضد نرمی گفتگو کرنا یا شیرین کلامی۔

(۱۰) نوکری (الف) چند شریف پیشے لو اور ہر ایک کے نفع و نقصان دیکھو اور پیرا بنا کر کہ لکھو کہ نوکری سے کون کس اعتبار سے افضل ہے اور کون کیلئے ناقص؟ (ب) ثابت کرو کہ نوکری تجارت کے مقابلہ مین غلامی کا درجہ رکہتی ہے؟۔

(۱۱) انسانی ہمدردی (۱) تمام عالم باہم قرابت دار ہے (۲) خصوصاً اپنے بنی نوع کا حق سب پر ہے (۳) دوسرون کے ساتھہ ہمدردی کرنا اپنے ساتھہ ہمدردی کرنا ہے۔

(۱۲) ناموری (۱) ناموری کے سب طالب ہین (۲) دنیا مین نام ہی رہجاتا ہے (۳) آدمی نیکنام ہوتا ہے یا بدنام وہ کام کرنا چاہیئے جس مین نیکنام رہے (۴) نیکنامی کی صورتین کیا ہین؟۔

(۱۳) رشوت کی برائی (۱) تعریف (۲) اگر افشا ہوجائے تو قانونی مجرم بنائے (۳) دو قسمین ہین ایک یہہ کہ رشوت لیکر خلاف

ضابطہ ایسی کارروائی کیجائے جو اسی کے حق مین مفید اور آیندہ آقا یا گورنمنٹ کے مفرور کسی شخص پر دباؤ ڈالا جائے اور مضرت پہونچانے کا قصد کیا جائے اور وہ اپنے نقصان سے بچنے کے لیئے رشوت دے - پہر نوٹ اول مین گرامی سود کے ہین جیرہ ظلم

(۱۴) تہذیب (۱) تہذیب کسکو کہتے ہین؟ (۲) کن کن امور مین تہذیب چاہیئے؟ -

(۱۵) قومی ترقی (۱) قومی ترقی اوسیوقت ہوسکتی ہے جب کل قوم یا اوسکا بڑا حصہ ترقی کرے (۲) کن کن باتون مین ترقی بہم پہونچانا قومی ترقی کے مرتبہ کو پہونچا سکتا ہے (۳) ہر قوم جو ترقی کرنا چاہے ترقی یافتہ قومون کی تقلید کرے

(۱۶) کاہلی (۱) کاہل آدمی اپنے اچھے خاصے قوائے نکمے بنا لیتا ہے - (۲) کاہلی سے بیماریان پیدا ہوتی ہین (۳) کاہل آدمی کے سب کام بگڑتے رہتے ہین (۴) کاہل کی عمر فضول ضائع ہوتی ہے (۵) اسکی ضد "چالاکی و چستی"

(۱۷) ثابت کرو کہ سرکاری مدرسون اور دیسی مکاتب کی پڑہائی مین کیا فرق ہے؟
(۱) دونون کی خواندگی - خواندگی کے طریقے اور آداب بتلا کر اونکا فرق نکالو پہر اوسمین سے اچھی بُری باتین تلاش کرو جو انمین زیادہ مفید ہو اوسیکو بہتر لکھو (۲) جماعت کے کیا فائدے ہین؟ - (۳) بڑے بڑے کالجون مین پڑہنے سے خیالات کیا ہوتے ہین

(۱۸) اکثر انگریزی تعلیم سے نوجوان طلبہ کے مذاہب کو صدمہ پہونچتا ہے کیا وجہ؟ اور کیا علاج؟
(۱) انگریزی تعلیم سے دماغ مین آزادی کی ہوا بہر جاتی ہے پُرانے خیالات پُرانی رسوم وقیود کو مہمل سمجھنے لگتے ہین (۲) ذرہ ذرہ کو اپنی مذہبی تعلیم ضرور دینا چاہیئے تاکہ جو شکوک پیدا ہون اونکا جواب خود ہی دے لین -

(۱۹) انسان کو کیا کرنا چاہیئے؟ تین زمانہ ملتے ہین (۱) (لڑکپن) زمانہ تحصیل علم (۲) مابعد (جوانی) تحصیل علوم جب وہ دنیاوی کاروبار مین پڑتے ہین (۳) (بڑہاپا) جبکہ وہ دنیاوی کاروبار سے سبکدوش ہونیکی کوشش کرتا ہے - ہر زمانہ کے خیالات - برتاؤ بتلاؤ اونکی اصلاح تدابیر اور ہدایات لکھو -

(۲۰) جوانی بہی ایک قسم کا نشہ ہے - اس مین کئی قسم کے نشے ہوتے ہین (۱) خوبصورتی (۲) زور طاقت (۳) موافقت زمانہ (کیونکہ وہ ہر قسم کے مصائب برداشت کر کے اپنے لیئے سب کچھ کر سکتا ہے) (۴) علم و دانش - ہر ایک کو یہہ ثابت کرو کہ وہ آدمی کو بیخود بنائے رہتا ہے -

(۲۱) دربارون کے فوائد لکھو؟ (۱) ملک کو اپنے حقوق اور گورنمنٹ کے فرائض اور اوسکی حکمت عملیون سے آگاہی ہوتی ہے (۲) رئیسون کے خیالات پر عمدہ اثر ہوتا ہے (۳) اور وہ اپنے معاملات کو بہی اوسی ڈہنگ سے سنوارنے کی قابلیت پیدا کرتے ہین (۴) خود مختار رئیس جب آئے دن بلائے جاتے ہین تو اونکو معلوم ہوتا ہے کہ ہم سے بہی بالادست کوئی اور ہے (۵) دربارون مین جو خطاب و تمغے ملتے ہین اوس سے گورنمنٹ کی محبت اون کے دلون مین جاگزین ہوتی ہے -

(۲۲) پہاڑون کے فوائد (۱) مفید کانین نکلتی ہین۔ (۲) اونکے جنگلات سے بہت فائدے ہوتے ہین۔ (۳) کثرت سے جڑی بوٹی کی دوائین حاصل ہوتی ہین (۴) بہت سی مخلوقات پرورش پاتی ہے (۵) اونکے دریاؤن سے بہت فائدے ہین (۶) سلطنت کے لیئے بیرونی حملون کی روک ہوتے ہین (۷) ہندوستان کے پہاڑون سے بارش کے فائدے ہین (۸) سمندر کے غصہ کو روکتے ہین (۹) آب وہوا عمدہ ہونیکے باعث سرد ملک کے باشندے ایام گرما مین آرام پاتے ہین۔

(۲۳) دولت (۱) کیا کیا چیزین دولت مین داخل ہو سکتی ہین (۲) دولت کو کسطرح صرف کرنا چاہیئے (۳) کس حد تک صرف کرنا فضول خرچی کہلاتا ہے۔ (۴) کسقدر حفاظت بخل کے درجہ پر پہونچا دیتی ہے (۵) دولت کسلیئے ہے اور وہ کیا کیا کر سکتی ہے۔

(۲۴) دماغی قوت افضل ہے یا جسمانی؟ (۱) دونون کی تعریف (۲) ہرایک کے کام جو زیادہ کام کر سکتی ہے اور اعلی کام کر سکتی ہو وہی قوت افضل ہے (۳) کسی قوت کو بیکار چھوڑنا نچاہیئے۔

(۲۵) انسانی شائستگی (۱) کون کون صفتین شائستہ بناتی ہین (۲) کون کون عادتین شائستگی کے خلاف ہین۔ ہرایک کی توضیح

عنوان

سخاوت۔ انسان و حیوان مین کیا فرق ہے؟۔ نمائشگاہون کے فائدے۔ خموشی اور گویائی۔ طالبعلمی کا زمانہ۔ تہذیب نفس۔ رسوم مذموم۔ قانون کے فائدے۔ بلطلی۔ خوش باشی۔ عقل و علم کا موازنہ۔ صغر سنی مین حد سے زیادہ تعلیمی ریاضت کے نقصان۔ پابندی اوقات۔ ٹیکے کے فوائد۔ ذہانت اور آزادی۔ قوت استعداد۔ غفلت شعاری۔ جسمانی و روحانی تقویت۔ ہر انسان کو اپنا اپنا کام کرنا لازم ہے۔ خیرخواہی عمدہ صفت ہے۔ جھوٹی تعریف۔ نظم غرور و تکبر۔ زندگی بے اعتبار ہے۔ جہالت کے نقصان۔ ہر علم کے جدا جدا فوائد اور صبر و قناعت۔ اطاعت و فرمانبرداری۔ عفو اور انتقام۔ غصہ اور بردباری۔ فضول خرچی اور بخل۔ تواضع اور تکبر۔ ایفاء عہد۔ راستی و دروغ۔ احسان۔ تقدیر و تدبیر۔ شراب افیون مدک چانڈو وغیرہ جملہ اشیاء منشی کے نقصانات۔ اولاد کے حق مین والدین کے فرائض۔ جوابازی۔ پتنگ بازی وغیرہ کھیلون کی مضرت۔ اخلاقی ترقی سے قومی ترقی ہے۔ دوامی زندگی۔ امانت و خیانت۔ نفاق کی برائیان۔ دغا و فریب دھوکہ کی برائی۔ آداب تحریر۔ دستکاری۔ خوشامد۔ غیبت۔ سخن چینی۔ کینہ حسد عداوت کی برائیان۔ سخاوت شقاوت۔ خوشخطی۔ انسان جو کچھ کرے اوسمین کمال پیدا کرے۔ انسان کامل کب ہوتا ہے۔ ہوس کبھی پوری نہین ہوتی۔ کاہلی و سستی اور چالاک و جلد باز یا چستی و شتاب کاری اور صبر و کاہلی اور توکل و آرام طلبی انکا فرق کیا ہے۔ سوانح عمری۔ تندرستی۔ علم کی ترقی فطرت پر ہے۔ اپنی مدد آپ۔ اتفاق۔ مذہب۔ تنہائی۔ عشق۔ جرأت۔ خوبصورتی و بدصورتی۔ نیکی۔ شرافت

ہوائی ٹیلیا بیہودہ فخر - جوئندہ یابندہ - صفائی - طلبا کو تعطیل کیسے گذرانی چاہیئے - ناامیدی - علاج سے پرہیز بہتر ہے - قناعت دولت سے بہتر ہے - ہمنشین تو از تو بہ باید - زبان کے گناہ سے بچو (مقابل جاگنا) کے فوائد اور اسکی حد - محبت زر - ذات کے فوائد اور نقص - استقلال - تجربہ سب سے بہتر استاد ہے - دروغگو سے غریب آدمی بہتر ہے - عالم لوگ ہمیشہ عقیل نہیں ہوتے - عیاشی بری بلا ہے - امید - خوشی و غم توام ہیں - بچوں کو زیور پہنانا - دریا کے فوائد - دور اندیشی - تعلیم مذہبی کو درستی اخلاق میں کسقدر اثر ہے - رسوم و قیود مذہبی پر بحث - محنت - ہر دلعزیزی - غفلت - بدانتظامی کا نتیجہ ہے - ضرورت ایجاد کی ماں ہے - مصیبت میں مستقل رہو - برا وقت دوست و دشمن کے بتلانے کو آتا ہے - کہنے سے کرنا بہتر ہے - اپنے اور دوسرے کے ہر وقت لحاظ رکھو - دشمن کو دشمن اور دوست کو دوست سمجھو - اعتراض کو خوشی سے سننا چاہیئے کہ وہ ہمیشہ کے لیئے نقص دور کرتا ہے - آدمی معاملہ سے پہچانا جاتا ہے - سب کو عزیز سمجھنا خود کو ہر دلعزیز بنانا ہے - پڑھنا پڑھانے سے آتا ہے اور لکھنا لکھنے سے - مانگنا سب سے بری ذلت ہے - علم مجلسی عمدہ زیور ہے - بدنیتی خراب کرتی ہے - ہر کام ایک وقت ہوتا ہے - سلوک اچھی چیز ہے - اپنا کام آپ ہی سے خوب ہوتا ہے - حب انسانی زمانہ با تو نسازد تو با زمانہ بساز - علم طب - تعظیم - خودنمائی - ہنر - ہمت مرداں مدد خدا - ترقی - انسانی فرائض - طریق معاشرت علم بھی ایک چلتی پھرتی دولت ہے - خفیف الحرکاتی - وہم - بدگمانی - بزدلی - اخلاقی تعلیم - سلطنت اور مذہبی تعصب - موت سے کوئی نہیں بچتا - لہو و لعب - انسان اشرف المخلوقات کیوں ہے - از ماست کہ بر ماست - عادت - ریلوے تار ڈاک کے فوائد - لیاقت علمی و لیاقت انتظامی - علم شے بہ از جہل شے - خوشی کی زندگی - عفت شعاری - افسوس [illegible]

تمت

الحمد للہ والمنۃ کہ یہہ کتاب لاجواب - جواب مضمون مسمیٰ بہ "گلزار خلیل" مرتبہ محمد خلیل الرحمن صاحب متوطن قصبہ منڈاور ضلع بجنور جو طلبہ کے لیئے نہایت ضروری اور ہر شخص کو مفید ہے بماہ مارچ ۱۸۸۶ء مطبع اخبار مہر نیمروز بجنور میں باہتمام حافظ محمد محب اللہ و حافظ محمد کریم اللہ

صاحبان مالکان مطبع کے چھپکر معطر کن مشام ناظرین ہوی

قطعات تواریخ ختم کتاب

نتیجۂ فکر مولوی مولابخش صاحب مضطر ساکن بجنور

[؟]ین روز ہا نسخہ بے مثال — بشد طبع از فضل رب مجیب
[؟]رت چہ نادر براز ذائقہ — بمضمون شیرین چو قند و ربیب
[؟]اقران و امثال سبقت ربود — ہنرمند کامل عقیل و ادیب
بلفظ و معانی چہ آراستہ — بفقرات برجستہ و بس عجیب
مولف مصنف وحید الزمان — خلیل ذہین و فہیم و لبیب
بہ مضطر چو شد فکر تاریخ سال — شنیدہ ز ہاتف عجیب و غریب
۱۳۰۳ھ

دیگر

تیار جب عروس مضامین سے یہہ کتاب — با آب و تاب رشک بتان چگل ہوئی
[؟]ریاض مضامین نو بہار — جسدم شگفتہ ساز دل مضمحل ہوئی
مضطر نے تب کہا کہ یہہ نادر کتاب ہے — تاریخ اسکی ختم کی مرغوب دل ہوئی
۱۳۰۲ھ

دیگر

[؟]ہ و نادر کتاب لاجواب — چھپ گئی جو وقت از فضل اللہ
جلد پھر ہاتف نے مضطر سے کہا — کیا لکھے یہہ خوش مضامین واہ واہ

دیگر

لائق حمد و ثنا ہے وہ کہ جسکے حکم سے — آگ کی گرمی ہوئی گلزار از بہر خلیل
[؟]اندنوں رنگین رسالہ پر مضامین بہار — ہو گیا تیار جو ہے بے مثال و بے عدیل
[؟]ین جو فخر جلسۂ احباب با شان جلیل — جامع مضمون حیرت زا خلیل نامور
فکر کیوں ہے اب تمہیں تاریخ کا مضطر کہو — ایک ایک اچھا ہوا مضمون گلزار خلیل

از نتائج طبع منشی خادم حسین صاحب علیل ساکن منڈاور

[؟]ہیا جب جامع مضمون رسالہ — ہوا ہر سمت سے غل مرحبا کا
[؟]حب دلچسپ ہیں اسمیں مضامین — مدلل و الو معلم ہے تمہارا
سنا گلزار کے چھپنے کا مژدہ — مدارس کے ہوئے لشّاش طلبا
علیل خستہ سے بولا یہہ ہاتف — کہ لکھہ تاریخ ہے مرغوب دلہا
۱۳۰۲ھ

دیگر

[؟]را مشفق میرا بھائی بر تمیز — میرا پیارا ہو گو منشی خلیل
[؟]مع ہو یکجا چھپی پوری کتاب — اور پایا نام گلزار خلیل
لکھہ چکا مضمون مفید طالبین — بے مثال و بے نظیر و بے عدیل
فکر سال ختم مجکو بھی ہوئی — مجھ حیرت تہا کہ اتنے مین علیل
از سر جودت یہہ ہاتف نے کہا — واہ وا مضمون گلزار خلیل

نتائج فکر حافظ نور الحسن صاحب ذہین کرتپوری خلف مولوی ظہور الحسن صاحب مرحوم

[؟]ار خلیل یہہ رسالہ — مضمون کے جواب کا ہی سر سبز
[؟]و دل کا نخل امید — ہر رنگ سے ہو رہا ہے سر سبز
گویا ہے یہہ گلشن مضامین — ہر گلبن پر فزا ہے سر سبز
لکھی یہہ ذہین نے اوسکی تاریخ — گلزار خلیل کیا ہے سر سبز
۱۳۰۲ھ

نتیجہ طبع منشی غلام حسنین صاحب مخمور ساکن قصبہ منڈاور

[؟]ب چھپا مخمور گلزار خلیل — سال کا تاریخ کے آیا خیال
مصرعہ تاریخ ہاتف نے کہا — بو العجائب بے نظیر و بے مثال

گلزار خلیل

ہمارے ملک کو ایسے مفید رسالہ کی سخت ضرورت تھی جو اردو کی انشا
پردازی کے عمدہ نمونہ طرح طرح کے نادر نمونوں کا جامع ہو۔ طلباء کو جواب مضمون لکھنا
سکھلائے اور ملک میں مضمون نویسی کا مذاق پیدا کرے۔ دماغوں میں روشنی۔ خیالات میں وسعت طبیعتوں میں
تیزی۔ دلوں میں اُمنگ۔ قلم میں زور پیدا کردے۔ اسمیں ہندوستان کے اکثر اعلیٰ درجہ مسلم الثبوت لائق
وفائق شخصوں کے مضامین درج ہیں جو اپنی اپنی طرز لٹریچر میں عدیم التشبیہ تسلیم کیے جاچکے ہیں نہ اسمیں مخرب اخلاق عشقیہ
قصے ہیں۔ نہ مضیع اوقات فضول افسانے۔ بلکہ علمی و اخلاقی مضامین مفیدہ ہیں جو ہر شخص کے اخلاق و عادات پر
اپنا مہذب اثر ڈالیں۔ **مڈل کلاس و دیگر امتحانات** میں طلبا کیلیے "جواب مضمون" کا کوئی رسالہ اس رنگ
ڈھنگ کا نہ تھا جو زبان کے امتحان میں جزو اعظم ہے اور اوسپر خاصہ نظر ہوتی ہے اسمیں اکثر اوسی
قسم کے مضامین ہیں جیسے سوالات آتے ہیں۔ دیباچہ میں یاد رکھنے کی قابل ضروری اور مفید ہدایات
اور آخر میں بہت سے کارآمد عنوانی سوال اور اونکے ضروری مبحث اور پھر بکثرت عنوان
درج ہیں۔ قیمت مجلد ۱۲ محصولڈاک ۳ دس جلد کے خریدار کو ایک جلد مفت

المشتہر
محمد خلیل الرحمن عفی عنہ
منڈاوہ ضلع بجنور

اطلاع